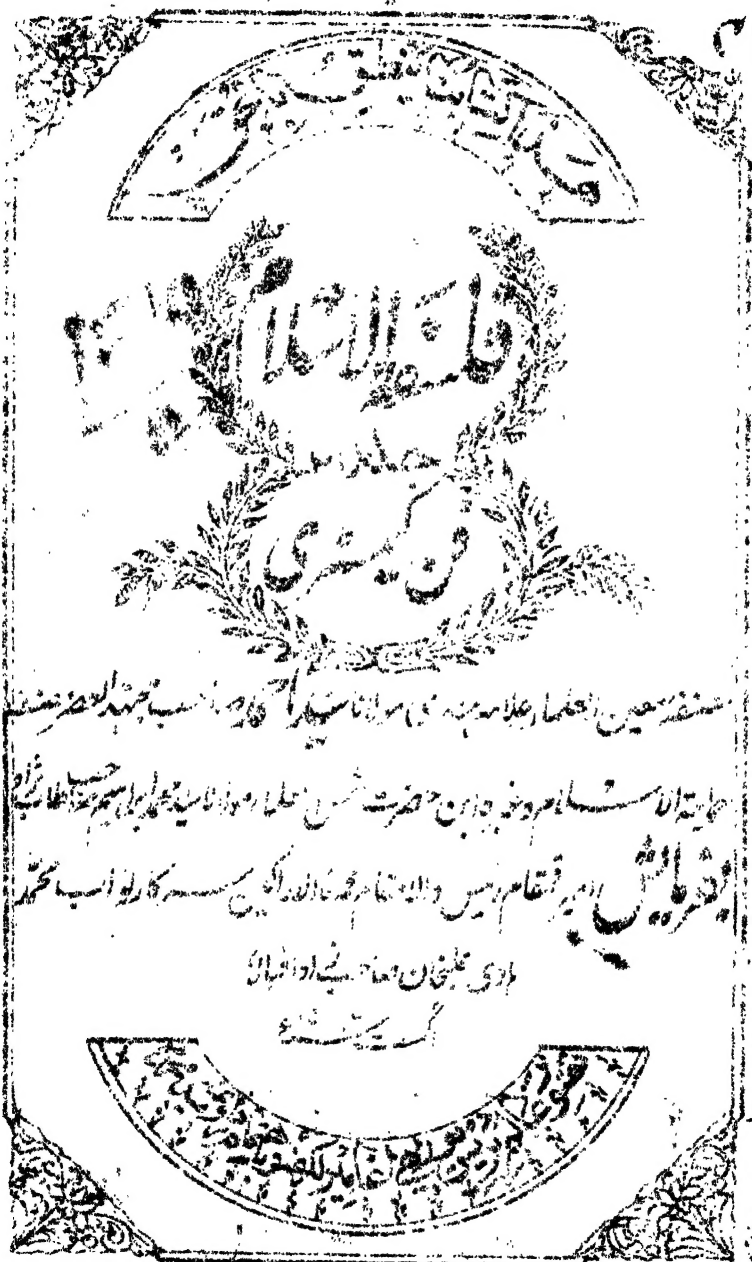


U.1597

۱۵۴۱/۴۴

قدیم



مکتبہ اسلامیہ علامہ بنی مولانا سید اکبر صاحب مجتہد العصر
 جامعہ اسلامیہ دہلی و بنو جابر حضرت شمس العلماء مولانا سید محمد جبار حسین صاحب
 پرنٹنگ پریس دہلی مقام امیر و لاہور مقام لاہور کالج سیدہ کارلو اسب محمد
 دہلی غلجیان صاحب بنی اور افغان
 گیسٹ ہاؤس

مکتبہ اسلامیہ دہلی

(دیباچہ)

حضرات آجکل مختلف مذاہب مختلف عقائد اور مختلف فرقوں کے لحاظ سے دنیا ایک غلط فہم کہ بن رہی ہے۔ اس قدر مذاہب مختلف عقائد و اصول کو دیکھ کر بالکل المیہ دوسرے کے خلاف ضد انتیض واقع ہن۔ ایک حق کا متلاشی سچائی کے نور کا حامل گھبراؤ مچتا ہے تاریکیاں اس قدر پھیل گئی ہیں کہ ایک متلاشی کی راہ میں نور ادا کرنے سے قویا ہوا اور جیسا معلوم ہوتا ہے۔

عقائد باطلہ خیالات ناقصہ کی گھنور گھٹنا چھا رہی ہے۔ اصول اعتدال اور اخلاق فلاح کے آفتاب کی روشنی منہ چھپا رہی ہے۔ خصوصاً سائنس کے اس نئے دور دورے میں ہر شخص مذہب کے چھوٹے چھوٹے مسئلہ کو اپنی دو راہی عقل سے جانچنا چاہتا ہے اور سائنس کے اصولوں پر مطابق کرتا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں سائنس سے مطابقت نہیں ہوتی یا اونکی عقل میں وہ مسئلہ نہیں آتا تو پھر ہنسی اور مذاق ہونا ہے اسلامی صداقت جھٹکن اور ٹھٹھکان میں اور مذاق بن جاتی ہے۔

یہ خیال نہیں کرتے کہ فلسفہ الہی فلسفہ انسانی کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ انسانی فلسفہ ہمیشہ جتنا بڑا ہوتا ہے کوئی انسانی فلسفہ سچا نہیں ثابت ہوا اگر اونکی سچائی ثابت ہو جاتی تو خیر حقیقات کا وردہ زہ بند ہو جاتا اور آئے دن نئی تبدیلیاں نہ ہوتیں۔

اب انسان کو وہ فلسفہ الہی پوا لئی اور قیامت تک ہوا سطر غیر تبدیل ہے جسکی نسبت ارشاد ہے **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ** اس آئے دن کی تبدیلیوں سے کیونکر مطابق ہو سکتا ہے۔

اس صورت میں ہنسی مذاق ایک جہالت و حماقت کی دلیل ہوگی۔ لیکن بیشک ہمارا بھی قصور ہے۔ فلسفہ الہی اب تک ہم نے قوم کے سامنے نہیں پیش کیا تاکہ انسانی فلسفہ کی قلمی کھلتی اور الہی فلسفہ کی صداقت ظاہر ہوتی۔

اسلام عمرو۔ ہوا کہ اسی غلط تاریکی کی کالی گھٹائیں دین حق کا آفتاب بھی چلے۔ اپنی حقانیت و صداقت کا جلوہ دکھاوے۔ یہ آفتاب حقیقت اب طالع ہوا ہے

بعض ہے کہ اسکی روشنی سے کفر و شرک کی تاریکیاں کا فور ہو کر مہل باواہر ہو جاوے
شیعہ ہدایت روشن کی گئی ہے امید ہے کہ اسکی چمک دمک سے عقائد باطلہ کی شبیہ
دور ہو کر انوار اسلام چار و فطرت اپنی روشنی پھیلا دیں۔

لیکن یہ کام ایک آدمی کا نہیں۔ بلکہ ساری قوم کا کام ہے۔ اور قوم کو مناسب
کرادے سارے دل اور ساری جان اور ساری طاقت سے۔

غیر قوم کی طاقت کی کیا کیا سعی کر رہی ہیں۔ لیکن اگر کچھ نہیں کیا جاتا تو محض
اشاعت حق کے لیے۔ ایک ہی عالی ہمت، اشد کھڑا ہو تو یہ سیر پا رہے۔
لیکن کیسے کو اسلام کا در دہلی تو ہو۔

خدا چاہے تو ایک دم میں ساری دنیا کو مسلمان کر دے۔ لیکن وہ ہماری بختوں
اور کوششوں کا امتحان کرنا ہے۔ اور دیکھنا ہے کہ ہم اوسکے پاک مذہب کے
پھیلا نے میں کیا مدد کرتے ہیں ۲۲ یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَ
یُخْرِجْکُمْ مِّنْ اَیْدِیْهِمْ ۲۳

بڑے افسوس کی بات ہے سنیہ میں کتاب فلسفۃ الاسلام کی تصنیف جاری ہوئی
جسکی اس عرصہ میں حسب ذیل جلدیں تصنیف ہوئیں (۱) ملیم الاجام (۲) اسلامی
علم الہیہ (۳) کتاب توحید (۴) کتاب عدل (۵) کتاب نبوت (۶) اسلامی
کیمیائی۔

اور حسب ذیل کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ جاری ہے۔ (۱) حیاء و جی (۲) فرائض
(۳) فرائض و جی (۴) علم طبیعیات (۵) علم نباتات (۶) اناتھی (۷) علم الطب
(۸) علم الحیوان (۹) علم النفس (۱۰) علم نجوم (۱۱) کتاب امامت (۱۲)
کتاب معاد۔

لیکن اب تک قوم کی بے پرواہی کا وہی حال ہے کوئی باہمت ہمدرد نہیں جو ہمارا
ہاتھ بٹا دے جن کتابوں کی اس کتاب کی تصنیف میں ضرورت ہے اور نکالنا ہم
وشوار ہے۔ کوئی اتنا ہے کہ اس بے سرو سامانی میں جو کتاب تصنیف ہو اوسکی اشاعت میں

دوسے۔ اگر بھی حال ہے تو جی دس مہر سی کا ہے تو اسلام کو ابوداع کتنا جاسیہ
 بڑی جیف کی بات ہے جو ہمارے مذہبی ہوشیون کو آنا بھی جس نہو کہ آجکل مذہب کو کس
 چیز کی ضرورت ہے اور کون کیا خدمت دین کر رہا ہے۔

فلسفہ الاسلام کی یہ دوسری جلد فن کمپٹری میں بطور نمونہ ہم شائع کرتے ہیں اور
 قوم کو جگا تے ہیں۔ اسی انداز پر کل جلدین اس کتاب کی لکھی جا رہی ہیں۔ اب بھی قوم
 ہوشیار نہ ہو اور ضرورت کا احساس نہ کرے تو اختیار ہے۔

ہم اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ اسلام میں یہ پہلا کام ہے جس کا مجھے بیڑا دھنایا ہے
 بتوفیق الہی فلسفہ کی جملہ شاخو نمین ہم اسلامی فلسفہ کو کھکھک پیش کریں گے۔
 اگر قوم کے چند باہمت اشخاص آمادہ ہو جاویں تو اس کتاب کی تصنیف و اشاعت
 کچھ دشوار نہیں ہے۔

اس فن کمپٹری کی اشاعت میں ہجو عالمی جناب جلالہ آباد فحامت نصاب امیر مقام نہیں
 ہوا مقام عمدۃ الاراکین جناب نواب محمد لاوے علیخان بہادر دام اقبال نے مدد دی
 ہے کچھ چار آپ سر رہا ہے جس سے خدا خدا کر کے یہ مختصر جلد شائع ہوتی ہے اگر چند
 باہمت رہنما اس بزرگ سے دینی خدمت کا سبق لیں اور غور و توجہ فرماویں تو بیشک
 کم تو جی کی شکایت برطرف ہو سکتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

احمد بن شمس العلماء حضرت محمد ابراہیم شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمد و فصلی علی رسولہ الکریم

باب پہلا

۱۔ کیمبری (یعنی علم کیمیا) وہ علم ہے جس سے ماہیت اور صفات و ترکیب
کل اشیاء کی جننے بہ عالم بنا ہوا پر معلوم ہوتی ہے چوتھو عنصر یا بیضیہ مفرد جزیرین ثابت
ہوئی ہیں عر اشیاء الارضی کی ساخت میں شامل ہیں۔ مفرد (ایلی نشت) وہ ہے جو تنہا ہو
اس کے شامل کوئی دوسری شے نہ ہو اور جب دویا کئی مفرد مجا دین تو او کو مرکب کہتے ہیں
سابق میں عنصر چار سمجھے جاتے تھے اب یہ قول الباقی جیسے کوئی دن کو رات کہے
لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا عناصر چوتھوں میں یہ بھی غلط ہے جسطرح متقدمین آب و ارض و ہوا کی
تخلیل پر قاء و رد تھے اسلئے مفرد قرار دیا تھا اب طرح سے آج کل کیمیا موجودہ عناصر کی
تفریق و تخلیل پر قاء و رد نہیں اسوجہ سے چوتھو عنصر کدہ ہے من۔ پس یہ کہنا صحیح ہے کہ آج کل عالمی
چوتھو جزیرہ کو کم عنصر نہیں بتانا اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اق میں چوتھو عنصر نہیں۔
(سماج) الف۔ انحصار انھیں چوتھو مفرد و غیر نہیں ہے ممکن ہے اس عالم میں آئندہ اور
بھی مفردات تحقیق ہوں۔

ب۔ دیگر موجودات کے مفردات ممکن ہے یہی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بجائے اس کے
کم و بیش اور بھی مفردات ہوں۔

ج۔ جبکہ مفرد ہونا ثابت ہوا ہے ممکن ہے آئندہ تحقیق میں ثابت ہو کہ یہ مفردات نہیں ہیں
بلکہ مرکبات ہیں جیسا کہ سابق میں عناصر کو چار میں منقسم کر لیا تھا۔

۲۔ اعلیٰ منت کے معنی بیشک یہ ہوئے کہ وہ تنہا ہے اور کے ساتھ کوئی شے شامل نہیں ہے
مگر فی نفسہ جبکہ ہم اپنی منت سمجھتے ہیں ممکن ہے کہ وہ مرکب ہو۔

۲۔ طبیعات میں ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ نے نامعلوم اسباب کیوجہ سے مختلف عنصر دن کی
محل اختیار کی ہے۔ اس سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب تمامہ عنصری شکل میں مادہ آگیا ہے

اور نہ سائنس نے یہ بتایا ہے کہ مادہ ابتدا میں کیا بنے تھا بلکہ ایک مجمل اور نامعلوم
 شے کا نام ہے دیکھو مایع الاجسام فلسفۃ الاسلام سائنس کی اس جہالت کا جو کچھ اثر علوم
 مادیہ پر واقع ہوتا ہے اور جو کچھ پھر بونٹین اس جہالت کا اثر ہوتا ہے وقت ٹھیک اندازہ کیا جاسکتا
 ہے جب یہ جہالت برطرف ہو جاوے۔ لیکن میں حد پر تیاں کیا گیا ہے اور کتنا نتیجہ ظاہری ہے۔
 الف۔ جن اسباب غیر معلوم کی وجہ سے مادہ نے عصری شکلیں بدل کر اپنی اصل حالت پر آجھا دیگا
 اسباب کے مفقود ہو جانے سے مادہ پر عصری شکلیں چھوڑ کر اپنی اصلی حالت پر آجھا دیگا
 اور کوئی عصری شکل موجود نہ ہوگی اور وقت عالم کا فنا ہونا مفہوم میں آسکتا ہے۔
 جکہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ایک زندگی سے اس طرح فرمایا ہے۔
 ۱۔ بلکہ مدح باقی رہے گی اور وقت تک جبکہ نفع صورت ہو بعد اسکے سب اشیاء
 باطل و فنا ہو جاوے گی جس ہو گا نہ محسوس ہو گا (احتجاج علامہ طبرسی ۱۰)
 پس جن اسباب سے مادہ کا عصری شکل بنی آنا ممکن ہو اور جن اسباب کے مفقود ہونے
 سے مادہ کا غیر متشکل ہونا بھی ممکن ہے۔
 ب۔ انسان مادہ کو نہ پیدا کر سکتا ہے نہ فنا کر سکتا ہے جو کچھ کر سکتا ہے وہ اس قدر
 ہے کہ صورت و حالت بدل دے اور اس سے ایک نئی شکل پیدا ہو جائے
 اس لیے کہ انسان کا دخل و تصرف مادیات میں پایا جاتا ہے نہ مادہ میں۔ ظاہری
 مطالب اس کا یہ ہے کہ انسان مادہ کے حادثہ نہ فنا پر قادر نہیں ہے جبکہ نتیجہ یہ
 نہیں ہے کہ انسان کے علاوہ اور کوئی قدرت حادثہ نہ فنا پر قادر نہ ہو۔
 اور نہ یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ مادہ از خود بھی حادثہ و فنا نہیں ہو سکتا اسلامی
 تعلیم ہے خدا پرست کو باقی رکھتا ہے وہی ہر شے کو فنا کرنا ہی (اصلی لفظی معنی)
 وہ تعمیرات عناصر کے جو انسان کے ہاتھوں ہوئے ہیں اور جو قبہ کیمیا کی ہے میں
 یہ تعمیرات شکل عصری میں منحصر ہیں۔ فن کیمیا میں اس بات سے بحث ہوتی ہے کہ
 میں کس طرح تعمیرات ہو سکتے ہیں اور کن قواعد سے اور ایک عنصر دوسرے سے
 مل کر کیا بنتا ہے اور کیا خواص ہوئے ہیں اور خواص کو کر تحلیل ہونے میں اور کون کس

پیر میں تحلیل ہوتا ہے۔

۱۔ تحلیل - جن کیمبر میں تحلیل کو براہِ دخل ہے لہذا تحلیل کی تعریف مجھنا ضروری ہے۔
یہ عام قاعدہ ہے کہ جب قوت یا ذریعہ متلافیہ جسم سیال کی غالب آوے جاوے اسے اجزاؤں
اور قوت متلافیہ سے جو ذرات میں جسم جامد کے بنتی ہو کہ اجا دیں گے جسم جامد سیال میں
حل ہوگا (مثال) نمک و شکر پانی میں حل ہوتی ہیں کاغذ الکحل میں، چاندی، لکڑی، پانی، روغن
بکریہ مطلب ہے کہ پانی غالب کرتا ہے قوت انصاف کو شکر و نمک کے ذرات، لکڑی، چاندی
ہر ذرہ کو دوسرے ذرہ پر شکر و نمک کی جو قوت متلافیہ تھی بڑھاتا ہے۔ جس کے اس
جسم جامد کے ذرات میں بالکل تصرف و جدائی ہو جاتی ہے اور ہر ذرہ شکر یا نمک کا پانی
کے ہر ذرہ سے مل جاتا ہے اور اگر وہ سیال جسم جامد کے ذرات میں قوت انصاف کی قوت
بڑھاوے تو یہ کہتے ہیں کہ اس جسم جامد کو اس سیال میں حل ہونے کی قابلیت نہیں ہے۔
(مثال) طباشر پانی میں حل نہ ہوگا، اور کوئی گوند الکحل میں حل نہ ہوگا، کاغذ پانی میں
حل نہ ہوگا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ پانی میں اسکی قوت نہیں ہے کہ وہ طباشر کے ذرات میں
قوت متلافیہ کو بڑھاوے اور الکحل میں یہ قوت نہیں کہ وہ گوند کے ذرہ میں قوت
انصاف بڑھاوے۔ اس طرح پانی کا ذرہ کے ذروں کی قوت انصاف کو نہیں بڑھاتا۔

حالات اور برقیات میں بھی جسم حل ہونے میں اور بہت سے اجسام ایسے ہیں جو کسی
سے حل نہیں ہوتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان اجسام میں حل ہونے کی صلاحیت نہیں ہے
بلکہ مطلب یہ ہے کہ انکے حل ہونے کا یہ نہیں ملتا اور حل کا طریقہ جسکو معلوم نہیں ہے
(نتیجہ) محلات کا انحصار نہیں ہو سکتا اور جن اجسام کے حل سے اسوقت ہم عاجز ہیں اور حل
تقریبی نہیں کر سکتے اور انکو اجسام بسیط یا منصریہ کہتے ہیں اور انہیں گواصل اجسام خیال
کر لیں انہیں انہیں کی باہمی ترکیب سے دنیا میں دیکھوں مریکب محکوم وجود بناتے ہیں۔ لیکن
اسوقت یہ بسا اڑا تحلیل ہو جاوے۔ چنگے اور انکا مرکب ہونا ثابت ہوگا اور سوکھتے اجسام
یہ اشارہ دے چکے ہمارے تجربہ کی کچھ اور بھی حالت ہوگی ہم مفردات کی تحلیل پر غماور نہیں جو
سے کہتے ہیں کہ مادہ تحلیل نہیں ہو سکتا ہم اسے تجربہ کے ناقص ہونے سے یہ صحیح حکم نہیں

لگا سکتے اور نہیں کہہ سکتے کہ تمہارا یہ خدا ہی دلیل بقا و مادہ ہے۔

ب۔ جو چیز جامد کے ذریعہ انصاف کو برہا دے اور کسی تحلیل بھی نہیں ہو جاتی ہے
جیسے پسی شے غیر پسی شے سے جلد حل ہوتی ہے۔ ایسا ہے جسے حرارت سے اجسام جلد حل
ہو نہیں۔ دجہ یہ ہے کہ ابعاد اور حجم میں اس جسم کے پسند سے قوت متلاصتہ بڑھ
جاتی ہے۔

تج - تخیل سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شے بنا ہو گئی مستعد میں صورت پر آجائے ہے
مخال کرنے شے کہ وہ فنا ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ انکو اٹھا رہا وہ میں بڑا شک تھا۔
اسلام جو یہ ادنی غلط خیالی کی تردید کرتا رہا اور برابر بتاتا رہا کہ جو کچھ عدم محبت اور عدم
محبت سے پیدا ہوتا ہے وہ نہیں ہے بلکہ تخیل ہو گیا ہے اور وہ بھوک کر لگا جیسے خدایا کی بیجا
اسلام جو ایمان میں غلط خیال کا یہ نہ کسی طرح روایا ہے۔

الف۔ جبرائیل علیہ السلام نے زمین پر۔ سخی بزمین سے مٹی لی اور اسکو آب سیرین و آب گیلین
 میں گوندھا اور تفسیر نزات سجاء اور انوار کتاب رساء و العالم (یعنی آب سیرین و آب گیلین
 میں محلول کیا۔

سب۔ ایک دن زانیہ نے انہوں سے کی سفیدی پایا۔ سر پر ڈال کر ایک بے غلط عابد کو ان کا
ستم کیا۔ حضرت امیر المؤمنین عا نے آب گرم۔۔۔ اس کے پا جا کر کو ترک کیا وہ سفیدی بختہ
بوگی (مدینۃ العاجز) اس غل سے تیار کیا کہ آب گرم میں داہ اف فی حل ہو جاتا ہے۔ ہر سفید
بضاعت غل میں ہوئی ہے۔

حج۔ مقال سے روایت ہے کہ ۱۲ خدا آج نہیں دیکھ رہے تھے کو علا و جن ملک، بشیر کے بیانات کے روز منع فرما دیا اور سوال فرما دیا۔

مختار اکون رب ہے۔

تو اب سے متفق المفظ رحمن و رحیم خداوند کریم خدا جب ہر ظالم و مظلوم کا فیصلہ کر لیا گیا
 حیوان شاخدار نے اگر کسی زند کو اذیت دی ہوگی تو اس کا بھی فیصلہ کیا جاوے گا۔

ہر ارشاد ہوگا جسے تم کو خلق کیا بنی آدم کیواسطے اور تمہاری تمام زندگی اطاعت

سید احمد علی خان اودیشی

معاً وضمّاً

بنی آدم کی لڑائی اس کے سنیوں اور اسی پاک مٹی میں مجاؤ جس سے تم بنے تھے (یعنی اپنے مفردات میں تحلیل ہو جاؤ) وہ سب ادس وقت ہی ہو جا دیں گے۔ ادس وقت کا ذکر کیا گیا ہے۔
 سنیوں نے اب و انجام کار پر غور کر کے اسے کاش میں بھی مٹی ہو جانا حیدر خدا فرماتا ہے
 اور قول الکا فرما لیتی کنت تراباً (جمع الجوین)

ہم کسی جسم کے حل ہو جانے سے اس کی قوت التصاق فنا نہیں ہوتی لغو اور بیکار ہو جاتی ہے اس قوت التصاق کے آگے جو سیال کی ہے۔ اگر جسم سیال کی قوت التصاق ضعیف ہو جاوے تو بیکار اس جگہ کی قوت التصاق عود کر آوے گی اور وہ اپنی اصلی حالت پر آ جاوے گا۔

(مثلاً) الکوہل آٹھ حصہ میں نصف حصہ کا فور حل ہو جاوے گا اب الکوہل کی قوت بانی کا کر کم کر دو فور اکا فور الکوہل سے جدا ہو کر تہ نشین ہو جاوے گا اس دوبارہ اصلی حالت پر تحلیل کے بعد اعادہ کو اس اب کہتے ہیں اور جو شے تہ نشین ہو جاوے اس کو رسوب کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیم میں سلا رساب کو معاد جسمانی کے باب میں بہت زور دیکر بیان کیا ہے۔
 اہلک - منها خلقناکم و فیہا نعیدکم و فیہا نعیدکم و فیہا نعیدکم و فیہا نعیدکم (سورہ طہ)
 اس مٹی سے بنائے گئے ہو اور اس میں لجاؤ گے (تحلیل ہو جاؤ گے) اور اس میں سے پھر اٹھا کے جاؤ گے (یعنی بقاعدہ رساب)

ب۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایک زمین پر سے مخاطب ہو کر۔ روحانیات کی مٹی (یعنی مفردات) سونے کی طرح مٹی میں مخلوط ہوگی جب دوبارہ زندہ ہونے کا وقت آوے گا زمین سے وہ پانی نکالے گا جو سب ہوگا مخلوق کی حیات کا اس وقت زیر زمین کے خالص و پاک مٹی ہو جائے گا پھر وہ پانی اس طرح اس مٹی کو حرکت دے گا جس طرح مٹی میں پانی بہر کر ملا جلا ہوتا ہے ادس وقت انسانی مٹی اس طرح ہو جائے گی جیسے سونا مٹی سے علیحدہ ہو جاتا ہے پانی سے دھونے کے بعد (احتجاج طبری) انسانی مادہ بعد تحلیل کے پھر اصلی حالت پر عود کرے گا اور قوت التصاق جو محلل اجسام

سلا رساب

انسانی ہے ضعیف یا باطل کر دیکھا دیکھی کسی چیز سے محصور نے بتایا ہے کہ وہ خالص
 لانی ہو گا خاص قسم کا جو ذرہ روح کی حیات کا باعث ہے اور کسی وجہ سے محلا سے
 جسم انسانی کی قوت انتصاف جانی ہو سکی یا ضعیف ہو جاوے گی جیسا کہ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں
 کی خلقت میں شاہدہ کرتے ہیں پس یہ انقلاب اپنے ایک صورت سے دوسری صورت ہو جاتا
 یہ سب غلیل کے کرب بن ہریم غلیل ہو کر دوسرا ہم بن جاتا ہے۔ درخت سرگل کر مٹی بن جاتا
 ہے مٹی سے مادہ جو انی مل ہو کر حشرات الارض بننے میں اسطر سے نظام عالم قائم ہے
 اور ہم حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں ایک جوہر سے دوسرا جوہر کوئی نہیں
 بناتا سوا اسے خدا کے (قویہ) بخارم کیسری بن مسلم ہے کہ بدون غلیل کی قوت کے
 از خود صورت نہ دے گی اور غلیل مذکور بہ وغیرہ خدا کی پیدا کردہ قوتیں ہیں خدا نے
 غلیل کی قوت اجسام میں پیدا کی ہے ایک جسم کو دوسرے جسم سے مل کرنا ہے جنین
 قوت غلیل نہیں اور جن خدا اس قوت کو پیدا فرما دیتا ہے اور جن میں یہ قوت موجود ہے
 وہ خدا کی پیدا کردہ ہے تاکہ مخلوق اپنی ضرورتوں کو پورا کر سکے اس قوت سے نظام
 عالم قائم کیا ہے اور علانہ اعلیٰ ہوئے کہ جوہر سے خدا اعلیٰ اجسام ہے۔

۵۔ کشش کیمیائی یا انفت کیمیائی جبکہ کشش کیمیائی نہ ہو دو مختلف حقیقتیں ایک نہیں
 کہتے ہیں آپس میں مفردون اور مرکبوں کے ایک خاص کشش ہے جس سے مفردہ ایسا مرکب
 بناتے ہیں جبکہ اپنے بنانے والے مفرد سے ایسا مرکبوں سے اصلا مشابہت نہیں رہتی
 نہ صورت میں نہ صفات میں۔

مثال (گندک و بارہ لٹے سے شجر بنتی ہے۔

ترتیب) کوئی شے مرکب نہیں ہوتی جبکہ کشش کیمیائی نہ ہو دو مختلف حقیقتیں ایک نہیں
 ہو سکتیں اور نہ دو مفردوں کا ٹپانے کے بعد مرکب اپنے صفات سے نصف نصف
 اسلامی تعلیم میں الوہیت ماننا نیت کے اتحاد و ترکیب کی اسی بنا پر نفی کی جاتی ہے اور
 شرک بتایا جاتا ہے اگر انسان مادہ کو الہی مادہ سے کشش ہے تو کسی انسان پر شخص نہیں
 (ایکے کو سب کا ایک مادہ ہے بحیثیت انسانیت) تمام انسان سے ایسا متحد و مرکب

ہو سکتی ہے پس ہمہ دست صحیح ہو گا یا یہ کتاب پر لکھا کہ۔ الہی مادہ انسانی مادہ ہے اور خدا
انسان ہے۔ انسانی مادہ اور الہی مادہ میں بھر کوئی فرق نہ رہا۔ قطع نظر اس کے ابد مرکب کا
مرکب ہے مفردات کے صفات سے محض نہیں ہو سکتا انسان وہ انکی ترکیب و اتحاد کے
ابجد نہ الودیت و سبکی نہ انسانیت ایسے مرکب کو یہ دونوں صفات دینا بالکل صحیح نہیں ہے
(خلاصہ تعلیم اسلامی) محض ممکنات میں الفت کیسائی ہوتی ہے واجب ممکن میں کشش نہیں کی
مکن نہیں لہذا کوئی مرکب واجب و ممکن کا نہیں ہوتا ہے۔

شریعت اسلام میں الفت کیسائی کا اسطر سے ذکر ہے۔ خدا نے مخلوق کو خالص اور غیر
خالص بنایا آپس میں اختلاف و الفت قرار دی اور رنگ قرار دیا۔ اور ذاللقہ و سہم متبر
کے (یعنی الاخبار توجہ حدود رہ، بخارالانوار) صاف بتایا ہے کہ مخلوق دو چیز ہے
ایک خالص یعنی مفردات سہمیں دوسری آمیزش نہیں ہے۔ دوسرے غیر خالص یعنی مرکبات
جو بہت سے مفردات کی آمیزش سے بنتے ہیں ان دونوں حالتوں کی وجہ بتائی ہے کہ بعض
بعض سے اختلاف ہے یعنی آمیزش عقد کی کشش نہیں ہے بعض کو بعض سے الفت ہے۔
یعنی عقد کی کشش ہے جسکا نتیجہ ہے کہ بعض مرکب کی شکل میں ہیں اور بعض مفرد کی حالت میں ہیں
پھر بتایا ہے کہ ان مفردات و مرکبات میں بعض رنگ رکھتے ہیں اور بعض میں ذاللقہ بھی ہے۔
بعض ایسے ہیں جن میں کوئی ذاللقہ نہیں ہے اور کوکظم سے اجہ کیا ہے۔ ایٹم کہ ہر ذاللقہ دار
شے کھائی نہیں جاتی اور استعمال طعام کا مایعہ ہوتا ہے۔ یعنی جو کھائی بھی جاتی ہے۔
۱۔ گیزر۔ اجسام لطیف کے عام صفات۔ واضح رہے کہ اکثر اجسام صورت بدستہ میں
جامد، گیزر، سیال، تہیون، شکلین، بقایا رکھتے ہیں اور یہ منحصر ہے کی مٹی حرارت پر زوال
پانی سردی سے تبدیل ہو جاتا ہے جسکو برت کہتے ہیں۔ حرارت ہو بچانے سے اجرات
میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اکثر مایہ میں جو خاص درجہ کی حرارت سے تبدیل ہوتا
سیال ہو جاتی ہیں اور زیادہ حرارت ہو بچنے سے گیزر ہو جاتی ہیں مثلاً بناسیم سوڈیم وغیرہ۔
شریعت اسلام نے اسی عقائد کو کن دھار کی بحث میں بہت فصاحت سے بیان فرمایا ہے
دیکھو ہمارے فلسفہ الاسلام مایہ الامام۔ یہاں چند تعلیمیں ذکر کر رہے ہیں۔

الف۔ جناب امیرم غلطی میں فرماتے ہیں ۲۲ خدا نے اپنی قدرت کا ملکہ اور علی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ وہ بحر زخار جو عین وجودش زن تھا شک و جہاد کر دیا اور اس کے طبع بنائے طبقات کو بجا کر سات آسمان بنائے (بیج البلاغہ)

ب۔ زمین کی خلقت میں جناب امیرم نے اسی غلطی میں فرمایا ہے کہ۔ قابل تسبیح وہ خدا ہے جسے اوس موجزن پانی کو جو جوش و خروش میں تھا ساکن کر دیا اور جام بنادیا اور اسکو جگے پہلو مطلوب و بیال سے (بیج البلاغہ)

ج۔ خدا نے ہوائے تیز و تند کو پانی پر سلاط کیا۔ جسے پانی کو موج زن کیا جوش و خروش سے پانی کی کثرت سے پہلے اور اٹھا پہلے سے وہ ان اوٹھا جو ہوا میں جاما جب وہ وقت آیا سبقت کا خدا نے ارادہ کر رکھا تھا (یعنی جب مصلحت ہوئی) اسوقت خدا نے جبین کو حکم دیا جم جاوہ جم کر جام ہو گیا اسواج کو حکم ہوا جم جاوہ بھی جام ہو گیا ہمیں سے زمین بنی امواج کے ہاتھ جو زمین کے ٹکڑے ہیں جب وہ دن جام ہوئے اور وقت روح و قدرت کو حکم ہوا کہ پانی پر ہمارے عرش کو پھیلا اور وقت عرش پانی پر پھیلا دیا گیا۔ اور وہ زمین کو حکم ہوا تو بھی جام بنجاوہ بھی جام بن گیا پھر حکم ہوا کہ ایک جگہ ٹکڑا لگا بس وہ گرجا (ہمارا لاوار تغیر علی بن ابراہیم رحمہ)

بہت سی حدیثیں اور میں جنکو ہم محل و مورقہ سے فلسفہ و اسلام کے مختلف مذاہب پر لکھتے اور ہر ہر فقرہ پر سرور و ریخت کر کے آ مقام سے جسد و خلق ہے صرف ارقاد سے ہر پانی سیال تھا اسکو سرور ہی ہو نہی کہ جام بنایا جس سے زمین و ہاتھ سے بنے خدا اور کوچہ۔ اور اسے ہوا اور پانی کے سخت فرکشن سے حرارت پیدا ہوئی اس فعل سے پانی کا عنصر ز حصہ نما کے شکل میں تبدیل ہوا آب سیال سے گزرتا جسکو وہ خانہ حق تعبیر کیا ہے اوس تیز سے آسمان سے غرض خدا اسی پانی سے جو بیال تھا اور سورج و قمر و زمین جام گزرتا جو اسے زمین بنی جسکو تیار ہو جی میں سیرطبات الشاء اللہ مقفل کہیں اور گزرتے و فلک سے۔

د۔ جب کسی مرکب کی باہریت دریافت کرنا جاوے تو اسے دو طریقے ہیں ایک

نام ۱۲۳ سس، طریقت تفریق العناصر اور دوسرے کا نام سستی طریقت وصال العناصر
 ہے۔ یعنی جو مرکب چند مفردوں سے ملکر بنتا ہے اور اس کے مفردات کو علیحدہ کر کے تو ان کی
 کیفیت اور جن مفردوں سے کوئی مرکب بنا ہے اور جن مفردات سے کوئی دوسرا مرکب مصنوعی
 بنا کر دیتا اس ترکیب کو سستی سس کہتے ہیں۔ اس قانون کا صرف یہی مطلب ہے
 ان کی سس سے ہم اور جن مفردات کو علیحدہ کر دیتے ہیں جسکا علم اور تجربہ ہو چکا ہے
 یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا کہ جو مفردات علیحدہ ہوتے ہیں حقیقت یہ مفرد ہیں اس طرح سے
 بقاعدہ سستی سس صرف یہی دعویٰ ہو سکتا ہے کہ یہ مرکب مصنوعی مثلاً یہ ہے قدرتی
 مصنوع سے اس واسطے کہ آتا رو خواص جو ہمارے تجربہ میں ہیں اور جن کو ہم پہلی و
 مصنوعی مرکب میں مطابق کرینگے اور آتا رہنا معلوم و مجہول میں نہ ہم اور انکی نفی کر سکتے ہیں
 اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ قدرتی مصنوع میں اگر کچھ آتا رو خواص ہوں تو وہ بخلاف ہے
 اس مصنوع میں بھی ہیں پس دعویٰ صرف ثابت کا کیا جاسکتا ہے اسلامی تعلیم میں
 ان کا عدد دیکھا ہے۔ لون لگتا ہے۔

الف۔ انا اخلق من الطین کھیشۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ
 (سورہ الاحقاف) ہم تمھارے واسطے مٹی سے پرند جانور کی صورت بناتے ہیں اور
 ان میں روح پھونکتے ہیں وہ حکم خدا پرند جانور بنجا دیگا۔

ب۔ جناب رسول خدا کا انگلیہ نے جنتہ جاری کرنا اور لشکر کا سیراب ہونا درخت
 المعاجیم اگرچہ بقاعدہ سستی سس، اور دون بجزہ ممکن ہیں ہیڈ رجن ہوا سے آج
 ہکرا نی بنا ہو لیکن ہجرات کے ثبوت کے لیے۔

یہ ہجرات اسوجہ سے ہیں (۱) بدون تعلیم و تحصیل معلوم مکینہ و بدون تجربات کسی امر کا ظاہر کرنا بیشک
 سب سے بڑا کج بقاعدہ سس بھی ظہور میں آئے (۲) بدون آلات و اسباب کی فراہمی کے کام
 ہمارا کیا ہونا اور جن اسباب پر موقوف ہو بیشک سب سے بڑا سبب و حوالہ ہاں ہنر و
 ترقی الٰہی کی کام کا ہونا نہ بطور کثرت و اتقاف بلکہ قدرت و اختیاری ہجرت ہے ۲

رج۔ سامری کا گو سار بنا دینا جیسا کہ خدا فرماتا ہے قالوا ما اخلقنا من عدل انما کنا
 واکنا حطاً واذنا من ذنوبنا القوم فقد فتنناها فکذلک انزلنا التوراة امری فانجی لہو عبلا
 جبالہو لہو سورہ طہ کہ اگو سالہ پرستوں نے (حضرت موسیٰ سے) کہنے سے وعدہ کیا
 ہمیں کی اپنے اختیار سے بلکہ (واقعہ یہ گذرا) زبور جو لوگوں کی زینت کا ہم ادھاکر
 لائے تھے اور آگ میں ڈالا یہ طرح سے سامری نے بھی آگ میں ڈالا (یعنی کرایا)
 اور ان کو سالہ پرستوں کے لئے (اوس زبور سے ڈھال کراؤ سنئے) ایک بچہ مرانا دیا
 ہوا آواز دیتا تھا یہ قال فما خطیاءک یا سامری قال بصوت بعالیہ صراہہ فقضیت
 فبصوت من انزل الیہ فکذلک انزلنا التوراة فی نفسی سورہ طہ کہ ہونے والے
 کیون تو اپنے امر عظیم کا مرکب ہوا اے سامری کہا سامری نے میں اوس بات سے
 باخبر ہو گیا تھا جس سے یہ گو سالہ پرست بے خبر ہے میں نے ایک بھی برلا اثر رسول سے اوسکو
 میں نے بچہ سے بن ڈال دیا یہ بچہ بھلا معلوم ہوا کہ صاف بتایا ہے کہ کھنسنے کا ڈالا ہوا
 بچہ طراندہ نہیں ہو سکتا جس سے سامریوں کو خبر ہوا خود سامری بتاتا ہے جسکا بکو
 علم ہوا وہ علم کیسکونہ تھا یعنی قاعدہ مستحق اس اوسکو معلوم ہو گیا جو کیسکے معلوم نہ تھا
 اور زندگی کی روح بھونکنے والے اجزاء اوسکو معلوم ہو گئے جنکی ایک بھی شریک
 سے وہ بچہ طراندہ ہو گیا وہ اجزاء کیا تھے وہ بھی بتا دیے ہیں در اشر رسول
 حدیث میں ہے جبریل اوس مرکب پر سوار ہو کر آئے جو زندگی کا مرکب تھا سامری
 نے دیکھ پایا اوسکے پسیر کی مٹی بھی ہر سامری نے لی اس بنا پر اثر رسول سے
 موثرات رسول مراد ہوسکے یعنی جس زمین پر زندگی کے مرکب کا قدم پڑا تھا اوس
 حصہ پر زمین کے یہ اثر ہوا کہ جین اوسکی مٹی میں خاک شامل ہو رہی اوسکے۔
 ہم نہیں کہہ سکتے وہ کیا اثر تھا اگر اوسکا بچہ اور علم ہو تو ہم بحث کر سکتے
 ہیں ایسے آثار سے ہم انکار نہیں کر سکتے اور اگر تفسیر سے قطع نظر کریں تو رسول انک
 کوئی ملک مراد ہوگا اور اثر کے بہت سے حصے ہیں ایک۔ یعنی فضیلت جیسے حصے میں
 اثرات اللہ علیہ السلام خدا نے مجھکو مہر فضیلت دی۔ اسوقت یہ منی ہوئے کہ ماضی

سہیلی سے رسول کی سہیلی بھی بہر لیا۔۔۔ یعنی رسول نے مہربان ہو کر ہر ایک سہیلی
 کو اجزاء دے دیئے جنہیں حیات کا مادہ تھا۔

دوسرے۔۔۔ اثر یعنی لقمہ سب جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ فانظر لای انما رحمۃ اللہ
 اسے مابقی منہا۔۔۔ وہ اجزاء جو رسول کے بقیہ سے تھے۔ یعنی وہ ملک جو زمین
 پر چھوڑ گیا تھا وہ سامری کے ہاتھ لگا دوس سے بچھڑا زندہ ہو گیا۔

تیسرے۔۔۔ اثر یعنی زندگی ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں کہ قطع افوہ۔۔۔ یعنی زندگی کی
 مدت ختم ہو گئی لہذا اس آہ میں یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اوس فرشتہ سے زندہ کرنے کا
 سبق لیا اور دیکھا ہو ا طریقہ برتا اور اسی بر مجاز ہو تھوڑا علم سیکھنے سے۔

اسی طرح حضرت انسؓ کے حضور ان کے موجودات عالم پر بحث کرنا آسمان و زمین انسان
 کو اکبر جن و ملک وغیرہ کے کیمیائی حالت کا بتانا بقاعدہ و انالیس تھا لیکن وہ بھی
 عجیب رکھنا چاہیگا۔

۸۔ ایونک ویت، یعنی مقدار اتصال یا وزن اتصالی یا ذرات اوی کے
 اوزان تجربہ سے ثابت ہے جب مفرد و ان کو مساوی انجم لیکر وزن کر سکتے ہیں
 تو وہ کئے دو زمین فرق پائے ہیں اور ہر ایک مفرد مرکب ہے ذرات سے
 جو اس میں مفرد کا ذرہ وہ ہے جسکی تقسیم خارج میں نہیں ہو سکتی۔ بات ظاہر
 دیکھو فلسفہ الاسلام ایلم الاجسام میں ہیں مختلف مفردات کے ذرات کے وزن میں
 وہی فرق ہو گا جو انکو کیفیہ مساوی انجم تو لے کر معلوم ہوا ہے۔

(مثال) کیچن، ہیڈروجن، دو مفرد ہیں جو ہو انکی شکل میں ہیں جب انکو
 مساوی انجم تو لے کر ہیں تو اس کیچن بہ نسبت ہیڈروجن سو درجہ بڑی ہے

۹ (الف) ان علوم کی تحصیل یا ان علوم کا سوجھ بوجھ یا ان کے ثابت نہیں ہے
 (ب) کوئی شاہد اسکا نہیں ہے کہ حضرات معصومین علی طور پر تجربہ کیا کوئی کلمہ بقاعدہ الہی میں
 بتا کر لے تھے یہ دونوں امر میں دلیل ہیں اس بات کی کہ حضرات معصومین کو انعام فائدہ الہی کی سبب تھے

معالا کہ حجر کی راہ سے درون سادوی میں اس سے قیاس میں بخوبی آسکتا ہے لہذا ایک
 ذرہ کہ جس میں ایک ذرہ بیہ راجح سے سو لگتا ہے۔
 اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ہر شے کا ذوق و تہ خدا ایسا ہے اور وہی ہر شے کے ٹھیک اور ان کا باخودار ہے
 (الف) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک ملائی موبیث میں ذریعہ سے فرشتے میں
 عظمت ارضین میں کوئی ذرہ خدا اسے آگے بٹھاتا نہیں ہے خدا اشیاء کے حد کو
 جانتا ہے ان کے اور ان سے واقف ہے (احتیاج طبری روح)
 اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ہماری تہذیب ہرگز بات علیہ سے ہلکی اور
 معلوم میں لیکن خدا کو ٹھیک ٹھیک سب کچھ معلوم ہے اس لیے کہ وہ ظاہر و چھپا ہوا
 حضرات انبیاء و اولیاء معصومین کو بدوں تجربات علیہ خدا سے اذان اشیاء کا علم رکھتا
 تھا بخیر اسی اصول کی بنا پر جناب امیر کا مشورہ فیصلہ ہے۔
 ایک شخص نے مذاکرے اور لوہے کی بیڑی غلام کے پیر میں ڈالی غزوہ ہے
 کہ کام ہو جائے بقدر بیڑی کے سزا و دوزخ کر سکے راہ خدا میں دو ٹوکا پھر اس بیڑی
 غلام کے پیر سے جدا کر دنگا و زن معلوم نہیں مذاکرے کی جو تہو کو بیڑی پیر سے جدا کر
 دو ملتی نادقیقہ سزا راہ خدا میں نہایا جاوے سے تفر ہے جناب امیر کے حضرت
 میں باقی ہر پیر غلام کا بیڑی طشت میں ڈالنا باقی طشت میں پیر اور بیڑی کی جو
 سے بلند و الگ ملن یا۔ پیر بیڑی اتار کر تمام لی ظالی پیرانی میں رکھا باقی بیڑی
 کھٹا اب لوہے کا برادہ اس قدر ڈالاجس سے پھر باقی ملن جو اول نشان پر
 آگیا پیر نکال لیا بقدر بادہ آہن سونا تولد پیر بیڑی غلام کے پیر سے جدا ہو لی تو
 برادہ آہن کے برابر رکھا۔ (مدینۃ المعاجز) یہ معجزہ نہیں اگر ہون اس تجربہ و عمل
 کے بناو سے دوزخ بیڑی کا تب مجرہ تھا اس وقت علم الاوزان کا اظہار مقصود
 ہے یہ بتایا ہے کہ لوگ تجزیہ اور عمل کو معلوم نہ کیونکر کرتے ہیں اور کچھ علم
 وہی دالعام معلوم میں ہو دلیل آپ کی امانت کے ہیں۔
 ۹۔ یہ بات ثابت ہے کہ جو مضروب کے ذرات کا وزن ہے وہی یاد رکھا

جناب امیر کا مشورہ فیصلہ ہے

مضروب اس کے آپس میں ملکر مختلف مرکبوں کے بنانے کا وزن اتصالی بھی ہے۔
 (مثال) بارہ اور گندک کو اجزات میں تبدیل کر کے مساوی حجم توڑنے سے معلوم ہوتا
 کہ ان کے وزن میں وہی نسبت ہے جو (۲۰) (۲۱) سے ہے اور ان کے مرکب یعنی
 شجرت کا بھی وزن اتصالی ہی ہے۔ یعنی دو وزن اس وزن میں ملکر وہ مرکب جسے
 شجرت کہتے ہیں بنا دینگے اور اس سے کم میں شجرت ہرگز نہیں بن سکتا (۲۰) میں گرین
 شجرت کی ترکیب کیسا ہی ہے جب مفردون کو علیحدہ کرینگے تو (۲۰) گرین بارہ لیکھا
 اور (۲۱) گرین لکھ کر اسبطر سے مفرد اپنے ذرات کے اوزان کے مضروب ہیں
 ملکر مرکب بناتا ہے۔

(مثال) آپس کے ذرؤ کا وزن (۱۱) اور ہیڈروجن کے ذرؤ کا وزن (۱) ہے
 جب حجم کی راہ سے ایک ہے مقدار آپس اور دو مقدار ہیڈروجن میں تو اس سے
 بانی بناتا ہے اگر بانی باعتبار وزن (۱۱) ہے تو اس میں آپس (۱۱) اور ہیڈروجن (۲۱)
 آپس نسبت ہیڈروجن آٹھ گنا ہو گا خواہ بانی ایک قطرہ ہو یا ایک پیمبر یہ مناسبت
 (۱۸) کو (۲۰) سے بھی نہ جاوے گی۔

اسلام نے عام کلمہ اس باب میں بنا دیا ہے **لَنْ يَخْلُقَ اللَّهُ شَيْئًا إِلَّا بِحَسَبِ قَدَرٍ** (ص ۱۰)
 ہم کبھی شے (میں) نہیں بنائے گئے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی چاہے اتنا یا ان
 دوکان و درآئینوں ایک تاک رکھتا ہے کبھی فرق نہ ہوگا اگر یہ مطلب ہوتا تو کلام انبی
 کی غلطی سمجھی جاتی اس لئے کہ تمام مخلوق تین میں ہمیشہ اس قسم کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مطلب
 یہ ہے کہ خلقت کا قانون اور ترکیب عالم میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

۱۰۔ اسباب معلوم ہو اگر مفرد اپنے ذرات الہائی یا مادی کے مضروب میں بھی ملتے
 ہیں تو کبھو کو اسکی وجہ سے دریافت کرنا چاہیے اسی طرح اس امر کی اہلیت معلوم نہیں
 ہوتی مگر ذالطن صاحب نے یہ قیاس کیا ہے کہ مفرد آپس اپنے ذرات اتصالی کے
 مضروب میں ملتے ہیں اور کبھی کسریں نہیں ملتے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ مفرد اپنے
 ذرات سے مرکب ہیں جنکو تقسیم نہیں کر سکتے اگر آدمی کو تقسیم کر سکے تو ضرور وہ ذرؤ یا ذرؤ

قانون خلقت میں تبدیلی نہیں

پاؤں سے چہ وغیرہ میں مل سکتے اس قیاس کو قیاس الطنوی کہتے ہیں۔ یہ قیاس باطل
 غلط ہے جیسے کہ ہم وحدات جھٹکا کا ابطال فلسفہ الاسلام مایم الاجسام میں کر رہے ہیں
 اور اس کو بھی ثابت کر آئے ہیں کہ کوئی چیز ایسا نہیں جو تقسیم نہ ہو۔ ہمارے خیال
 میں وجہ یہ ہے کہ وزن کشش مرکزی کا نام ہے۔ کشش مرکز اس کے ہر جزو مادہ کے لیے
 برابر ہے لہذا وزن اتصالی بھی برابر ہوگا اسی بنا پر مفروضہ ہے، وزن اتصالی یا
 مادی کے معروض میں لگا کر زمین اور سوت ملنا جبکہ کشش مرکزی مساوی نہ ہوتی۔
 اجزاء مادہ کے لئے۔

۱۱۔ ذرات کے عقد سے نفرت کے مرکبات کا بنانا کیا میں ثابت کیا جاتا ہے
 اسلام بھی ترکیب عالم کو مفروضات کے ذرات کے عقد سے بناتا ہے دیکھو عالم ذر کا
 کتب اسلامی میں اجمال اور سکایہ ہے۔

ایک۔ جب خدا نے مخلوق کو بنانا چاہا تو اپنے رب و ربود کو مستشرق و مغرب کیا (کافی)
 بحار الانوار توحید شیخ صدوق (رہ)

دوسرے۔ باب امیر نے فرمایا جب خدا نے مقدّر کرنا چاہا خلقت کو اور سپہ
 کرنا چاہا مخلوق کو اور ابتداء کے بنا دے کا ارادہ کیا۔ تمام مخلوق کو مثل ریزون کے
 رکھا قبل دعو ارض کے درموج اندھ جب مسعودی بحار الانوار

تیسرے امام جعفر صادق علیہ السلام نے خلقت حضرت آدم کے باب میں فرمایا ہے
 ایک حدیث طویانی میں ہے (جس سے خلقت حضرت آدم ہوئی) دوسرے
 ہوئے اور زمین و آسمان کی مٹیاں ذرہ ذرہ اور ریزہ ریزہ ہو گئیں (کافی)
 چوتھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے خلقت حضرت آدم کے باب میں فرمایا ہے
 گردہ ٹی داسنے اور باین ٹی سے ریزہ ریزہ ہو کر ٹی (کافی)

۱۲۔ ترکیب اسی وقت ہوئی جب باہم عقد کی کشش ہوو ال مرکبات کا درجہ زمین
 ہو سکتا جن چیزوں میں عقد کی کشش نہیں ہے اور ان کے مرکبات کا وہ جو دنیا میں نہ پاؤں
 (مثال) ہیڈ رجن سے دھاتوں کو جہاں عقد کی کشش نہیں ہے لہذا ان کے مرکبات کا

عالم ذر کا

ابھی دنیا میں وجود نہیں ہے اس مثال سے یہ مطلب نہیں ہے کہ فی نفسہ ہیدروجن کو
کبھی بات سے عقد کی کشش نہیں ہے مطلب صرف اتنا ہے کہ ہوجہ و تجربہ میں ہوجہ
دو باتیں ہیں اور ہیدروجن کو عقد کی کشش نہیں معلوم ہوتی اگر کوئی ایسا تجربہ بتا دے
کسی خاص مرکب کی نسبت تا وقتیکہ یہ معلوم ہو کہ اس کے مفردات میں فی نفسہ عقد کی کشش
نہ تھی اور وقت تک ایسے مرکب کے ہوجہ سے انکار نہیں کر سکتے بلکہ عقد کی کشش اگر ہونو
اور کسی قاعدہ سے ہم عقد کی کشش پیدا کرنے پر قادر ہو جاوے تب بھی انکار نہیں ہو سکتا
ہے انکار صرف اسوجہ سے ہے کہ ہم ابھی مفردات میں عقد کی کشش پیدا کرنے پر قادر
نہیں ہیں۔ اسلامی تعلیم یہ ہے **بسم اللہ علی کلشیء قدیر** خدا ہر شے پر قادر ہے
اس کیمتہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں ہیدروجن اور ہیرواٹین ملکر مرکبات ہوجہ د
ہو سکتے ہیں اگر انہیں خدا عقد کی کشش پیدا کر دے ان محبت کو مفصل قدرت کے
ایمانین فاضل الاسلام کے بشرط حیات لکھنے انشاء اللہ۔

اس قانون کا مطلب صرف اتنا ہے کہ چار ہی مصنوعی مرکبات کا انحصار انہیں چیزوں
ہے جن میں عقد کی کشش ہوجہ ہے اور چار سے تجربہ میں بھی ہے مصنوعات الہی جید و بی
بابا ان میں وہ ہر دس شے میں چھین عقد کی کشش نہ ہو پیدا کر سکتا ہے۔

(مثال) ایسا ناقہ جسکی ہوتی شک کی آنکھیں یا قوت کی سم زہر دے۔ یا ایسا خشتہ
جسکا شعاع جسم برف کو نصف آگ کا ہو یا سحر انا نوارم کسی قاعدہ سے ان موجودات کا
انکار نہیں کر سکتے۔

پھر اس قانون کا شمار یہ ہے کہ جن مفردات کو یا ہی عقد کی کشش نہیں ہے اس کے مرکبات کا
بھی وجود نہیں ہے اور جب عقد کی کشش پیدا ہوگی تو مرکبات بھی ہوجہ
میں آوے گے جسکا یہ مطلب ہے کہ صورت و عیہ حادثہ میں پہلے معدوم تھے اسبطر عقد
کی کشش باطل ہو جانے سے صورت و عیہ معدوم ہو جاوے گی۔ اسلامی تعلیم میں بڑی
شد و مد سے اس بات کے آئینی خبر ہے قیامت کا دن آئینا ہے جس میں تمام مفردات
اپنے عقد کی کشش مجھوڑ دینگے یا بے قوت معطل ہو جاوے گی اور وقت تمام مرکبات عالم اپنی

عصری شکل میں آؤنگے پھر شکل عصری بھی اور کی جانی رہی گی کیونکہ اس کے ذریعہ بھی عقد کی شکل نہ رہی گی اور سوقت قیامت برپا ہوئی بلکہ اس کی بھی خبر ہے کہ وہ کی بھی قوت کا ذریعہ ملاصقہ جاتی رہی گی حالت اور سوقت یہ ہوگی۔

زمین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرنا ہے کہ کیا روح جسم سے نکل کر حل ہو جاتی ہے یا باقی رہ جاتی ہے۔

امام علیہ السلام۔ باقی رہتی ہے اور سوقت تک جب تک صورت نکلا جاوے گا البتہ جو بچہ بچہ دنیا باطل دفن ہو جاوے گا نہ اس وقت جس ہوگا نہ محسوس ہوگا (اجتناب علیہ السلام) محسوسات کا نہ ہونا بتاتا ہے کہ وہ اور اذیت کی قوت کا ذریعہ ملاصقہ فنا ہو جائے اور سوقت عالم فنا ہوگا یہ نہ تھا جاوے گا کہ کیا لے مقداری کے رستے کسی شے کا ذریعہ مقداری کم نہیں ہوتا۔

اس قانون کے رو سے ترکیب عقد کی کشش پر منحصر ہوئی اور اسلامی تعلیم کے خلاف معلوم ہوتی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی شے کسی شے سے نہیں بنتی مگر یہ کہ اس کو خدا بناتا ہے (حکما رالایا ذوقہ رصہ و ق) اس بیان سے ذریعہ کا عقد اور عقد کی کشش کچھ بھی نہ رہا۔ بات یہ ہے کہ اس قوت کا جو اس شخص کے لئے ہے کہ انسان اسے قائمہ اور ضرورت پر مرکبات بنا کے اعتیاج پر رہی کر سکے خدا اس قوت کی ضرورت نہیں رکھتا ہر شے امر الہی کی مطیع ہے وہ اور ان دو چیزوں میں عقد کی کشش پیدا کر سکتا ہے جن میں بالکل یہ قوت نہ ہو وہی ایک شے کو دوسری شے سے پیدا کرنا ہے اور خود کوئی شے پیدا نہیں ہوتی۔ یوں مجھو جن چیزوں میں عقد کی کشش ہے وہ خالق کی پیدا کردہ ہے اگر خود بخود ہوتی تو ہر شے میں یہ کشش ہوتی ایسا نہ ہوتا کہ بعض میں ہے بعض میں نہیں ہے پس یہ قوت خالق کی پیدا کردہ ہے اب جو ترکیب ہوگی علۃ الخلل کی پیدا کردہ ہوگی۔

۱۔ عناصر کی دو قسمیں ہیں ایک مٹی لائڈز (غیر دہات) دوسرے میٹلز (دھات) اور سوقت تک ان دونوں قسموں کے علاوہ تیسری قسم عناصر کی معلوم نہیں ہوئی ہماری

تجزیہ اسوقت تک اہل فہم و دقتوں بن مختصر ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ تیسری یا چوتھی قسم کا
 دنیا میں دو جنہیں ہے صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ تیسری قسم کا اتنا کہہ سکتے ہیں کہ تیسری قسم کا
 عناصر کی اس قسم سے تجزیہ تھے اور عناصر کو بھی چار میں مختصر کرتے تھے آب آتش
 باد و خاک، اور اجرام فلکیہ و افلاک کو بھی بسطہ کرتے تھے باقی کو مرکب لیکن سب کو
 موجودات کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک عنصر بسطہ و دوسرے مرکب و غیر بسطہ اسلامی
 تعلیم علیٰ ہی ہے خدا اسے مخلوق کو خالص اور غیر خالص بنایا ہے عیون الاخبار
 بحار و تہذیب صدوق جس سے بسطہ و مرکب کا صاف بیان ملتا ہے لیکن اختلاف
 یہ ہیں کہ تقدیر میں عناصر کو چار میں مختصر کرتے تھے اور ساخرین اور انکو مرکب بتاتے
 ہیں علیٰ اسلامی بھی ان چار میں عناصر کے تحدید نہیں کرتے بلکہ انکو مرکب بتاتے ہیں اب
 ہم ہر ایک کو مفصل بیان کرتے ہیں۔

باب دوسرا ازمیٹ ماسفرم ہوا کا بیان

۴۱۔ ہند جہز ہوا کا ارجن ہے عناصر ۱۔ وزن ماوی ۱۶

یہ ہوا رنگ و بلا ذائقہ اور بلا بو کے ہے نہایت لطیف جو آگہ سے محسوس نہیں
 ہوتا۔ زمین تنہا صورت میں ملتا ہے کل ہوا کا پانچواں حصہ ہے اور اڑتی ہوئی
 میں اس قدر ہے کہ یا کل زمین کا نصف وزن پانی کو نو حصہ کر دے آٹھ حصہ ارجن ہے
 علم عالمین پریستی صاحب نے اسکو تحقیق کیا وہ اس علم میں بے داؤد و صاحب
 نے اسکی تشریح کی اور بتایا ہوا میں اس کے باعث مختلف اشیا متعل ہوتے ہیں
 ارجن کے سنے مولد تیزاب کے ہیں جتنی چیزیں ہوا میں جل سکتے ہیں وہ ارجن کے
 اندر نہایت زیادہ روشنی کے ساتھ ملتی ہیں اور بہت سے اشیا جو ہوا میں بہت
 اچھی طرح سے روشن نہیں ہوتے وہ ارجن میں بہت خوبصورتی کے ساتھ ملے
 ہیں اگر ایک خاص مقدار ارجن کو وزن کریں اور ٹھیک اوس قدر ہیڈروجن
 تولین تو ارجن ہیڈروجن کی نسبت سولہ گنا ہوگا اور ہوا کی نسبت وزن متعام
 اسکا۔ ۵۶۔ ۱۰۱۰۔ ارجن عام عناصر کیساتھ مرکب بناتا ہے سوائے فلوریڈین کے

مرکب کو اسکے اکساڑ لگتے ہیں جب کہ کچن کسی دوسرے مادہ سے مرکب ہوتا ہے تو حرارت پیدا کرتا ہے کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ ناریت و حرارت کی مانند اور جس مادہ سے متحد ہوتا ہے وہ جل جلتا ہے مثل شمع اور لکڑی کے۔

برخال بکھوڑے کی لید عرصہ تک ایک مقام پر جمی رہے جب اوہین مانند ذرات معلوم ہوتی ہے وجہ یہی ہے کہ کچن سے اتحاد پیدا ہوتا ہے اور یہ کچن تمام پتھروں ایک اور شیون اور معدن میں پایا جاتا ہے جس سے ہر شے میں حرارت پیدا ہوتی ہے یہ گیز ہوا کا جز اعظم ہے صفات کی راہ سے جب ہم عدد ثون میں دیکھتے ہیں تو اس گیز کا پتہ لگتا ہے۔

الف۔ خدا نے خلق کیا ہوا سے نور کو اور ہوا سے خلق کیا خدا نے عقیق کو عقیقہ ہوتا ہے جو تیز دند ہوتی ہے اور ہوا سے آگ کو پیدا کیا (بحار تفسیر علی ابن ابی طالب ص ۱۱) اس ہوا کے گردی کی خلقت جیسے حرکت و سکون ہوتا ہے ہوا سے بتائی ہے اور اسی ہوا سے نور اور آگ کی خلقت بتائی ہے بیشک کچن وہ گیز ہے جس سے ناریت و حرارت پیدا ہوتی ہے اور یہی ہوا کا جز اعظم ہے اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ ہوا سے گردی سے پیدا ہوئی ہے۔

ب۔ حضرت مفضل بن امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو صفات ہوا کے بتائے ہیں: وہ بھی کچن کا پتہ لگتا ہے فرماتے ہیں ہوا: ہوا جو جسم فاسد ہو جاوے یا مت کر لاغر ہو جاوے۔ ہوا جسم کی حیات و زندگی۔ ہے اور جب سانس کے ذریعہ سے داخل ہوتی ہے اور روح سے ملتی ہے تو جسم کو روکتی ہے ہوا سے آگ و دشمن ہوتی ہے (بحار الانوار و حیدر صدوق رہم بیشک یہ سب صفات ہوا میں کچن کی وجہ سے ہیں۔) اس لیے کہ بحساب چاند سو حصہ غوہین (۴۸) حصہ ہوا بھی ہے بخلاف اسے سو حصہ کچن ہے جس کی وجہ سے جسم گرم رہتے ہیں اور تمام اجسام حیوانی زندہ ہو جاتے ہیں جسم کی بنیاد ثون کو خون کچن و ہوا ہوتا ہے جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے جب ہوا سانس کے ذریعہ سے جسم میں داخل ہوتی ہے اور روح کی ملتی ہے تقیب ہوتی ہے

۵۔ اور دوسرا جز ہوا کا ہیدروجن ہے علامت وہ وزن مادی ۱
یہ گیس میرنگ و بوز الف کا ہے جو نظر سے محسوس نہیں ہوتا بانی اسکا خزانہ ہے
۱۔ سیلے اسکا نام ہیدروجن ہے۔ یعنی مولد آب سو اہون صدی میں پیری پلس صاحب
نے اسکو تحقیق کیا اور اسکا علم میں کوئٹوش صاحب نے اسکا مفصل بیان لکھا نہ حصہ
بانی میں ایک حصہ ہیدروجن ہے ہیدروجن کے برابر اور کوئی منفرد لکھا نہیں ہے لیکن
سے ۴ اور جہ اور ہوا سے ۷۴ اور جہ ہیدروجن ہوا سے لیکن کوئٹوش بانی نے کہا
ہے اس میں طوائف چیزیں گل ہو جاتی ہیں لیکن وہ خود جل اور ٹھنا ہے اس میں ہیدروجن
کے شعلہ میں پناہیم اور لوہا مثل کاغذ کے جلنے لگتا ہے اور ایسے اجسام جگا کتنی ہی تیز
آپخ وین سرخ نہیں ہوتے اور لکوا اس کے شعلہ کے مقابلہ میں لائے سے اسقدر تیز روشنی
پڑتی ہے جیسے چھوٹا سا آفتاب نابان ہو جاتا ہے چنانچہ چونے کی ڈلی ۱۔ کے مقابلہ
میں لائے سے نہایت روشن ہو جاتی ہے اور کئی تیل تک مثل دکنے روشنی پڑتی ہے
اسکو لایم لائٹ کہتے ہیں۔ یہ صلاحیت نفس کی نہیں رکھتا اگر کوئی ذیر روح (معن وظا)
کیا جادے فوراً مر جاتا ہے نہ اسلئے کہ یہ مثل کاربوئٹک ایسڈ کے زہر ہے بلکہ لیکن
نہ ہونے کی وجہ سے اسکی طبیعت بن حرارت نہیں ہے یہ لیکن بانی کی صورت میں مرکب
ہوتا ہے سو ہیدروجن جو امین جلا وین نو اوس سے بانی پیدا ہوتا ہے اسلئے
اکر ہیدروجن لیکن سے مرکب ہے بڑا مرکب اسکا بانی ہے جب کا کیما لی نام ہیدروکس
اسکا نڈ ہے۔

اسلامی تعلیم میں بھی اسکا پتہ ہے ۲۲ خلق کیا خدا نے ہوا سے بانی کو (بحار تفسیر قرآنی)
ہیٹک ہیدروجن وہ جز ہے ہوا کا جس سے بانی بنتا ہے۔

۶۔ تیسرا جز ہوا کا نیتروجن ہے اسکا دوسرا نام ایزوٹ ہے علامت۔ ان مقدار
افصال ۴ اور وزن مادی۔ ۱۴۔

سے اس کے مولد شورہ کے ہیں اور ایزوٹ کے سے قاطع روح بہ منفرد ہوا میں
لیکن کے ہمراہ لیا ہوا یا جاتا ہے اور ہوا میں حجم کی راہ سے بائج حصو بن ایک حصہ

اکیس ہے اور باقی چار حصہ نیر و جن۔ یہ بھی صاف و شفاف بیرنگ لطیف جسم۔

انہی میں ہر حصہ خدا تعالیٰ نے جو دینا ہے نہ جلنے والی چیز اس میں جل سکتی ہے تہی جلتی ہوں
فی الفور گل ہو جاوے گی ہوا میں یہ مفروضہ انہی اکیس کی تیزی کم کرنے کی غرض سے ملا یا ہے
کسی ہوا سے نیر و جن نکال لو تمام دنیا پر آگ برس پڑے گی۔ علی ترکیب سے ہوا سے
نیر و جن نکال لینا اوس ہوا میں اکیس کی حدت بڑھا دینا ہے جس سے مخلوق جل جائے گی
اور جس ہوا میں نیر و جن بڑھا دیا جاوے اور ایک وزن مادے سے بیشک اوس مقام پر
کوئی شے نہ جلیگی۔ اظہار معجزہ من انبیا علیہم السلام کا آسمان سے شعلہ برسانا یا آتش
نیز و کا جناب ابراہیم نبی پر اترنا کرنا بلکہ سردی کا اثر محسوس ہونا جسکو قرآن مجید میں
ذکر کیا ہے $\text{فانما کوئی بود وسلا ما علی براہیم}$ رسولہ انبیا کی اسے آگ
سرد ہو جاوے رسالت رکھ ابراہیم کوئے یہ کچھ بھی محال نہیں ہو سکتا نیر و جن کی کمی بیشی
سے یہ سب کچھ ممکن ہے۔

وزن متناسبہ نیر و جن کا ۹۷۲۰ ہے۔ نیر و جن صلاحیت تنفس کی نہیں رکھتا اسکی
طبیعت میں حرارت ہے یہ گوشت میں ہر حیوان کے پایا جاتا ہے اور گوشت کا جزیہ
تمام مرکبات نیر و جن کے بہت سہولت سے حل ہوتے ہیں بعض محض ہوا سے
حل ہو جاتے ہیں چنانچہ ہر قسم کے گوشت کو ہوا حل کر دیتی ہے۔
آب باران میں ٹھوڑا نیر و جن ایسا ملا ہوتا ہے سبب اسکا یہ ہے کہ برقی حرارت
سے فضا میں اکیس و نیر و جن میں ترکیب ہوتی ہے اور اوس کے بخارات پانی میں
مکرر زمین پر گرتے ہیں جن میں نیر و جن ایسا ملا ہوتا ہے۔
اس جز اعظم کا تہہ بھی اسلامی تعلیم میں ہے۔

مفضل سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے $\text{ان اگر ہوا نہ ہوتی تو حیوان}$
 $\text{میرہاتے ہر شے گرم ہو کر فاسد ہو جاتی (و حیدر شجہ صدوق بحار الانوار میں نیر و جن میں}$
 $\text{اں اکیس کی حرارت رد کرنے کی وجہ سے ہے جس سے حیوان زندہ نہیں اور کوئی شے}$
 $\text{زائد گرم نہیں ہوتے باقی خصوصیات جگہ ۱۶ حصہ اکیس اور ۳۰ حصہ کا رہو تک ایسا}$

آتش نیر و جن کا سرد ہونا آگ سے جلنا

خونین ہے ان دونوں کے اتحاد کیمیائی سے بیشک جسم بھگ اٹھتا خدا نے اپنی
ملکت کا ملہ سے دو حصہ نیز جن گیز خونین ملا رکھا ہے تاکہ جسم اعتدال سے زائد گرم
نہ ہونے پادے۔

۱۔ جو تھا جز اعظم ہوا کا رین ہے علامت ک مقدار اتصال ۱۲۔
اسکا مفصل بیان آگ کے باہین ہو گا تھوڑا زمین کے باہین ہو اسے متعلق صرف
اسقدر ہے کہ یہ آئین کے ہمراہ شکل کا ربونک ڈالی اوکسائیڈ ہوا میں ہے درخونین
خدا نے اپنی قدرت کا ملہ سے یہ صفت بخشی ہے کہ وہ آفتاب کی روشنی کے ذریعہ
سے کاربونک ڈالی اوکسائیڈ ہو جائے ہے اجزاء متفرق کر کے کاربن کو اپنی
برورش کے لئے لیتے ہیں اور آئین کو جدا کر دیتے ہیں جو باعث ہمارے اور
کل حیوانات کی زندگی کا ہے اور تنفس میں آئین اندر لیتے ہیں اور کاربن ڈالی
اوکسائیڈ باہر پھینکتے ہیں خیال کرو اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ عالم بصورت حال ایک گھنٹہ
قائم نہ رہتا کیونکہ ہمارے اور حملہ جیوانوں کے تنفس کے کاربن ڈالی اوکسائیڈ
گھٹتا ہے اور کڑی اور کوئلہ اور ہر شے کے جلنے سے یہ مرکب بکثرت پیدا ہوتا ہے
اگر آئین سے کاربن کا اسقدر درخونین خرچ نہ ہوتا تو پھر پڑے میں سب گھٹ کر
مر جاتے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ائمہ سے فرمایا ۲۲ میں رد بھی اگر ہوا رک جاوے
تو ہر شے فاسد ہو جاوے۔ (احتجاج طبری) وجہ یہی ہے کہ انسان و حیوان ہوا سے
آئین نہ لے سکے اور کاربن ڈالی اوکسائیڈ نباتات کو ندے کے چکی وجہ سے
ذیروح بھی فنا ہو جاوے اور نباتات بھی سرنگل جاوے بھرا امام جعفر صادق علیہ السلام
مفصل سے فرماتے ہیں ۲۲ اسے مفصل میں بھگ ہوا کے فوائد بتاؤں دیکھو اگر ہوا کو
ہاوا سے تو کسی کرب و بھینی ہوتی ہے دم پر آن فہی ہے بدن فاسد ہو جاوے ہیں بقول
محقق ہو جاتے ہیں دبا جسم میں سرایت کرتی ہے۔ غلہ پرستی ہے۔ ہوا کو کھا جانا خالی
از حکمت نہیں ہے جو ہر طرح سے صلاح حال مخلوق ہے یہ ہوا زندگی کا سبب ہے

اور بدن کو قائم رکھتی ہے جب سانس کے ذریعہ سے داخل ہوا درودع اور سے
 طے (جہاں توجید) بیک دم اسوجہ سے گھٹ جاتے ہیں کہ کاربن ڈی آکسائیڈ
 خارج نہیں ہو سکتا اور غلا اسوجہ سے فاسد ہو جاتے کہ آؤکسو کاربن گیز نہ پہنچ سکتا
 چونکہ نباتات اپنے میں ہوا سے کاربونک ایسڈ لیتے ہیں جو اوکی حیات و پرورش
 کا باعث ہے اسوجہ سے ہوا میں یہ جز بہت کم ملتا ہے بے حجم کے رو سے دس ہزار
 حصوں میں چار حصہ پس ہوا کے چلنے سے یہ گیز درختوں کو ملتا رہتا ہے اور ہوا کے بند
 ہو جانے سے دم گٹ جاتا ہے اور کاربن گیز نہ خارج ہو سکتا۔ بحساب پلانٹس جو
 نوین ۸۰ حصہ ہوا ہے بخلا اسکے ۷۰ حصہ کاربونک ایسڈ گیز بنایا جاتا ہے۔

اور یہی جز درودع کی حیات کا سبب ہے اور نباتات بھی اسی جز سے بڑھنے اور چمکنے
 ۸۰ — پانچواں جز ہوا میں اجزات آبی میں شکیائی مینی کا ہونا مختلف مقامات اور
 اوقات و موسم میں کمی بیشی حرارت پر منحصر ہے جبکہ موسم میں حرارت زیادہ ہے
 اور سیقدر پانی کے اجزات، ہوا میں زیادہ ہونگے اور جب ایسی ہوا کو ٹھنک کر ہوگی
 تو وہ اجزات بصورت شبنم یا کمرے کے زمین پر گرینگے اور اسوجہ سے بخار برتا ہے
 اور ذرا دررفت باری ہوتی ہے۔

۹۰ — امام جعفر صادق علیہ السلام بفضل سے فرماتے ہیں ۱۱۰ اے مفضل یہی ہوا حرارت و بردت کے
 قبول کرتی ہے جو صلاح عالم کبیرا سے۔ یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہے انہیں ہوا میں
 یکساں ہوا ہے جسکو اب کہتے ہیں وہ ہوا جو ریح ہے راحت ہو نجاتی ہے اجسام کو
 اور اوڑھے بھرتی ہے (ہر کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر تاکہ ابر کا نفع عام
 ہو بہا نیک کہ یہ ہوا ابر کو کثیف بناتی ہے اور اس سے بخار برتا ہے اور یہ ہوا ابر کو
 منتشر کرتی ہے یہاں تک کہ ابر خفیف و ہلکا ہو جاتا ہے اور منتشر ہو جاتا ہے۔ ہوا
 لکھا تو میں لطافت آتی ہے اور پانی ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ اے مفضل اگر آفاق مشا
 بر چتا تو زمین خشک ہو جاتی نباتات جل جاتے چشمہ اور نہرین خشک ہو جاتیں مہا
 گرمی و خشکی آجاتی انواع انواع کے امراض گرم و خشک پیدا ہوتے اسواسطے ظانی

آفاق کو بخارات سے صاف کیا اور کبھی بخارات سے محو ط کر دیا (بحارہ توحید ص ۱۹)۔
 ۱۹۔ چھٹا جز اعظم ہو گا ایوینا گیزر ہے علامت ن م مقدار اتصال ۷ اوقن
 مادی ہو ۷ یہ ایک عجیب مرکب ہے نیٹر و جن و ہیدروجن کا جسکو سابق میں اونٹ کی
 یٹگنیون سے بناتے تھے اب بہت سی چیزوں نے غنا ہے جانوروں کے جناب
 اور بال و کھال و ہڈی سے سوائے دودھ کے کئی ہزار سال ہوئے مصر کے لوگ
 ایک بت کی پرستش کرتے تھے جسکا نام ایمن تھا اللہ ان کے صحرائیں اسکے لئے
 مصریوں نے عبادت گاہ بنائی تھی یہ بت پیشگوئی دیا کہ اوس کے واسطے مشہور تھا
 دیکھنے کو سکندر اعظم بھی یونان سے گئے تھے اس بت خانہ کے پاس قدرتی نوسلور
 بت کثرت سے ملتا تھا جسکو سال ایوینی ایک کہتے ہیں اوس سے یہ بطیف جسم تیار کیا
 جسکا نام ایوینا رکھا گیا۔ ایوینا گیزر ہو این بہت کم ہے، حجم کی رودے دس لاکھ
 حصوین ایک حصہ ہے مگر فائدہ اسکا بہت ہے ایوینا سے نباتات کو بھلے اور
 بیجوں کی پیدائش کے لئے نیٹر و جن کا لینا ضرور ہے باوجودیکہ ہو این اس قدر
 نیٹر و جن ہے مگر تاہم نباتات میں نیٹر و جن کو اس طرح سے اپنی پرورش کے لئے
 لینکی قوت حاصل نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام مفصل سے فرماتے ہیں ۷ اگر ہوا رک جاتی تو پھل
 فاسد ہو جاتے بقولات متعفن ہو جاتے غلہ پر آفت نازل ہوتی ہو اسے درخت
 اوس گئے ہیں اور نشو و نما ہاتے ہیں اگر ہوا نہ ہوتی نباتات نہ ہوتے (بحارہ توحید)
 اوس جہالت کے تاریک زمانہ میں اس سے زاید ایوینا گیزر کا حال اور کیا بتایا جا سکے
 ۲۰۔ ساتواں جز ہو این اکثر اتفاقی اشیاء کا مشمول ہے مثل مختلف ہو این
 بنائی دیوانی اشیاء کے سڑنے گھٹنے سے شامل ہو جاتے ہیں۔

اسی کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے زمین سے زور فرمایا ہے ۷ ہو این کھارام
 بادشک مانند ہے ہر شے سے فساد کو اوڑھ لیجاتی ہے اور ہر شے کو محطہ توحید
 کرتی ہے (احتجاج) بہر حال ہو اعصر بین ہر حبیب اکمال کیا گیا تھا اور نہ اسلام کی توحید

۲۱- ہوا کرہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے گویا ہوا کے بحر کے نیچے آف ان حیوان ہیں
 ہیں جب ہم دوڑ کر چلیں تو اس کے مقابلہ کرنے سے ہوا کا وجود معلوم ہوتا ہے
 یا اسکی خود تیز رفتاری کیوجہ سے۔

۲۲- ہم عیسیٰ صادق علیہ السلام نے زندقہ سے فرمایا ہے کہ ۲۲ ریح ہوا ہے جب آئین
 حرکت ہوتی ہے تو اسکو ریح کہتے ہیں اور جب سکون ہوتا ہے تو اسکو ہوا کہتے
 ہیں اور اسے برقا نے دیا ہے (انحاج طبری)

ہوا کا باؤ اسوقت تک معلوم ہوتا ہے جب بذریعہ ہوا نکالنے کی کل کے ماتحت
 کے نیچے سے ہوا نکال لیں۔ پتھر بون سے ثابت ہے کہ فی مربع لچ سطح پر ہوا
 کا دباؤ ۱۵ پونڈ ہے۔ یعنی ساڑھے سات سیر کے قریب ہے اس حساب سے ہمارے
 بدن پر ہوا کا دباؤ کئی من ہے مگر ہمواری خاص بناؤں اور اسوجہ سے کہ وہ
 وجود ہر طرف بنا ہوا ہے معلوم نہیں ہوتا ہے ہوا زمین سے ۵۴ میل تک (انجی) ہے
 آئین اور نیز زمین صرف ۷۰ میل ہے مگر ہوا کہتے ہیں اور ٹھیک جس مقدار
 میں یہ دونوں مفرد ملے ہوئے ہیں یہ ہے۔

با اعتبار وزن
 ۱۷۹۱۹

با اعتبار وزن
 ۷۷۷۷۷

نیز زمین

۲۲۷۷۷

۲۲۷۷۷

جس آواز کے ذریعہ سے ہوا آئین آئین اور ہیڈروجن کی مقدار معلوم کر کے ہیں
 اسکو ۱۰ ڈیو میٹر مقیاس الباد کہتے ہیں۔

شریعت اسلام میں بھی ہوا کا وزن ذکر ہے ماہی کے لوگ ہوا کو غیر وزنی
 سمجھتے تھے اسلئے کہ وزن میلان کرکری کا نام ہے اور ہوا بیسٹ ہے کہ وہ
 کا وزن کیونکر ممکن ہے اسواسطیکہ بیسٹ کی ایک طبیعت ہوتی ہے اسکو میلان
 وغیرہ میلان کی طرف نہ ہوگا اگر یہ قفسہ سنگرہ ہوا کا وزن نہ ہوگا اسلامی تعلیم اسکی تردید
 کرتی ہے اور موافقت کرتی ہے جدید فقہ سے۔ امام زین العابدین علیہ السلام

فی مشاجات میں فرما۔ تمہیں نہ سمجھنا کہ تم لو وزن اہلواء (صحیفہ اسجدیہ) مالتن و
سزاوار تسبیح ہے وہ خدا ہو اکا وزن جانتا ہے۔

۲۲۔ سابقہ اگر مکمل نہیں بیان کر چکے ہیں کہ ہوا نہایت ضروری شے ہے حیات
کے لیے اگر چند منٹ کو ہوا رک جاوے تو کوئی ذی روح زندہ نہ رہے جیسا کہ اکثر
گہری سردابوں اور حقیق کنوؤں میں محض کمی ہوا کی وجہ سے انسان مر جاتا ہے
یا پانی میں غرق ہونے سے انسان مر جاتا ہے وجہ یہی ہے کہ تہ آبین ہوا کی کمی
ہوتی ہے جس سے کہیں ہوا کا انسانی کاربن سے نہیں ملتا اور حرارت عزیز مٹی جاتی
رہتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہوا نہ ہوتی تو معدہ کی آگ بجھ
جاتی اور نہ معدہ سے فضلات خارج ہوتے اسی ہوا کی وجہ سے انسان سنتا
اور سو گھٹنا ہے (خصال) عمل الشرائع، بجا رالہ و اوار، (و خصوصاً) یہ ہوا جسم
انسانی میں بہو چکر آجین کو کاربن سے ملاتی ہے اور کاربن کو کاربونک ایسڈ کی
شکل میں خارج کرتی ہے جبکہ جسم نے فضلات انسانی سے تعبیر کیا ہے اور اگر
اخراج کے واسطے ہوا کی ضرورت بتاتی ہے۔

ثبوت اس بات کا کہ انسان تنفس کے ذریعہ سے کہیں لیتا اور کاربونک ایسڈ خارج
کرتا ہے (امتحان) گلاس میں بانی بہر کر ایک ٹی کا سٹرا ڈبو دودو دوسرے سوپاخ کو
منہ سے چھونکو۔ اسینہ سے ٹکڑا بانی کو متحرک کر کے لگاؤ دیکھو کہ یہاں تک کہ بانی کی
دودھ کے سفید ہو گا وجہ یہی ہے کہ تنفس کے ذریعہ سے ہوا میں کاربونک ایسڈ
شامل ہوتا ہے کیونکہ خارج سے اور میں کاربونک ایسڈ نہیں ملا اور نہ بدول میں
عمل کے ہر گلاس کا بانی سفید ہو جاتا معلوم ہوا کہ کاربونک ایسڈ خارج میں تنفس سے
اور یونین پیدا ہوتا ہے ہوا کے کہیں اور کاربن کے اتحاد سے پس تنفس سے
یکساں ملتا ہے۔

جب ہر ذی روح ہوا سے کہیں لیتا ہے اور ہمیشہ ہوا میں کاربونک ایسڈ دیتا ہے

تو ایک مدت کے بعد ضروریہ ہونا چاہیے کہ تمام درائے کر دے گا کہ جن پر اجازت
اور بچائے اور اسکے کاربونک ایسڈ ہوا میں آجاوے اور وقت تمام زیر روح فنا
ہو جاوے تاکہ اسوجہ سے کہ ہر ذرہ روح کو کہ جن کی ضرورت ہے اور اب کہ جن پر
نہیں علاوہ اسکے کاربونک ایسڈ۔ زہر ہلا گیز ہے جسکی وجہ سے ذرہ روح زہرین
رہ سکتا جیسا کہ کوئلہ یا دوسری شے گزرت سے جلتا اور اسکے ذرہ میں سے انسان
گھٹ کر جاتا ہے۔ ہر ذرہ سردی کے موسم میں کرے بند کر کے آتے تھی ہوا میں آگ کرنت
سے روشن کیاوے تو اسکے کاربونک ایسڈ کے گھٹ جانے سے اور وہاں
ہوا نہ آنے سے انسان کرے سے مر اٹھتا ہے۔

سوال۔ کیا ایسی صورت ہے کہ جس سے ہر کہ جن ہوا میں بجاوے اور وہ کمی بوری
ہو جاوے۔ جواب۔ بیشک درخت کہ جن ہوا کو اوسیدہ دیتے ہیں جتنا انسان ہوا
سے کہ جن لیتا رہتا ہے اور کہ جن کی کمی ہوا سے یوں پوری ہو جاتی ہے بطور
کاربونک ایسڈ جو انسان خارج کرتا رہتا ہے اوسکو درخت ہوا سے لیتے ہیں اور
اسطرح انتظام دنیا کا قائم ہے اس کاربونک ایسڈ سے درخت کے تنہ اور پھول پتی
اور جھلکا بنتا ہے دیکھو علم نباتات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو درخت دھوپ میں ہوتا
ہیں اونہیں روئیدگی زیادہ ہے بہ نسبت اون درختوں کے جو سایہ میں ہوتے ہیں
اور جو درخت، اندھیرے میں ہوں یا وہ تخم جو اندھیرے میں بویا جاوے ہرگز نہ اٹھتا
اس سے معلوم ہوا کہ روئیدگی اور آفتاب کی محتاج ہے اور وجہ یہ ہے کہ حرارت سے
آفتاب کی کاربونک ایسڈ مل ہو جاتا ہے اور مل ہو کر درخت کاربونک لیتا ہے کہ جن
چھوڑتا ہے پس حیوانات سے نباتات کو غذائی شے اور نباتات سے حیوانات کو
اور اسی اصول پر زہر ہلا گیز کاربونک ایسڈ کا کہ جن پر غالب نہیں ہو سکتا اور نظام علم
درست ہے جبکہ خدا نے حیوانات و نباتات کو اسطے بنا رکھا ہے فتبارک الله اعلم
الغائبین۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفصل سے فرمایا ہے کہ وہ آگ جو کھاتی تھیں ہے۔

ان آدم اور تمام حیوانات کی آگ ہے اور وہ آگ جو جیتی ہے اور کھاتی نہیں وہ درخت کی آگ ہے۔ پھر اگلا تو ان اخصال میں بیشک انسانی آگ درخت کے آگ سے انسانی کاربن کو روشن رکھتی ہے کاربن کثیف و ثقیل مفرد ہے اور آگ میں گیز ہے حرارت غریزی انسان کی مادہ کثیف و لطیف سے مشتمل ہے جبکہ کھانے پینے سے تعبیر کیا ہے اور درخت کی آگ کو جیتی ہے کھاتی نہیں جبکہ یہ مطلب ہے کہ حرارت آفتاب سے کاربوونک ایسڈ حاصل ہوتا ہے درخت کاربوونک لیتا ہے آگ میں چھوڑ دینا ہے لہذا درخت حرارت آفتاب سے کاربوونک ایسڈ حاصل کر کے کاربن لیتا ہے جبکہ پینے سے تعبیر کیا ہے۔ پس ثابت ہوا بسبب حیات حیوان و نباتات کی واسطے اس وجہ سے ہے کہ کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفصل سے فرمایا ہے۔ ہوا تمام اشیائے ارغنی کی زندگی اور بقا کا سبب ہے اگر ہوا نہ ہوتی تو نباتات نہ ہوتے حیوان مرجاتے اور ہر شے گرم ہو کر فاسد ہو جاتی (اخصال)

بکار والا نواح

۴۴۔ جب یہ ثابت ہوا کہ حیوان کو ضرورت ہوائی محض اس لیے ہے کہ وہ آگ میں حاصل کرے اور نباتات کو ہوائی ضرورت اس لیے ہے کہ وہ کاربن حاصل کرتی ہیں پس بدن ہوا کے ان غذا و غذا پودے پتے سارے رہنا حیوانات و نباتات کو اونکی زندگی کی واسطے کافی ہے۔
 (مستحان) ایک جنبش کے ظرت کو ایک درخت اور ایک حیوان بڑا ہانک دے اور دونوں دیرانی ہونے میں نہایت کامیاب ہو جائیں گے۔ ہوا نہ جائے پس جو اس نے بقدر کفایت کاربوونک ایسڈ خارج ہوگا اوس درخت کے لیے اور درخت اتنا آگ میں دیتا رہے گا جس سے وہ جانور زندگی کر سکے اور دونوں اپنی حالت پر عرصہ تک باقی رہیں گے یہی وجہ ہے کہ کچھ آگ لکھتے ہیں اور خراطین وغیرہ تو لون میں انسان کی بخوبی زندگی کرتے ہیں کہ کچھ لکھتے ہیں کہ وہ آگ میں ہوا سے لیتا ہے اور خراطین وغیرہ اور کاربوونک ایسڈ اپنا اشیاء کو دیتے ہیں جبکہ انسان اپنے نفس سے خارج کرتا رہتا ہے اور یہ ذرہ روح اسی بند کو عظمیٰ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور بھی جاندار اسی دنیا میں ایک نرالی حالت میں زندہ ہونے جاتے ہیں اگرچہ تاریکی میں زندہ رہنا محال ہے مگر اگر ایک کے غاروں کے اندر ایک قسم کی

پچھلیان بانی جاتی ہیں جو کبھی کسی قسم کی روشنی نہیں دیکھتیں بعض گہرے سمندرون کے نیچے پچھلیان بانی جاتی ہیں جس کے اوپر دباؤ کی کئی طرح کی چیزیں ہوتی ہیں اور وہ ہوا کی بھی محتاج نہیں۔ ہے حالانکہ اوپر جہازدار اسکے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ تطبوکی بہتر سردی اور آسٹے پانی کے بخون کے اندر جہازدار رہا کرتے ہیں۔ پس مینو اسکے یوس پی کو مچھلی کا ٹنگل لینا اور تین شہاز پر زندہ رہنا۔ کچھ بھی عجیب نہیں ہے مچھلی سے اس قدر کامی آسین ملتا تھا جس سے یہ زندہ رہ سکتے اور رہا۔ اس قدر تھالی براد کا دمیہ اپنے اپنے مقام پر ہو گا۔ انشاء اللہ یہاں محسن عین کے متعلق سب کچھ غیبیہ کیا جاتا ہے۔

باب تیسرا فی کما بیان

امام علیہ السلام سے استقامت اور جہاد کا وقت علیہ السلام سے سوال کیا۔ بانی کا کیا جواب
 امام علیہ السلام نے کچھ نہیں فرمایا۔ سوال کیا کہ مراشی و جہاد سے سوال نہ کر۔ بانی کا
 جواب یہ تھا کہ مراشی و جہاد سے نہ دیکھا میں الماء کلشی جی سے نہ فرشتے بانی سے
 رتدہ ہے۔ تفسیر عیاشی، تفسیر ربع البیان، بحار الانوار اس حدیث میں مہم
 تھایا ہے کہ بانی سے تفسیر یہ ہے۔

۵۲۔۔۔ بانی کدین بن مریم ایک وجودہ چسپال ہے۔ دوسرے جو حرات
 کہ کر کے جم کر پھوٹا ہوا ہے۔ دوسرے بجا را و در کبر حرات سے بانی بنایا
 خدا و اسکے چوٹھی شکل نہیں ہے اگر کسی سے بانی کی چوٹھی شکل ہو تو وہ بانی نہ ہوگا
 لکھ ارمضہ صرمن علی ہوجا و یگا جس سے بانی بنا ہے۔

الف - موجودہ پانی کی نسبت اور اشارہ ہے : "وَمَا يَتَّبِعُ إِلَّا الْيَمِينَ هَذَا الْمَدِينُ"
 فرات سے نیاں شہر ہے : "وَمَا يَتَّبِعُ إِلَّا الْيَمِينَ هَذَا الْمَدِينُ" اور وہ دور بار بار میں سے ایک شہر ہے

خاص ہے۔ جو پیشین اچھا ہے اور یہ آب شور و تلخ ہے۔

ب۔ وینزل من السماء من جبال فیما من برد (سورہ فوج) اور برساتے ہیں ہم آسمان سے پتھر برتن کے۔

ج۔ اللہ یسرل النج فتنبر عما با فی بطلہ والتی حکمت بشاء و بجملة

کسفا فتی النج طرح من خلا لہ (سورہ روم) وہ خدا ایسا نہ جو ہو اگر
بھیجتا ہے اور وہ ابر کو بناتی ہے اور پھیلاتا ہے ابر کو آسمان پر جس طرح چاہتا ہے
برگشیف ہوتا ہے اور تم اوسین سے پانی برستے دیکھتے ہو یہ وہ پانی ہے جو آسمان
میں بصورت بخار ہوتا ہے پھر پانی برس کر سیال شکل اختیار کرتا ہے نئی گریز کے
صفر اور فارنا میٹ کے ترانہ میٹ ۳۲ درجہ میں پانی اُتیل ہو جاتا ہے اور
سر درجہ ۲۱۲ فرمائش میں کھولتا ہے اور ہر درجہ میں کم تر میں بخارات بن کر اُترتا
ہے ایک کتب النج پانی کا وزن ۶۲ درجہ فرمائش میں ۵۲۶۴۰۰۰ گرین
ہے اس حساب سے ایک گیلن پانی کا وزن ۰۰۰۰۰ گرین یا اس پونڈ یعنی قریب
پانچ سیر کے ہے پانی ۰۲۵ مرتبہ ہوا سے بھاری ہے اگر یہ پانی ملا رنگ ہے گلاب
نہایت صاف پانی بہت اچھا اور عین ہو تو خوبصورت نیلے رنگ کا معلوم ہوتا ہے
جبکہ اسلامی تعلیم میں انداک کی حقیقت کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

اٹاف۔ حدیث میں یہاں ہر رنگ ہے آب شہین کے رنگ پر (تفسیر ابراہیم قاسمی) بکلی
سب۔ خدا کے آسمان وزمین کے مابین ایک دریا خلق کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ
سے اس کو ساکن رکھا ہے یہ سبزی جو دکھائی دیتی ہے وہی دریا کے پانی کی
سبزی ہے (انوار نعمانی) پانی جب بخارات کی شکل میں اُرتا ہے تو اس کا وزن
تقدیر ۶۲۵ ہوتا ہے۔

۲۰۱۔ پانی کیونکر بنتا ہے۔ جب میٹر و جن کو ہوا کے مقابلہ میں حرارت پہنچا دیں
تو وہ جل اٹھتا ہے۔ پتے آہن کے ہمراہ مگر پانی نہ جاتا ہے۔ یہ مسئلہ علم میں
کیسے کیونکر پیش صاحب نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جب حجر کے رو سے

دو حصہ ہیدروجن اور ایک حصہ آکسیجن ملا کر حرارت دین تو پانی بنجا دیگا مادہ برق کی حرارت کے ذریعہ سے بطریق تفریق عناصر اور دھال عناصر۔ پانی کی نسبت بخوبی ثابت کی گئی ہے اور یہ معلوم ہو گیا ہے کہ پانی صرف ہیدروجن اور آکسیجن سے مرکب ہے ہر ۱۰۰ جز پانی میں ۸ جز آکسیجن اور ۲ جز ہیدروجن ہے اور یہ نسبت ہمیشہ رہتی ہے جو کہ تغیر نہیں ہوتا یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ کیا کا ہر مرکب اس نام سے اور یہ وقت تک بکار آجاتا ہے جب تک اس کے عناصر کی مقدار اجنبیہ موجود ہے پس پانی ہمیشہ ۱۱ آکسیجن اور ۲ جز ہیدروجن سے مرکب ہے ورنہ اور اگر مقدار عناصر کم بڑھ ہو جاوے تو وہ مرکب دوسرا مرکب سمجھا جاوے گا مثلاً آکسیجن پر ماحم جاوے تو پانی نہ رہے گا بلکہ وہ مرکب اکسائیڈ ہیدروجن کا کہلا دیگا جو سیال غلغلہ مرکب ہے جس میں رنگ و بو نہیں ہے البتہ ذائقہ رکھتا ہے۔

اسلامی حلیم میں پانی کی حقیقت بتائی گئی ہے کہ وہ ہوا سے پیدا ہوا ہے (تفسیر علی ابن ابی طالب) فیما بجا رالہ اور امینک ہیدروجن اور آکسیجن دو گیز میں آمین سے پانی کی خلقت ہوئی ہے۔

۲۔ پانی دنیا میں کبھی خالص نہیں ملتا ہارش کے پانی میں بھی جو بصورت خالص تصور کیا جاتا ہے ہوائے کر دی ملی ہوتی ہے اور اکثر گیز ہوائے شل کاربونک ایسڈ اور نیک ایسڈ اور بخوڑی ایوینا کے ٹکون کی مقدار پائی جاتی ہے جو پانی آتش نشان پہاڑوں کے قریب سے نکلے ہیں اکثر گرم ہوتے ہیں نہروں کے پانی نوخیز اکثر اجرام جویانی و نباتی مخلوط ہوتے ہیں پینے کے پانی جسکو میٹھا پانی کہتے ہیں آمین بھی بہت سے نمک و غیرہ مل چو ستم میں اگرچہ ایسی بخوڑی مقدار میں ہوتے ہیں جسکا ذائقہ معلوم نہیں ہوتا لیکن عمل کیا سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے اور دریا کے شوقین بہت کثرت سے اسید و ج سے ذائقہ سمندر کے پانی کا نہایت تلخ ہے علاوہ ٹکون کے یہ بیم مگر رائی اور بعض مرکبات پوٹاسیم، کیلیم کے پانی جاتے ہیں علاوہ اس کے ہوا بھی بہت کچھ ہوتی ہے اگر ہوا پانی میں نہ ہو تو حیاتات دریا کی پانی میں زندہ نہ رہیں

بطور سے حیوانات بری کبجی کے بغیر زندگی نہیں کر سکتے اور سیطرہ سے دریائی جانور بھی کبجی کے بغیر زندگی نہیں کر سکتے۔

(مثال) ایک ظہرت میں پانی بہہ رہا تھا کہ لڑکا اور چھپلی ڈال دیا اور راز مرچا دی۔ پانی کو خالص کرنے کی صورت ایک تدبیر ہے جسکو نقطہ یا فلٹر کرنا کہتے ہیں۔

اسلامی تعلیم میں بتایا ہے کہ ہوا اللہ ہی پرسل الریح بشارتیں بیدی رحمتہ حتی اذا قلت صبا باثقلک استغناء لیلک صبت فانزلنا بک الماء (سورہ اعراف) وہ خدا ایسا ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اسی رحمتوں کی بشارت نے کریمانک کہ جب ابرکثیف ہکا ہوتا ہے سیراب کرنے میں ہم اس سے سرورہ شہرہ کو گرتا ہے اس سے پانی پڑتا ہے وہ ہوا میں جو بارش کی خبر لاتی ہیں ابر کو ٹھنڈا کر کے برساتی ہیں اور پانی میں شریک ہوتی ہیں۔ ابر وہ بخارات مائیکہ ہیں جو سمندر و دریاؤں کی سطحوں سے حرارت آفتاب کی وجہ سے اڑتے ہیں اور پھر ابر ٹھنڈک سے ابر بننے میں اس میں بھی بہت سے مواد حیوانی و معدنی و نباتی و ارضی شریک ہوتے ہیں جو ابر میں موجود ہونے میں یہ بتایا گیا ہے کہ ابر کثیف و جو مرکب ہے بہت بخاری مواد سے اسی بخار کثیف ہے) ہکا ہو کر برساتا ہے یعنی ابر کے اجزا و تحلیل ہوتے ہیں بہت سے گیزر و امین شامل ہو جانے میں مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ پانی کیساتھ مخلوط ہو کر برس پڑتے ہیں۔

علی ابن ابراہیم قمی نے تفسیر آریہ کریمہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ میں کہا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ ابر کو جو شہرہ ہوتا ہے اور زمین سے اٹھتا ہے اور وہ باہم مرکب ہو کر کثیف و غلیظ ہوتے ہیں تو خدا ہوا بھیجتا ہے جو اس ابر کو بخور دیتی ہے (بخور ہوا مجاز ہے) اور اس سے پانی برساتا ہے (بخار الا نوار تفسیر قمی)

بخارات زمین میں ایک میعاد ارضیہ سے مرکب ہونے میں اور وہی برساتے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فضل سے فرماتے ہیں کہ ایک ہوا جسکا نام آب ہے ہوا کہ

ایک مقام سے دوسرے مقام پر اوڑا لے پھرتی ہے تاکہ ابر کا نفع عام ہو یا تنک
کر یہ ہوا ابر کو کثیف بناتی ہے اور اس سے بڑھ کر سلسلہ ہے (بحارالانوار) ابر کے
ساتھ ہوا کا رہنا اور اس کو کثیف کرنا اور بڑھ کر سانا یہ شرکت پانی کی خیریت کی صاف
دلیل ہے۔ پھر اسلام میں نرون اور جنون کے پانیوں کے خالص نہ ہونے کو
اس طرح سے بیان فرمایا ہے۔

الف۔ ریحہ جلد ص ۱۴۴ فرماتے ہیں کوئی پانی زمین پر نہیں ہے حسین آب باطن
مخلوط نہ ہونے کا فی، بحارالانوار (۱) ہوا کی گیز آب باران کی وجہ سے جنون کے پانی
مخلوط ہیں۔

ب۔ وعایتی و البحران خلاصہ ذرات: آئینہ شراہ و هذا علم اجمع ومن کل
تاکلیف سورۃ فاطر ۲ دو دریا برابر نہیں ہونے ایک شیریں و خوش ذائقہ ہوتا ہے
دوسرا تلخ و شور اور آواز و فون دریاؤں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔
ان جنون اور دریاؤں میں لگو لگا حل ہونا نفاذ و مکون کے مواد حیوانیہ کا محلول ہونا
یہ حیوانات بحری کے مرنے اور مرنے لگنے سے پیدا ہونے ہیں مذکور ہے۔

ج۔ ریحہ ص ۱۴۴ سورۃ طہ اور قسم ہے دریا نے جو شیدہ کی۔ یہ وہ پانی ہیں
جو کہ آتش فشان کے قریب سے نکلتے ہیں اور کہ گندک و خمیرہ اور زمین مخلوط ہوتی ہے
۲۸۔ جو پانی سرد و معتدلیہ سے مرکب ہوتا ہے کبھی اور زمین صلاحت ہوتی ہے کہ یہاں
جاوے اور کبھی وہ استعمال کے قابل نہیں ہوتا اور سخت مضر ہوتا ہے اور نے
انواع انواع کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے پانی اکثر مواد حیوانی سے
اور نباتی سے بھی مرکب ہوتا ہے اور کبھی بھی وہی حالت ہوتی ہے۔ پس جس پانی سے
لوگ صحیح و تندرست و قوی ہوں اور اس پانی کو قابل استعمال سمجھنا چاہیے۔ اور انہیں
پانیوں کی تعریف و مذمت احادیث میں مذکور ہے مثلاً اور ان احادیث کا یہی ہے
جو مضر صحت ہیں اور لوگ برا لگا گیا ہے اور جو مفید ہیں اور ان سے تندرستی قائم ہے
یا امراض دور ہوتے ہیں اور لوگوں کا بحث شفا بتایا ہے۔

نزال الف) خدا فرماتا ہے ۱۲ ﴿وَلَنُفْلِتَنَّ مِنْكُمْ مُبَارَكًا سَرُّوهُ﴾ (میں جیسا کہ چاہوں گا) سے پانی بابرکت۔ بینک آب باران سے بہتر جو ان نباتات و دون کی واسطے کوئی پانی نہیں ہے۔ آب باران میں بھی خصوصیت سے آب نیسان کا ذکر ہے۔ احادیث میں اس پانی کو جو نیسان کے مینہ میں بر سے موجب شفا اور نہایت مفید بتایا ہے (بجاء مکارم الاطلاق) آب نیسان جو مارچ و اپریل کے مینہ میں برتا ہے نہایت مفید ہے یا احتیاج کا زمانہ ہے فصل نہایت مستدل ہوتی ہے خصوصاً عرب کی زمین کے لیے لہذا یہ پانی بھی مفید ہو گا۔

۲) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: زمزم کا پانی تمام زمین کے پانیوں سے بہتر ہے اور آب برہوت جو حضور موت میں ہے تمام زمین کے پانیوں سے برتر ہے رکاف (بحار الانوار)

۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ۱۲ آب زمزم شفا ہے اور اس میں کسی بے حیوان کیواسطے بیا باؤ کے (بجاء لا اذکار کا) مکارم الاطلاق) یعنی ہر مرض کے مناسب حال ہے اور صحت و تندرستی قائم کرنے کیواسطے نہایت مفید ہے۔

۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ۱۳ بہترین پانی جو زمین پر بہن آب زمزم ہے اور بدترین آب جو موت سے نکلے ہیں آب برہوت ہے جو حضورؐ کے چنگل میں ہے آتی ہیں آدمین کھڑے پیران کفار کی اور ان کے جسم اور سینہ دکھائی پڑتے ہیں (نور اور راہ نہی) (بجاء معلوم ہوتا ہے) چنگل کے ہندوؤں کی طرح اس زمانہ میں بھی کافر عرب مردوں کی بہت کرتے تھے اور اس بہت کیواسطے اس نواح میں بھی چشمہ مخصوص تھا۔ بینک وہ چشمہ حسین مردے بہائے جاتے ہوں ہرگز قابل استعمال نہیں ہے۔

مفصل پانی کے بڑے مرکبات

۲۹۔ پانی بہت سے اجسام کے ہمراہ کشش کیمیائی رکھتا ہے انکے ہمراہ مکرر یہ پانی مرکب بناتا ہے جگو "ہیڈرکس" کہتے ہیں اور انکے ہمراہ طے کیوقت بڑی حرارت پیدا ہوتی ہے اور زمین اجسام کے ساتھ اپنی کشش رکھتا ہے جب انکی ہمراہ بجھاوے

تو کتنی ہی حرارت دین کبھی انکو نہیں چھوڑتا مثلاً ہیڈ ریٹ آف پٹیش اور سوڈا وغیرہ۔
 سلفیورک ایسڈ، ہلفرک، انک، کا ہیڈ ریٹ ہے جس سے بانی اس نور سے ہرگز دور
 نہیں کر سکے خدا فرماتا ہے لا فاذا ابصا ابرجوت (سورہ نور) اور جو فت دیا بہر
 جادو سٹک اور ایک دوسرے سے ملکر ایک دریا بن جائیگا۔ قیامت کے دن کی خبر چاہیں
 اور سب دریا ملکر ایک ہو جائیگا نتیجہ جیسا کہ ہو گا۔

فی سبب من کوئی

حدیث میں ہے قیامت کے روز خدا دریاؤں کو اک کا بنا دیگا جو انش جنم کو بڑھا دیگا
 (بحار الانوار) پانیوں کے باہم عجائبات سے تمام مواد محلول دریاؤں کے باہم ملنے
 اور نئے ترکیب کیسا دی ہوگی اور کیا نتیجہ حرارت ہے جس سے تمام دریا کھول جائیں
 ۱۔ بلور۔ پانی میں ایک بڑی صفت یہ ہے کہ اس کے برابر کوئی سیال مختلف
 اشیا کو محلول نہیں ہے پانی مادوں کو حل کرتا ہے اور بعد تحلیل بعض مادہ ایسے
 ہیں جو ہرگز جامد کی شکل میں آجائے ہیں اور وہ ہندسہ تکلیف اختیار کر لیتے ہیں
 قانون کو جو یہی کہتے ہیں جو مادہ قابلیت جو ریت کی رکنا ہے اور اسکی ایک خاص
 حیثیت ہوتی ہے جو ریت میں اور دوسری شکل جو ریت وہ اختیار نہیں کرنا ہی تحلیل
 جو ریت زمین کے نیچے مختلف قسم کے برسات بناتی ہے غل۔ ہیرا، باقوت، سوڈا،
 عقیق، وغیرہ کے لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ پہلے زمین کے نیچے یہ مادہ کیوں تحلیل ہوا
 جبکہ بعد اسے یہ بلوری شکل اختیار کی بھی حالت پانی کی بھی ہے جب اسکو
 جامد بناتے ہیں تو برف بلوری حیثیت اختیار کرتی ہے اور جو برف دار اسکی شکل
 کے ٹکڑے آسمان سے گرتے ہیں اور انکی بھی بلوری شکل ہوتی ہے۔ بعض مادے
 ایسے ہیں جو بلوریت نہیں حاصل کرتے جب تک وہ کیسا کی ترکیب سے مرکب نہ بنائے
 جاویں وہ پانی جیسی مقدار میں ہے بلور بنانے کے لیے وہ پانی آب بلور کہلاتا ہے
 سفید پشکری کے بلور میں نصف وزن پانی ہوتا ہے اگر اس مقدار میں پانی نہ ہو پشکری
 پشکری بلوریت حاصل نہ کرے اگرچہ کیسا کی اجزاء سب وہی رہیں گے۔
 (مثال) گرم کرے کہ ٹکڑے پر پشکری رکھو تحلیل ہو کر پانی مل جائیگا مسام دار بنے

وہ جامدگی جو چٹکری ہے مگر کموریت پانی سے ملتی رہتی ہے جس سے بلوری شکل پر وہ ماتی بنیں رہتی اور سفوف ہو جاتی ہے۔

لجن اسے بلور بن جین ہوا لگ کر بلوریت جاتی رہتی ہے اس طرح کہ اوہ بن بلنی پیدا ہو جاتا ہے اور اوسے میں وہ بلور حل ہو جاتا ہے نل نکل، مصری وغیرہ کے اسلامی تعلیم میں بھی پانی کی بلوریت کو بتایا ہے۔

(الف) امام جعفر صادق علیہ السلام مفضل سے فرماتے ہیں کہ اسی پانی سے جو اہرات سے بہا مانڈ، مرد الید، مرجان، لنگہٹانے ضیا بار، خضر و دیگر اشیاء وادویہ حجرات پیدا ہوتے ہیں (بخار الانوار)

(ب) خدا فرماتا ہے عیسیٰ ج مصلحاً اللہ لوع و المرحل سورہ رحمن) نکلے میں مادہ و دوریاؤں سے سوتی اور سونے سے جو چیز جہاں سے نکلے گی دھنکی ہے لہذا سوتی سونے اور جو حجرات پانی سے نکلے ہیں وہ اوسے سے بنے ہیں اور ببلوریت کے کرتب ہیں۔

۱۳۔ پانی حیوانات و نباتات کا بڑا عظم ہے اب باران نباتات کی اور حیوانات کے نوکیو اسطے لازم ہے اسلئے کہ پانی انسان و حیوان کے خون کی بڑی شے ہے جو ہمارے عروق میں جاری ہے۔ حال غذا ہے تمام اعضا میں غذا کو پہنچاتا ہے انسان کے جسم میں کاربن، آکسیجن، فاسفرس، لوہا بھی ہے لیکن یہ جو اہم نسبت پانی کے بہت کم ہیں لیکن حیوانات بحری میں پانی ہی ہے ایک قسم کی پھلکی ہے جس میں پانی کی نسبت ہزار جزو میں ایک جزا اجسام جامدہ ہیں باقی پانی ہے نباتات میں بھی اگر اشیاء میں جن میں پانی کا بہت زیادہ حصہ ہے جیسے۔ سیب، ترہیز، رنگتہ، خیار اور دیگر ساگ پات وغیرہ اس معلوم ہو کہ کس قدر پانی کی احتیاج حیات کو ہے اگر پانی پرستہ موقوف ہو جاوے تو زمین ویران ہو جاوے اس بنا پر اظام عالم اسطرح ہے قائم ہے کہ ہوا حیات حیوانی و نباتی کیو اسطے پانی سے مخلوط رہتی ہے۔

بلوری امور اسلامی تعلیم میں بیان لئے گئے ہیں۔

(۱) پانی انسان و حیوان کے خون کی بڑی قسم ہے جو سبب حیات حیوانی ہے چنانچہ سورج حصہ سرخ دانوں میں خون کے پانی کے حصہ اور سفید اجسام حصہ تین حصہ لائیکر سنگوٹنس میں پانی ایک حصہ سفید اجسام ۹ حصہ۔

(الف) امام جعفر صادق علیہ السلام امتیازاً بیان فرمایا ہے کہ "جو جسم
میں اس طرح ہے جیسے درخت زمین میں خون جسم میں پانی کے مانند ہے بقا
زمین کی پانی کی طرح ہے اور سیطر جسے بقا جسم حیوانی کی خون کی طرح ہے۔
(خصال، بحار الانوار)

(ب) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ندیق سے فرماتے ہیں: خون کیوجہ سے جسم میں تری و تازگی رہتی ہے اور رنگ کی صفائی اور خوش آوازی اس خون کیوجہ سے ہے (حجۃ شیخ طبرسی)

(ج) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: "جز اعظم انسان کا پانی سے ہے جبکیوجہ سے لذت آب طعام کی انسان کو ملتی ہے۔ اگر پانی جزیخوئی نہ ہوتا تو کوئی لذت واقعہ انسان کو معلوم نہ ہوتا (خصال، علل الشرع، بحار الانوار)

(روح اگر یانی جز جوفانی نہ ہوتا تو حرارت اور وہ آگ جو جوف جوفانی میں ہے جلا ڈالتی (علی الشراہج، بحار، اختصار)

(۴) خدا فرماتا ہے: "واللہ خلق کل دابۃ من ماء (سو روہ نور) ہر جنے والی کوڑیں کے خدا نے پانی سے بنایا ہے" یعنی حیوانات کا جز اعظم از روئے گیا پانی ہے (و) و هو الذی خلق من ماء فجعلہ نسا (۵) اور وہ خدا ایسا ہے جنے انسان کو پانی سے بنایا پس پانی اور انسانیں (کیسا کی راہ سے) رشتہ داری ہے۔

روز غفلت حضرت آدم بن بیان فرمایا ہے کہ آدم کی مٹی شہرین اور عین پانی سے
گوندی گئی تھی۔ (تفسیر فرات) ہمارا انا تو اس کیسا بیان ہے آج سے تیرہ سو سال
قبل بتایا گیا ہے کہ آدمی میں کون کون اجزا ہیں خشک اور زان اور ہر جز کا صاف

الفاظ میں ذکر بھی ہو جاتا لیکن انوس سے اوس زمانہ کی جہالت پر جب اس قدر بھی بتانا جاہل عربوں کو دشوار تھا جسوقت وہ چار عنصر دن کے سوا کسیکو عنصر بھی نہ سمجھتے تھے۔

(۲) پانی نباتات کا بھی جز اعظم ہے۔ خدا نے مختلف الفاظ میں بیان فرمایا ہے (الافت) فانشا انشا لکرجات من خیل واعناب لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون (سورہ مومن) جسے پانی کے تھارے لیے پانی سے باغ جنین بعض غریبون اور انکوں کے لیے اودن باغون میں بہت سے میوہ ہیں جنکو تم کھا۔ تے ہو گے پانی کو کیمیا کی راہ سے درختوں کا جسے قرار دیا ہے لفظ "انشا" کہتے ہیں کہ پانی سے باغ بنے اور پانی جز نباتات ہے (دب) وانزلنا لکم من السماء ماء فانبتنا بہ حدائق ذات نفعۃ (سورہ نعل) تھے برسایا تھارے لیے آسمان سے پانی اور اوس سے باغ بڑھارادگائی۔ پانی روئیدگی کی حیثیت سے جز نباتی بتایا گیا ہے اور نمو نبات کیواسطے لازمی کہا گیا ہے۔

(۳) ہوا پانی سے حیات انسانی دنیا کی کیواسطے مخلوط رہتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام بفضل سے فرماتے ہیں: یہی ہوا حرارت و سردت قبول کرتی ہے جو اصلاح عالم کیواسطے یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہیں۔ (بحار الانوار) ۳۳۔ آب باران سے زمین کے خشرات الارض زندہ ہوئے زمین اور مواد حیوانی جو زمین میں تخلیق ہوتا ہے اوس سے حیوانات اور بیڑے زندہ ہوتے ہیں اور زمین کی روح ان میں آتی ہے جس طرح نباتات کے سڑے گئے تخم میں روئیدگی کی روح پیدا ہوتی ہے اسلامی تعلیم بھی یہی ہے۔

(الافت) خدا فرماتا ہے: فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذلک نخرج الموتی لعلکم تدرکون (سورہ انعام) ہم ابر سے پھر برسایا زمین اور اوس سے تمام پھل اودگانے ہیں اس طرح ہم ان

پانی سے مردوں کو نکالتے ہیں شاید کرم یاد کروئے
 (ب) فانظر لے انا درجۃ اللہ کی صفائی اور مرض بعد
 موت ہاں ذالک علی الموت وهو علی نفس وقلوب
 (سورہ روم) پس دیکھو انا درجۃ اللہ کو کہ کرم (پارہ) سے زندہ کرنا ہے زمین
 بعد اوس کے موت کے تحقیق اس طرح سے زندہ کریگا مردوں کو اور وہ ہر شے پر قادر
 ہے زمین کی زندگی بعد موت ہی ہے کہ اقسام اقسام کے حشرات انواع انواع کے
 حیوانات اس بارش سے زندہ ہوتے ہیں ہر چیز سیلاب اور رطوبت بھائی رہتی ہے
 ہر حیوانات مرکز زمین میں تحلیل ہو جاتے ہیں ہر موت سے زمین کی اسی بھر پانی برسا
 پھر تازہ زندگی کی روح پھونکی ہی سلسلہ جاری ہے جسکو ہمیشہ سے دیکھتے ہیں اس طرح
 انسانی زندگی بھی موت کے بعد ہوگی اور مواد انسانی جو زمین میں تحلیل ہیں آس
 حیات سے بھی اٹھیں گے اور رسا و جانی ہوگی۔

(ج) واللہ الذی ارسل الریح فتنشیر سحابا سفکا الف بلاد
 میت فاحیہا بنابلا الارض بعد موتہا کذلک اللہ النشور
 (سورہ قاطر) خدا وہ ہے جسے میرا این بھیجا ابر بنایا اوس سے مردہ شہر یہ اب ہوتا
 ہیں اور زمین مرنے کے بعد زندہ ہوتی ہے یہی حالت قیامت میں ہوگی (انسان کا
 حشر و نشر کے وقت)

(د) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ روحانیوں کی مٹی زمین میں اس طرح
 رہتی ہے جیسے سونا مٹی میں مخلوط ہوتا ہے جب مردوں کے زندہ ہونے کا وقت آدیکے
 زمین پانی برساو گی ایسے پانی انسانی زندگی کا سبب ہوئے (احتیاج طبری)
 صاف بتایا ہے مواد انسانی زمین میں اس طرح مخلول ہے جیسے طلا محلول ہوتا ہے
 کیمیائی ترکیب سے سونا اوس مٹی سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اسی طرح پانی برسا کر
 انسانی مواد میں حیات کی روح پھونکے گا

زمین کا پانی برسانا۔ اس سے بتایا گیا ہے کہ زمین کے بخارات ابر بنکر بہتے ہیں مواد

کے زمانہ میں زمین کے وہ بخارات اٹھنے لگے جہاں کیسیائی راہ سے وہ اجزاء کرنت سے
ہوئے جو زندگی کو اس کے ضروری ہیں۔ ایک مرتبہ کی بارش نہ ہوگی بلکہ حدیث میں ہے
مطر الامراض مطرات الشوریٰ بہت سے زلزلہ کرنے والے مضر زمین
سازوگی۔

(۱) السورۃ الذیٰ فرجوا من یاربہم وہم الیوف حدیث
الموت (سورۃ بقرہ) زلزلہ ہونا اور ہزاروں جانوں کا جو خوف طاعون سے
بھاگے اور راستہ میں ایک بارگی مرکز پر پڑا تو کھڑے ہو گئے حضرت حزقیل نبی کا پانی
چھوٹ کر اودن سیکر زلزلہ کرنا (بحار الانوار) تفسیر مجمع البیان) یہ بھی مثال کے طور پر
خدا نے تجربہ کرایا اور پانی میں حیات کا اثر بخفا سے اسی کیسیائی حالت اس
قابل بنا دی جس سے مردہ استخوان زندہ ہوں جیسے آب باران میں مردہ حیوانات
کے زلزلہ کرنے کی صلاحیت ہے۔

وہ حضرت موسیٰ کی بھنی مچھلی کا آب حیات کے چشمہ میں گر کر زندہ ہو جانا یہ بھی مثال کے
طور پر ہو اچھلی کا کاربن اور دیگر کیسیائی اجزاء جو مرنے اور بجھنے کے بجائے جوتے
نئے پانی سے بھلی نے حاصل کیے اور وہ زندہ ہوئے۔

لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ افریقہ سے باہر نہیں نکلے یہ چشمہ افریقہ میں
کہاں ہے اگرچہ شہر سے تھا تو اور لوگ بھی بی کر عمر حضرت حاصل کر چکے ہوتے۔

جواب۔ کوئی اس بات کا قابل نہیں ہے کہ وہ چشمہ ہمیشہ سے جاری ہے اور
ہمیشہ زمین پر جاری رہے گا جناب غفر کی زندگی اور حضرت موسیٰ کی بھلی کا زلزلہ ہونا
محض مادہ جانی جو اصل اسلامی ہے اور کی نظیر قائم کرنا تھی زمین کی سوت پھوٹنا اور
اوس سے حضرت موسیٰ کی بھلی کا زلزلہ ہونا اور حضرت نصر بنی کا پیکر طوائف زندگی
کرنا پھر نور اوس سوت کا بند ہو جانا پانی کا جذب ہونا یا بخارات نکلنا اور امانا کوئی
امر بھی خلاف عقل نہیں ہے۔ فقط یہ بتلایا گیا ہے کہ پانی سے زندگی کی اور آتی
ہے اور یہ کیسٹری کی یہی تجربات سے ہے کہ

یہ چشمہ کا نام چشمہ حیات ہے

۳۳ - افلاک متقدمین کے نزدیک جسم بسیط جادوئے اسلامی تعلیم اسکے خلاف ہے وہ بتاتی ہے کہ افلاک کی خلقت پانی سے ہے۔ علامہ اسکے اور بھی بوجہ (الف) ایک یہودی نے جناب امیر سے پوچھا وجہ تسمیہ سما کی کیا ہے۔ فرمایا وہ معدن آب ہے (علل السرائع، بحار الانوار)

(ب) جمہور نے جناب امیر سے نقل کیا ہے کہ آسمان کی خلقت دھوین اور پانی سے ہے (بحار)

(ج) جناب امیر نے فرمایا ہے کہ دریاؤں ذخار کے پانی کو جو موجزن و جوشان بخار خشک کیا پھر اس سے طبق بنائے اور اذن طباق کے ساتھ آسمان خلق کیا (بیج البلاغہ)

(د) ہوائے پانی کو اس طرح مستحکم ہر جزاء کا سحر ہو گیا اول آخر ہو گیا اور موخر مقدم ہو گیا یہاں تک کہ اس سے پھین اوٹھا بڑا حصہ اس کے اوچل کر فضائیں ہو گئیں جس سے سات فلک برابر کے خلق ہوئے سطح معمران افلاک کی ایسی موج تھی جو گرنے سے محفوظ تھی اور سطح محدب چھت کے مانند (بیج البلاغہ)

(ه) خدا نے ہوائے عظیم کو پانی پر مسلط کیا جبکہ وہ سے پانی موجزن ہوا اور پھین اڑٹھا دھواں اڑسکا اور ٹھکر ہوا میں ہو بچا پس خدا نے اس دھوین سے فرمایا جم جا اور وہ جم گیا (تفسیر فی بحار)

(و) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا عرش خدا پانی پر تھا پانی کو حکم ہوا اکتبت شدید اوبال ہوا اس سے آگ پیدا ہوئی خدا نے آگ کو بجایا اس سے دھواں اڑٹھا خدا نے اس دھوین سے آسمان بنائے (بحار، کافی، دانی)

(ز) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانی سے اس قدر دھواں اڑٹھا جس قدر خدا کو منظور تھا اس دھوین سے صاف و شفاف آسمان بن کر کافی، دانی، بحار)

(ح) خدا نے پانی کی طرح نظر کی اور میں جو بن خرد بن ہوا اس سے پھین اور

اور دھوان (اوٹھا بھین سے زمین بنی دھوین سے آسمان بنا) (تفسیر ثعلبی)

(یوں) خدا فرماتا ہے میں نے شرعاً مستقیم علیٰ السماۃ وہی دھوان سے (پورہ دھوان) جبراً برکھا آسمانوں کو اور وہ دھوان تھی۔

(ی) ابن عباس اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ پانی سے دھوان (اوٹھا) اور وہ پانی سے بلند تھا اسلئے اسکا نام سارکھا (بجاء) مروج الذہب سے دی

(یا) جناب امیر علیہ السلام نے ثانی سے فرمایا میں نے آسمان کا نام رفع ہے جو دھوین اور پانی سے خلق ہوا (مثل الشراعی، عیون اخبار رضا باجل)

(یہ) امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ پانی اور دھوان کے درمیان سے دھوان نکلا بغیر رنگ کے اسی دھوین سے افلاک بنے (کافی، بحار، تفسیر قمی، تفسیر عیاشی، انوار نعمانیہ)

(یہ) خدا نے آسمانوں کو برکھا بنایا اور وہ دھوان تھی اس پانی کا (تفسیر رضا باجل)

(یہ) جناب امیر علیہ السلام نے ایک ثانی سے فرمایا میں نے خلق افلاک کو پانی کے بخار سے ہوئی ہے (تفسیر صافی، بحار، انوار نعمانیہ، تفسیر ربان، اخصال)

مثل الشراعی، عیون اخبار رضا

(یہ) ابن عباس سے مروی ہے خدا نے آگ کو پانی میں داخل کیا اور اس

دریا سے بخار اوٹھا اور اسے جو این صورت کا جس سے افلاک خلق ہوئے (پورہ دھوان)

(یوں) خدا نے پانی کو خلق کیا جو مضطرب تھا اور اس سے بخار اوٹھا مثل دھوین کے

اور اس سے آسمان بنے (شرح کبیری، بیج البلاغ)

ان سب اخبار کا مختار یہی ہے کہ خلق افلاک کے پانی سے ہوئی ہے بعض

اخبار میں بیج مگوف، اور بعض میں بجر مگوف، اور بعض میں بخار، بعض میں دھوان

ان کو رس ہے لیکن یہ اختلاف بیانی نہیں ہے بلکہ ایک ہی مفہوم ہے پانی کی تین

ہین جامہ، سیال، گیزران تینوں شکلوں کو اخبار نے ظاہر کیا ہے اور یہ بتایا ہے

پانی کی شکل میں بھی ہوا مثل افلاک پانی سے۔ جب وہ پانی بخار کی شکل میں تھا اور

بھی صفت کی راہ سے سا کہا ہے اور بخار نجد (ار) کو بھی سنا بتایا ہے پہلے پانی
ایز کی شکل میں تھا سکون سے بردست پیدا ہوئی (ار) کی حالت اختیار کی اور بھی بخارات
ہیں اور اگر آب نجد کہنا خلاف نہیں ہے اور سیارات کا ابر محیط میں گہرا ہونا یہ بھی فلسفہ
جدید میں ثابت ہے تفصیل مباحثہ کے فلسفہ الاسلام کتاب المہمید میں ہے۔

مختصر اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اخلاق کی گریبان اجزا زمین ہوا پانی اور دیگر گزیر موجود ہیں لیکن
جز اعظم پانی ہے۔ پانی ہی زمین و آسمان ہے لہذا یہ دونوں جزو اعظم ہوتے۔

ہم ۳۔ تمام قزاقیت و بنا اسے مقتدین کے نزدیک بسایط تھے لیکن تاخرین نے
اور کما مرکب ہونا اور بخین عناصر سے ثابت کیا ہے جو چار ہی زمین پر ہیں ان سیارات کو

بھی ارضی شمس قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیم میں تارون کو شکل غلگ کے پانی کو بتایا
(الفتح) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے ساتویں آسمان

میں ایک ستارہ بنایا ہے تھندے پانی اور تھندہ لک سے علاوہ اس کے چہرے ستارے
سیارہ آب گرم سے آگ کے بنے ہیں لانی، بجارالانوار

تمام سیاروں کی خلقت پانی سے بتائی ہے ایک کی خلقت آب سرد سے پانی کی آب گرم
سے ممکن ہے مراد اس تھندے ستارے سے پتھون سیارہ ہو جو بدشمنی کی وجہ سے
ریت و نوریت بنیں رکھتا پانی سیارہ سورج کے جدا شدہ شعلہ میں بھی خلقت آب گرم
سے بتائی ہے بکی خلقت ایک ہے سیال اوہ سے ہے۔

(رسب) ابن عباس نے تفسیر میں آید کہ یہ لے لھا و لاہرض اثبتا طوعا و کرہا
میں فرمایا ہے۔ خدا نے آسمان کو حکم دیا کمال اپنے سورج اور چاند تارون کو اور زمین

حکم دیا کہ شوق ہو اپنی نہروں سے اور نکال اپنے بھل لے فقال اثبتا طالعین
کہا آسمان و زمین نے کہ ہم تیری اطاعت میں حاضر ہیں (درشتو کہ بجارالانوار) صاف

بتایا ہے کہ جسطرحے نباتات جز ارضی ہیں اور مادہ ارض سے مرکب ہیں اور سیطرہ
تمام ستارے اوہ فلکی سے مرکب ہیں اور سب کا ایک ہی مادہ ہے۔

(رج) سلام ابن سبیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔

اور دیگر گزیر موجود ہیں

اسے سولہ سورج چاند سے کیوں زیادہ گرم ہے۔
 امام علیہ السلام۔ خدا نے آفتاب کو خلق کیا ہے آگ کے نور اور آب صاف سے
 ایک طبق نور سے ہے دوسرا آب صاف سے اس طرح سات طبق ہیں پھر خدا نے
 سورج کو آگ کا لباس پہنایا اسوجہ سے وہ چاند سے زیادہ گرم ہے۔ **فضل جلال اللہ**
 کافی، تفسیر قمی، مجمع البحرین، امام علیہ السلام نے جو ہدایات فرمائے ہیں قابلِ خود بین
 ایک۔ سورج کو طبقات سے مرکب فرمایا ہے فلاسفہ قدیم کی رو سے وہ لوگ
 آفتاب کو بیض خیال کرتے تھے۔

دوسرے۔ سورج کو شعلہ گر اجرام ارضیہ عنصریات و مادیات سے مرکب فرمایا ہے
 شعلہ آگ، پانی، بخار، ہوائے آسمان بھی شاخزین کی تائید و تقویت میں کی رو سے بحال کی
 تحقیق میں پیکرِ سکوپ۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب میں بھی دبی مادہ موجود ہیں جو
 جاری زمین میں بین المبتدہ فرق یہ ہے کہ یہ مادہ آفتاب میں گہر کی حالت میں پٹا پٹا
 ہاتھ ہیں جو چیزیں آفتاب میں پائی جاتی ہیں وہ ہیڈروجن، ہیلیم، لٹیم، کربن، نائٹروجن،
 کھنکھیا، وغیرہ ہیں علاوہ انکے اور بہت ایسے مادہ ہیں جو ہماری زمین پر نہیں ہیں۔
 سورج جن ہیڈروجن کا ہونا پانی کا جو دن ثابت کرتا ہے سیارات پر دربارہ لٹکا ہونا
 ہوا ہے کہ درمی و بخارات مائی ابر وغیرہ سے محیط ہونا یہ سب تحقیق جدید میں ثابت
 ہوا ہے جس سے ارشادِ امام کی تصدیق ہوتی ہے وہ کام سائنسے پانی سے
 بنے ہیں لکے لیغاً دیکھا جو کہ کیا پانی پانی ہے۔

(دوم) امام محمد باقر علیہ السلام سے سائل نے پوچھا۔

چاند سورج سے کیوں ٹھنڈا ہے۔

امام علیہ السلام۔ خدا نے چاند کو آگ کے نور کی ضو سے متن کیا ہے اور آب صاف
 سے ایک طبق اور اسکا ضو سے متن ہوا ہے دوسرا طبق آب صاف سے متن کرکٹ
 طبق اس طرح ہیں بعد اس کے پھنچا دیا خدا نے اسکو لباس پانی کا اسوجہ سے
 چاند سورج سے ٹھنڈا ہے۔

بجارج اس حدیث میں بہت سے امور قابل غور ہیں جسکو ہم زمین کی بحث میں
 لکھنے پران صرف اس قدر لکھنا ہے کہ یونانیوں کی رو سے زمین کو بھی مرکب بنایا ہے
 اور اس کے گیمیا کی اجزا میں پانی کو بنایا ہے۔
 ۳۵۔ زمین کی خلقت بھی پانی سے ہے۔
 (الف) شامی۔ زمین کس چیز سے بنی ہے۔
 جناب امیر علیہ السلام۔ پھین سے پانی کے۔
 شامی۔ بہاؤ کس چیز سے ہے۔

امام علیہ السلام۔ موجود سے (یعنی اخبار، بحار)

(ب) مجاہد۔ خلقت زمین کی پانی سے ہے (زور مشورہ بحار)
 (ج) خلاصہ خطبہ جناب امیر علیہ السلام سے وہ خدا سے پانی کو ساکن کر لیا
 اس کے کہ اس میں ملائم تھا اور جامد بنایا اور پانی کو لیا اس کے کہ وہ ٹھنڈا تھا
 (منہج البلاغہ)

(د) خدا نے پھین کو حکم دیا کہ جم جا۔ وہ جم گیا پھر موج کو حکم دیا کہ جم جا وہ بھی
 جم گئی پھین کو زمین بنایا اور موج کو کہا کہ تیرا تفسیر فی، بجارج
 جدید فلسفہ میں ثابت ہوا ہے کہ ارضی سیارات جدا شدہ شعلہ میں آتش کے اور
 محصور نے پانی سے خلقت زمین کی بتائی ہے فلسفہ بھی اس بات کا منکر نہیں
 ہے پانی زمین کے اجزائی گیمیا سے ضرور ہے دیکھو فلسفہ الاسلام کی کتاب
 پیمانی جو چین سے پہاڑ، زمین کی خلقت اور طبقات زمین پر مفصل بحث کی ہے۔

زمین کی ابتدائی حالت کو مت کی سی تھی کوئلہ کا سمٹن کہہ کر کے بجائے نیم تھکا ہوا اور
 جو بذات خود نور نہیں رکھتے بلکہ شعلہ آتش سے نکل اور بیادون کے روشن
 ہونے میں یہ بجائے نیم تھکا سمٹانے کی طرح ہے پانی کے گے ہیں اور حقیقت
 سید مرتضیٰ اور کجا جز اعظم ہوتا ہے یہی حالت زمین کی بھی ہے کہ جو شعلہ گہر سے
 بجائے نیم تھکا شعلہ رفتہ رفتہ ٹھنڈک آتی اور جم کر زمین کی شکل میں نکلتے گے

اقبال ہوئے جبکہ بہت صراحت و وضاحت سے خطبہ میں جہاں میر نے ذکر فرمایا ہے
جہاں وہ دھوس بنایا خدا نے اوس بانی کو جو دھلا دھلا اور بولتا تھا (بیخ البلاغہ)
زمین ایک بار کی دھوس نہیں ہوئی بلکہ رفتہ رفتہ یہ شکل اختیار کی ہزاروں سال گذر کر
پر دیکھو جہاں آج اور مطابق کرو تعلیم اسلامی سے

جب وہ وقت آیا جبکہ خدا نے ارادہ کیا تھا اوس وقت زمین کو حکم ہوا کہ جم جائیں وہ
جم گیا (تفسیر فی بحار) صاف تصدیق ہے کہ دنیا کچھ نہیں ہوا بلکہ جب وہ وقت
آیا جو مفعول الی تھا عرصہ دراز ہونے پر اوس وقت وہ بانی جم کر زمین بنا۔

باب چوتھا آگ کا بیان

۳۴۔ ہر کیمیا کی فعل حرارت پیدا کرتا ہے۔

(امتحان) سو ہے کارادہ طرف میں رکھو تھوڑا ٹھنڈا بانی ڈالو پھر تھوڑا سا سفورک
ایسڈ ڈالو یا بیڈرہ رکھو ایسڈ ڈالو فوراً گیند ہوگا اور طرف حل اوسٹے گا
(امتحان) جو نے کی بری میں بانی ڈالو فوراً آگ کی طرح حل اوسٹے گا۔

یہ حرارت اوس فعل کیمیا کی سے پیدا ہوتی ہے لہذا حرارت تاریخ فعل کیمیا کی ہے
بسیطہ ہے نہ مرکب ہے جیسا کہ متفہمین کو خیال تھا کہ آگ بخلاف عناصر ہے۔

اسلامی تعلیم بھی یہی ہے۔

(الف) خدا نے آگ کو ہوا سے پیدا کیا ہے (تفسیر فی بحار) کیسے گیز اس آگ
کا مخزن ہے جب ایجنس کسی دوسرے مادہ سے ملتا ہے تو حرارت پیدا کرتا ہے
اور اگر ایجنس تمام عناصر کیساتھ مرکب بناتا ہے سو اسے فلورین کے اور جب ایجنس
کسی دوسرے مادہ سے مرکب ہوتا ہے تو حرارت پیدا کرتا ہے کبھی کم اور
کبھی بہت زیادہ ناریت و فوریت کے ساتھ اور جس مادہ سے مرکب ہوتا ہے
وہ جل جاتا ہے خش و گدڑی کی طرح۔

(ب) امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ خدا نے بانی سے آگ کو پیدا کیا ہے
(بحار) بانی سے آگ کا بنا بھی صحیح ہے ایسے کہ ایجنس و ہیدروجن کے ملنے سے بانی

جنا ہے اور ان کے فعل کیائی سے حرارت پیدا ہوتی ہے لہذا پانی سے بنا بھی

سمجھ ہے۔
۲۔ کبھی فعل کیائی سے حرارت کے ساتھ نور و شعلہ بھی پیدا ہوتا ہے۔
درستحان (۱) فاسفرس کا چھوٹا ٹکڑا ایک ظرف میں رکھو اور دو چھوٹے
ٹکڑے پودے کے رکھو فاسفرس دیوڑ میں کیائی اٹھا دہو گا اور زہنی رنگ کا
شعلہ پیدا ہو گا۔

(استحان ۲) پٹاسیم کا ٹکڑا پانی میں ڈالو فوراً پانی میں آگ لگھاو گی۔
(استحان ۳) پانی میں فاسفرس کا ٹکڑا ڈالو پھر پڑا پودا سی کلورائیڈ ڈالو لکڑی شیش کی
تلی اس ظرف میں اس طرح کہ تری زدہ ظرف کے بندے سے لچا دے پھر
تلی سے تھوڑا سفید رنگ ایسا ڈالو پانی کے نیچے آگ لگی معلوم ہو گی۔

(استحان ۴) ایک شیش میں تھوڑا پانی بہرہ پھر تھوڑا فاسفرس ڈالو اگر کے ڈالو
پھر تھوڑی سی سفید آت پٹاس ڈالو آخر میں فاسفرس کا ایسا پتھر ایک ایک
پٹاس اور پڑا پودا وسط شیش میں آگ لگی معلوم ہوئی ہے اور پانی ہر گز
(استحان ۵) رتن کے ٹکڑے پر پٹاسیم دھات ڈالنے سے فوراً آگ لگاتی
ہے الہی فلسفہ تیرہ سو سال پیشتر بتا چکا ہے کہ فلکی دریا، انیس آگ پانی میں
اس طرح سے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک ملک ہے جس کا نصف جسم رتن اور نصف جسم
چمک کا ہے (عارالانوار) پھر جب انسانی شش سے یہ سب نکلے تو الہی
قدرت کو کون مانے ہے۔

اسلامی تعلیم میں ہے کہ۔
(الف) ملاکہ معصوم بنائے گئے ہیں خلقت اور انکی دریا پائے شیرین کے نور سے
ہے اور وہ دریا پائے رحمت ہے (تفسیر فرائد، بحار)
(ب) پھر خدا نے خلق کیا ملاکہ کو انوار سے (روح الذہب، سودی، بحار)
(ج) ملاکہ کی خلقت نور سے ہے (اختصاص، بحار)

مذکورہ درایات سے صاف واضح ہے کہ اس کا وکیبیا کی سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور کبھی وہ حرارت نور کے ساتھ ہوتی ہے اور دریا بان کے اتحاد کیبیا کی سے جو نور پیدا ہوا وہ بھی جز کیبیا کی لانگر کی طاقت کا ہے۔

(دوم) خدا فرماتا ہے: "واذ البحار مریضات" (اور دریا آگ بول رہے تھے)۔ یہ بیان ہے کہ نبات کے دن تمام دریا آگ ہو جاؤ گے جس کی وجہ سے ہضم و ہلکا دیا جاوے گا۔ یہ سب کیبیا کی افعال کے نتیجہ میں جو قدرتی طور پر نکلتے ہیں لہذا آگ نہ غصہ ہے نہ بیض نہ مرکب بلکہ فعل کیبیا کی ہے۔

۴۳۔ جب معلوم ہو کہ حرارت فعل کیبیا کی ہے تو اس بات کو غور کرنا چاہیے۔ پہلا یہ ہے کہ اس سے حرارت کیبیا کی سے کیوں تیز ہوتی ہے بخلاف چراغ کے جو بجھ سکے۔ اس سے سمجھ جاتا ہے کہ وہ یہ ہے کہ شعلہ کی سطح یعنی حرارت اور کاربہ ہے جو بجھ سکے۔ وہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور چراغ میں ٹھنڈی ہو ا لگتی ہے۔ اور اس کی حرارت کم ہو جاتی ہے اس وجہ سے چراغ گل ہو جاتا ہے۔ خلاصہً آگ کے اس کو کمزورت سے پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ زیادہ مقدار آگ میں کیبیا کی ہو جاتی ہے۔ پس۔ سے حرارت تیز ہوتی ہے۔

۴۴۔ جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا ہے کہ یہ آگ روشن ہوتی ہے (بجارت) تو جب طلب ہی ہے کہ وہاں سے آگیں ہو چکا ہے اور اس سے حرارت بڑھتی ہے۔

۴۵۔ آگ بھی مثل بانی کے بعض اجسام کو مل کر جاتی ہے اور جو مل نہیں ہو سکتے ان کے واسطے چارے پاس وجہ حرارت۔ سے ذرا کم حرارت نہیں ہے اگر اس سے زیادہ ہو تو حرارت مچا دے تو ہم ان عناصر کو بھی تفریق و تحلیل کر سکیں لہذا تجربہ ہمارا محدود ہے حرارت موجودہ ہے جس کی وجہ سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ جھپٹ ہی خاصہ میں اور یہ کیسے طے مل نہیں ہو سکتے اگر ہم عناصر کی مل و تفریق پر قادر ہو جاویں اور سوخت ہمارا یہ دعویٰ غلط ہو جاوے گا کہ عناصر فنا نہیں ہوتے جو ان کا خالق ہے وہ موجودہ حرارت سے ہزارا درجہ زیادہ حرارت سے ہو کر فنا ہو سکتا ہے اور

نشانہ کی اس نظر ہو

یہ کیا کی تجربہ سب غلط ہو جائیگا۔

مگر یہی جملہ نے سے دعوانہ ہوا میں جاتا ہے راکہ رہ جاتی ہے چراغ شمع
روشن کر کے سے سوائے تہی کی راکہ کے کچھ نہیں رہتا اس سے خیال ہوتا ہے
کہ کبھی وغیرہ کے اجزا و خواہ ہو جائے ہیں مالا مال ایسا نہیں ہے کہ سے اجمل
ہو جائے کسی شے کو مسدود نہیں کرنا ایک کبوتر اور بچاؤ کرنے والا نظر سے غائب
ہو جاتا ہے کہ نسبت پر نہیں کسا جاتا کہ وہ مسدود نہ ہو گیا ہے یہی حالت ان
اجزائی ہے۔

اسی طرح ایک تہی جلا کر گلاس بنیۃ کہ دھک دو اسطرح سے کہ غارتگی کی ہو اور
شے جو جاوے گی اور چاکر کیسے پیدا ہو گئی۔

ایک شے کہ جب جاتا ہے اسے دیکھا کہ جدید ہو اور میں نہیں جاسکتی پس سے کہ میں اسے
روح گلاس میں کا، چونکہ ایسا پایا جاوے گا جو نظر سے محسوس نہیں ہو سکتا۔

(۳) یہ کار چونکہ ایسا شے کی کار میں سے پیدا ہوا ہے۔

(۴) شمع کے جلنے سے گلاس نے ایری بانی کے نقطہ نما آدھے اور بخارات پانی
کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شے کی کوئی شے ذرات نہیں ہیں بلکہ

ہیں۔ اس سے اس کی نسبت بدل گئے اور آگ سے جو جسم مشتمل تحلیل ہو کر کار ہو گیا ہے
اور بانی میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اس تجربہ کو تجربہ کیا کی گئے ہیں یہی حالت ہر شے کے
مختص نہیں ہوتی۔ سب کو صورت اس کی بدل جاتی ہے۔

اسلامی تعلیم میں بھی بتایا گیا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا۔ بتائے جو راسخ بچاؤ نے پر نور کیا
ہو جاتا ہے۔

امام علیہ السلام۔ نور اسکا طائر جتنا ہے عود نہیں کرتا۔

سائل۔ پھر آپ کیوں انکار فرماتے ہیں انسان کی اس حالت سے کہ مگر کچھ وہ عود
نہیں کرتا اور روح جسم میں کبھی نہیں بیٹتی جیسے چراغ کا نور چراغ میں نہیں لپکتا

امام علیہ السلام - انسان کی حالت کو چراغ پر قیاس کیوں کرتا ہے آگاہ ہو
 کہ آگ تمام اجسام میں پوشیدہ ہے اور تمام اجسام بالذات قائم ہیں جیسے پتھر
 اور لوہا جو وقت ایک کو دوسرے پر مارتے ہیں تو ادین و دونین سے آگ پیدا
 ہوتی ہے جس سے چراغ روشن ہوتے ہیں جو آگ کی چمک ہے آگ ہر جسم میں موج
 رہتی ہے اور نور اس کا نکل جاتا ہے۔

(احتجاج شرح طبری ص ۱۰۶)

(الف) صاف بتایا ہے کہ آگ اور شے ہے اور نور اور شے ہے حرارت
 جسم میں باقی رہتی ہے لیکن شعلہ اس کا جلا جاتا ہے۔

(ب) یہ بھی بتایا ہے کہ نور خود نہیں کرتا اس لیے کہ وہ فعل کیسائی ہے اس کے
 اپنے اعادہ نہیں اعادہ جو اہر کے لئے ہے نہ اعراض کے لئے۔

(ج) یہ بھی بتایا ہے کہ لوہے اور پتھر کو رگڑنے سے فرسش اور سکا حرارت
 پیدا کریگا جو طبی بات ہے اور حرارت سے کاربن لوہے یا پتھر کا کھن سے شعل
 ہوگا جو نور ہے حرارت کا نور جلا جاتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ فعل
 کیسائی ہے لیکن مادیت اور شعل کا کاربن پتھر کا فنا نہیں ہوتا اس کی نسبت فرمایا ہے
 کہ وہ اجسام میں باقی رہتا ہے یہ بہت بزرگ مثال میں فرمایا ہے۔

(۲۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال ہوا آپ حضور و نشر کے
 نبیوں قائل ہیں حالانکہ بدن انسان کا سرگن جاتا ہے اعتقاد ہو جاتے ہیں
 ایک عضو درندہ کھا جاتا ہے دوسرے عضو کو ہوا سرنگلا کر منتشر کر دیتی ہے
 متبرعہ عضو مٹی ہو کر خاک میں مخلوٹا ہو جاتا ہے اور اس مٹی سے دیوار بنائی
 جاتی ہیں ایک جسم سیکڑون صورت تو نہیں آجاتا ہے امام علیہ السلام جو کچھ دیکھتا ہے
 اور حشرات الارض جسم انسانی کو کھا جاتے ہیں بحقدہ جسم انسانی جل جاتا ہے
 وہ سب مٹی میں محفوظ رہتا ہے (احتجاج طبری ص ۱۰۶)

سائل سمجھتا تھا کہ جسم انسانی سرگن کر اور جل جگر فنا ہو جاتا ہے مصوم نے فرمایا

کوئی شے سڑنے لگنے اور بجنے سے فنا نہیں ہوتے بلکہ دوسری صورتوں میں تحلیل ہو جاتے ہیں یعنی محفوظ رہنے سے بتایا ہے کہ جو امداد انسان میں نسبت کمزور سیار عناصر کے زائد ہیں جن کا غالب کو انسان کے بتایا ہے کہ وہ زمین ہی پر رہتا ہے۔

۴۔ ہم - شعلہ کی چیز ہے۔ کیا میں ثابت ہوا ہے کہ حرارت کے باعث گیزر کے ذرات و خشنہ ہونے کو شعلہ کہتے ہیں خواہ چراغ کا ہو خواہ لکڑی کا مہیلا و جن اور ایکسین ہونے کے وقت اس قدر حرارت پیدا ہوتی ہے کہ اود کے باعث سے ذرات ایکسین و مہیلا و جن سے کہ و خشنہ ہو جاتے ہیں عام چراغ جلنے سے یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تیل یا جرمی وغیرہ کے اجزاء استغریق ہونے میں اور کاربن ایکسین کے ہمراہ ملتا ہے یعنی کیونکہ اس قدر حرارت ہوتی ہے کہ ذرات کاربن کے روشن ہو جاتے ہیں مختلف شعلوں کی حرارت اور و خشنہ کی میں فرق ہے یہ ضرور نہیں کہ شعلہ کی حرارت زیادہ ہونے پر روشنی کی زیادتی بھی منحصر ہو۔ مہیلا و جن کے شعلہ میں اگرچہ حرارت بہت ہے مگر و خشنہ کی اس قدر کم ہے کہ ان کی روشنی میں بھی شعلہ اچھی طرح سے نظر نہیں آتا شعلہ کی روشنی اور سے اندازہ جسم مصمت اقل کے ہونے پر منحصر ہے جو حرارت کے باعث سے و خشنہ ہوتا ہے۔

(مثال) قندیل روشن کر دو سین دھواں ہوتا ہے۔ یہ ضابطہ صاف روشنی ہوتی ہے اگر چاروں طرف سے سمات قندیل کے بند کردین یا بتی بہت اوجھل کر دین تو بہت کمیت دھواں نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ صورت اول میں شعلہ کی حرارت سے کل کاربن جلتا ہے اسوجہ سے کاربن سے ذرات نکلتا ہے اور دوسری شکل میں کل سین جلتا خواہ اسوجہ سے کہ کاربن کو ہوا نہیں پہنچتی سمات بند ہونے سے یا بتی زائد اوجھل ہونے سے زائد ہوا لگتی ہے جس سے کاربن دھواں بکرا دوتا ہے نہیں زائد روشنی شعلہ کے سبب اوس گیزر کے ہوتی ہے جو شعلہ کاربن سے ذرات نکلتا ہے اور کی نور کی نہیں نکلتا

کی وجہ سے ہے جس میں کاربن نہیں ہوتا۔

اسلامی تعلیم میں شغل کی اہمیت یہی بتائی ہے اور ان الفاظ میں جو کچھ لکھی ہوئی ہیں۔
 تمام جیفر صادق علیہ السلام کا تمام اجسام میں آگ بوشیدہ ہے اور تمام اجسام
 بالذات قائم میں مثل پتھر اور سہک کے جو وقت ایک کو دوسرے پر بارش ہے اور ان
 دونوں سے آگ پیدا ہوتی ہے جس سے چراغ روشن ہوتے ہیں اور وہ جھڑپ
 آگ کی آگ جسم میں موجود ہے اور ضرور اسکی خلق ہے (حتیجہ طبری ص ۱۰)

حرارت اور نارست اور نئے ہے اور شعلہ اور شعلہ ہے حرارت پتھر اور آگ
 میں موجود ہے لیکن ان دونوں کی آگ سے کاربن آگ میں سے روشن ہو جاتا
 ہے وہی شعلہ ہے جسکو آگ کی صورت فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے اور حرارت کو نور نام پتھر
 تمام رعنا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سو سو درجہ میں نور عرش کا ہے اور حرارت
 جہنم کی قیامت میں سو سو درجہ عرش کو پتھر اور آگ اور حرارت جہنم کو آتش ہے
 (نجم الجوین) اس حدیث میں صاف بتایا ہے کہ نور و پتھر میں ان دونوں
 کے وہ جز ہیں۔

اسم شمع اجڑا کا نام تین طبقوں میں منقسم ہے طبقہ اندرونی : متوسطہ بیرونی
 اور روئی کو طبقہ اسود یا غیر متعلق کہتے ہیں۔ ایسے ٹھیک بتی کے اندر جلنے والی شعلے
 سے گیزر خلک جمع ہوتا ہے۔ یہ زمان آگ میں سرخ و تھیں ہے کہ اسے ہمراہ فکر جلی
 دوسرے متوسطہ طبقہ منورہ ہے اسکو کچھ حصہ گیزر کا آگ میں۔ کہہ قاطع میں آکر
 جلتا ہے اور کاربن شکل تبدیل ہزارت کے باعث سے روشن ہو جاتا ہے
 غیر اس طبقہ غیر منورہ ہے یہ نمایان پر گیزر کا ل طور پر جلتا ہے اور کچھ کچھ کیساتھ
 کامل وصال حاصل ہوتا ہے یہ حصہ اسود اسے جدا ان روشن نہیں ہے اگر ایک
 جلی شیشہ کی ٹی کو ہم ایک سرس کی طرف اندرونی طبقہ میں رکھیں تو گیزر دوسری
 جانب سے نکلے گی کی جسکو ہم حرارت دیکر روشن کر سکتے ہیں۔ اور اگر ایک
 گڑی کا غرض اسی میں ہے یہ اپنے اندرونی طبقہ میں جذبہ کے نیچے رکھیں تو لکڑی

کمالی پڑجا ویکی اور اندر سے سپید بننے کی جہت کی نہیں۔ طبقہ منورہ میں گزرتا کمال
 آئین طبعی بلکہ تھوڑے عرصہ سے بنے کاربن متحدہ ہو کر حرارت کے باعث سے روشن
 ہو جاتا ہے اور یہی حصہ شعلہ کاربن طبقہ سے ہے۔ یہ قریباً وہ طبقہ ہے جہاں کبھن بکثرت سے
 اوکس کاربن اور میڈر جن متقابلہ کبھن کے آکر تمام کمال جگہ کاربن گیس ایڈ اور بائی نیٹ
 تبدیل ہو جاتا ہے اگر روح الخمر نے چرخ کو پلو پائپ (پمپنی) سے پھینکے تو شعلہ طبعی
 ہو جاتا ہے اور اوسکی بناوٹ بالکل پوجاویگی اور درونی طاقت بالکل ترسہ گا کہ کبھن کبھن
 عین ہی کے ترسہ ہو پوجا یا جاتا ہے۔ نیچے شعلہ کے صرف درانیہ ہو گئے اندرونی
 نیچے رنگ کا اور بیرونی زرد رنگ کا اور درونی میں کاربنونک اس کا ترسہ جو نیچے
 رنگ کے شعلہ سے ملتا ہے اور جب وہ اور کبھن لیکر کاربنونک ڈالی اوکس کاربن
 تبدیل ہوتا ہے تو وہ بیرونی زرد شعلہ ہے ان دو قسم کے شعلہ میں جو پلو پائپ
 کے ذریعہ سے بدلتے ہیں عجب صفت پائی گئی ہے اور درونی کو جو رنگ غلیظ
 بنے شعلہ ملتا ہے میں اس واسطے کہ وہاں ان کے اوکس کاربن کی اوکسین کو نیکر ان خاص
 و خاص تو میں تحلیل کو تیار ہے اور بیرونی کا نام کسی ڈائریکٹ فلم سے شعلہ کبھن دہندہ کہتے
 ہیں چونکہ ان تمام پر شعلہ کے کبھن بہت ہے اس واسطے ہاتھوں کو ان کے مقابلہ میں لانے
 سے وہ اوکس کاربن تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک تھوڑا سا لڈ اوکس کاربن سرخ ہوتا
 ہے تو لڈ کے آدھ سو راخ کر کے او میں لیکر پلو پائپ کے شعلہ اندرونی میں رکھیں تو
 وہ صرف خاص سیسہ پوجا ویگا میرا کو بیرونی شعلہ کے مقابلہ میں لانے سے پوسٹو
 اوکس کاربن بد جاویگا۔ اسی رنگ کی نسبت اہم جہت حاصل ملے انعام نے مفضل سے
 فرمایا ہے کہ یہ آگ ہے بلکہ آبی جی نہیں۔ (فیضالہ) بخارج جلائے ہوئی آگ
 کی تقویت محض کھانے پر منحصر ہے یہ اعتبار ہے جہت کاربن۔ جگہ گا اوسوقت
 آگ کو تقویت دے گی جہت کا دیکھا جاتا ہے خلدانہ قیاس نہیں ہے جہت انسانی قیاس
 ہو اس کے کبھن سے جلا یا جہت دیکھا اور جہت کا انداز محض انسانی کاربن ہوگا۔
 ان دونوں سے ہر ایک

تجربہ

کے لیے طے کو جدا گانہ خاص درجہ کی حرارت ضرور ہے اگر اس قدر حرارت نہ ہو تو وہ ہوا کے جسم پر جیگا مثلاً تانبہ دھات کی جالی کا ٹکڑا ایک شعلہ پر رکھتے ہیں وہ شعلہ اس قدر ٹھنڈا ہو سکتا ہے کہ گھس ہو جاوے عوام میں چراغ گھسے کو ٹھنڈا ہو جانا بہت صحیح ہے یہی وجہ ہے کہ شعلہ اگر باد تند چلتی ہو تو قائم نہیں رہ سکتا اپنے جو خاص درجہ کی حرارت جتنے کے لیے دور کا رہے، انہیں پہنچ سکتی اس بات کا ثبوت یہ ہے۔

(مثال) تانبہ کی باریک جالی تار کی جلی فی مربع انچ میں سات سو دس درجہ ہون گول گیز کے شعلہ کے مقابلہ میں تاروں اور اسکو روشن کرین تو ممکن ہے کہ کوئی چراغ اس جالی کو اوپر لیجاؤ تو بھی گول گیز جالی کے اوپر جلا کر لگا سچے چراغ ٹھنڈا ہو گا جب تک جالی خوب گرم نہ ہو جاوے اسی قدر قی قاعدہ پر سر تھری ڈیوسی صاحب نے محققانہ چراغ بنایا ہے۔

یہی حال دھاتوں کے گھٹنے کا ہے اور ان کے گھٹنے کی واسطے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں دیکھو ذیل کی فہرست۔

(جو حرارت کی حرارت سے کم میں گھل جاتے ہیں)

پارہ	ابو صفر ۳۹	پتہ سیم	۱۲۴۵۰	اسو ڈیم	۲۰۰	لیتھیم	۳۵۴
قرن	۳۴۲	۶۱۷	۶۱۷	۶۱۷	۶۱۷	۶۱۷	۶۱۷

(جو حرارت کی حرارت سے کم میں گھل جاتے)

سور	۱۸۷۴	آئرن	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے	میکیز	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے	گلاب	۱۹۹۹
نکل	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے	۲۰۱۶	کودیم	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے	کوبالٹ	بھٹی کی نہایت سخت حرارت میں گھلتے	۱۹۹۹

مرد ہو کر نہ ہو کر جہنم کی آگست	بلا ٹیم وغیرہ	بڑی کثرت بختم آگ میں گزار دیتی ہیں۔ کچھ نہیں	شکستہ عین وغیرہ
------------------------------------	---------------	---	-----------------

(احادیثی تعلیمی پر مشتمل) کہ جہنم کی آگ کی وہ تیزی جو اسلامی کتابوں میں مذکور ہے اور کیا متعقبات ہے کہ ہر سائے گیز کی حالتیں جو پھر جہنمی اشیاء اور جہنم کے موکل فرشتہ کیہ کر مجھ جاتی رہ گئے ہیں۔

(جواب) وہ ایسے مفردات سے بنے ہیں جو جہنمی آگ سے بھی گزر ہوا لیا گیا نہ ہی نہیں ہوتے جیسا کہ دنیا میں ہم وھاتون کو مختلف حرارتوں نے چھانا دیکھتے ہیں اور یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ایک ہی حرارت ہے۔ سب وھاتین کیوں نہیں پگھلائیں ہر شے کی قابلیت و استعداد جدا ہے۔

اور طبقات جہنم کی حرارت میں تفاوت و فرق ہو نا بھی آئی مقام سے سمجھیں آتا ہے۔ ہر طبقہ میں جہنم کے مختلف حرارتیں مختلف درجہ کی ہیں۔

اکہین یہ شدت حرارت کی ہے۔

سنا بلعم من خطا ان (سورہ ابراہیم) تانبہ کے یا مجاہد جہنمیوں کے ہونے استخارہ کی بات ہے کہ سب سے تانبہ میں تانبی ٹریک ڈبو دے یا دیکھ لیں کہ حرارت کی یہ شدت ہوگی کہ یسعی بدن ملامت حدید (سورہ ابراہیم) ان جہنم کو دہانی بلایا جاویگا جو جہنمیوں کی جلالت کل کر چکے گا۔ غالباً اپنے دالے اور درجہ کے ہونے جہان اتنی حرارت نہ ہوگی۔

نہیں اس قدر تیزی حرارت کی ہوگی کہ کتا مضحک جنود ہم بدلنا جلود انہما (سورہ نسا) جب کھا لیں اور کی گلہ دیتی تو پھر دوسری کھالیں اور کھوجنا دیکھا دیتی اور کہیں اس قدر حرارت ہوگی کہ اٹھایا کلون فی بطونہم نار (سورہ نسا) دوزخوں کے پیٹ میں آگ بھڑکیا دیتی ان آیات کا یہی مقصود ہے کہ مختلف درجہ کی اختلاف درجات حرارت ہیں اور وہ آگ محض جہنمیوں کے متاثر ہونی کی ہے سے ہے نہ خادم و موکل جہنم کے متاثر ہونا ہے۔

۴۳۔ کل دھاتین عام درجہ کے موسم میں ثقیل ہیں باشتفا بارہ کے جو سیال ہے
بعض دیات ایسے ہیں جو قبل بچھلنے کے بطور لٹی کے ہو جاتے ہیں اور انہیں ایک
طی محلی از دعت آجاتی ہے مثلاً لوہا پلاٹینم وغیرہ اور اس حالت میں جبہ و دیگر دن کو
ایسی دھات کے ملا کر چٹ دین تو وہ اسطور پر لمباتے ہیں کہ ٹھنڈا ہوئے پر جوڑ کا مطلق
نشان نہیں معلوم ہوتا۔

اکثر دھاتیں سیلاب طبع ہیں۔ یعنی حرارت کے باعث سے بنار کی شکل میں تبدیل ہو جاتی
ہیں اور قیاس کیا گیا ہے کہ اگر تھوک کو فی تدبیر اس قدر حرارت ہو چکے کہ جو اس
کے تدابیر سے زیادہ ہو معلوم ہو جاوے تو شاید کوئی دھات ایسا ہو جو اس
صفت سے بڑا ہو جائے گئے کے عام موسم کی یہ حالت ہے اور گرون۔ یہ قیاس
نہیں ہو سکتا ممکن ہے اور گرون پر کل دھاتیں عام موسم میں سیال ہوں یا بجلی۔
یشال گیز ہوں مثلاً کہ آفتاب کے اس طرح ٹخن ہے کہ جو ہمارے کرہ پر سیال ہے
گیز ہوں دوسرے کرہ پر وہ گیز سیال ہوں اور سیال جو امد ہوں اور بجائے
ہمارے گیز سیال کے اور گرون کے گیز سیال اور ہی چیزیں ہوں مثل کرہ آرنی
جنون کے ایسی صورت میں اونکے آثار و خواص جدا ہو گئے۔

۴۴۔ کاربونک ڈائی اوکسائیڈ۔ علامت ک۔ مقدار اتصال ۴۴ وزن
۴۲ اس مرکب کو کاربونک ایسڈ بھی کہتے ہیں جب کاربن ہوا یا آکسیجن کے
مقابلہ میں جلتے تو یہ مرکب بنتا ہے۔ یہ مرکب ہوا میں اور بہت سے جنون میں ہوتا
ہے انسان کے نفث اور مختلف ایشا کے جلتے سے یہ مرکب رہنے کے مکا تو نہیں
سیدان اور رکھ جگہوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے۔ جب کسی جگہ کی ہوا میں فیصدی
(۱۰) حصہ بھی کاربونک ایسڈ موجود ہو تو قابل رہنے کے نہیں تخمیر کی کیفیت
کیوقت کاربونک ایسڈ بہت پیدا ہوتا ہے اور اندھے کنوؤں اور غاروں میں
اور کوئلہ کی کانوین میں بھی پایا جاتا ہے۔ کاربونک ڈائی اوکسائیڈ بلارنگ و بلا بو لطیف
نشتے ہے ذائقہ اسکا قدرے تیزابی وزن متناسب ۱۱۵۹ ہے اور پانی میں حل ہوتا ہے

۲ درجہ میں باعتبار حجم ایک حصہ پانی میں ۱۷۹۹ یہ مرکب مل ہوتا ہے کلسیم کے
 بنے چوڑے کے ہمراہ مکررہ تک بنتا ہے جیسے کلسیم کاربونیٹ کتے میں
 ۷ ماہ ۲۸ مرتبہ زیادہ و باؤ سے ۳۲ درجہ کے موسم میں کاربونک دھاتی اور کاسٹ
 سیال ہو جاتا ہے اور بھی زیادہ سردی پہنچنے سے نفیل مثل بن کے کوئی نئے
 اور سکے اندر مل نہیں ہوتی جلتے ہوئے تہی فی الفوہر اوسین گل ہو جاتی ہے یہ
 مرکب جب اندر سے کنوین اور غاروں میں اور کوئلہ کی کانوینن پایا جاتا ہے
 تو جو کمرہ یہ ہر قائل ہے تو ابے مقام پر ہزار با جانین تلف ہو گئی ہیں۔

۱۷۹۹

قرآن مجید میں ہے ۷۷ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (سورہ فلق) کہو (اے رسول)

پناہ مانگتا ہوں میں رب فلق سے
 فلق جنم میں ایک کنواں ہے جسکی حرارت سے اہل جنم فرما کر تے ہیں (تفسیر قمی)
 مجمع البحرین) ونا میں اسے کنوین کا سوجو ہونا تا ہے جو جنم میں اسے
 کنوین سے کب نکلا کر کتے میں کوئلہ کی کانوین اور اندر سے کنوین میں یہ کنوین
 ہے ارض جنم میں بھی ایسا کنواں ممکن ہے اور جس قرین یہ کنوین کثرت سے پیدا ہوا کہ
 فرما کہ بیشک کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک جنم کا گڑھا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔
 اس گیزر سے غافل کے لئے اہل فرناک کے ایک دانائیلی برت صاحب نے
 ایک ایسا عمدہ آرتفس بنایا ہے کہ اسکو ہنکر آدمی جاسے جیسے خراب اور نہ ہری
 جو اس کے بچھن جلا جاوے کچھ اثر نہ ہوگا جہاں آگ لگی ہو اور وہو ان کھڑا
 وہاں اس آگ کو لگا کر ان بلا غوث و خطر جلا جا سکتا ہے۔ اس آگ کے موہو
 بہت بڑا انعام ملا اور فرانس میں اسکا رواج ہو گیا سوئے دیر کے کچھ کے
 ایک تھیلہ مشک لٹا دیا ہے اور سپر اسیا مصر جڑھا یا ہے کہ ہوا اس میں سے
 نہ کھلے بلکہ آگ بھی اوس میں افر نہیں کرتی بائج فیت کعب ہو اوس میں بھر
 دیا جاتی ہے اسکو پنے دالالیت پر بدریہ ایک جی کے کمر سے باندھ لیا
 اور اوپر کھڑا اس سے ہر دو جانب روتی تلیان کندھے کے قریب ہو کر

آئی ہیں وہ ایک سینگ کے ٹکڑے میں لگی رہتی ہیں جو منہ میں لگا لینا ہوتا ہے
 آدمی ان نلیوں کے ذریعہ سے سانس لیتا ہے اور منہ بالکل بند ہو جاتا ہے
 باہر کی ہوا بالکل نہیں جاسنے پاتی اور ناک بند کرنے کے لیے بھی اس
 آلہ کے ہمراہ ایک ایسی ڈاٹ بنی ہوئی ہے کہ اس سے ناک بالکل بند
 ہو جاتی ہے آنکھوں کے لیے ایسے عمدہ حلقہ بنے ہوئے ہیں کہ ان کے
 پھن لینے سے آنکھوں کی کماحقہ حفاظت ہو جاتی ہے اور آدمی کو سب
 کچھ دکھائی دیتا ہے۔ گیلی برت صاحب کی اس ایجاد پر انعام ملے۔ اور حضرت
 ابراہیم خلیہ السلام کو آتش نمرود سے بچنے کا اس قابل بھی نہ ہو کہ اس کی تصدیق کیجاو
 طرح طحکہ اور سپر شہید وارد کئے جاتے ہیں۔ دیکھو جب نمرود نے حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو جبریل امین بہشت سے ایک پیراہن
 لائے تھے جو حضرت ابراہیم کو بھنا دیا تھا (حیات القلوب مجسی مجمع البحرین ص
 ۵۴)۔ بدین آگ کے جل اور ٹھنڈا پلے قیاس میں نہ آتا تھا اب ثابت ہو گیا ہے
 کہ آگ ہی پر جلنا منحصر نہیں ہے اور حرارت کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے
 کی گرمی جل اور ٹھنڈے کو کافی ہے جبکہ فاسفر جس شخص اٹھ کی گرتی سے جل اٹھتا
 قرآن کی تعلیم میں بھی اس قانون کا ذکر ہے ۲۲ لکا ذذیقہ یضی و لولم
 تمسہ ناما (سورہ نور) ترتیب ہے تیل اور سکاروش ہو جاوے
 اگرچہ آگ نے اسے تہہ پہا ہوتا ہے

(۲۲) قبر میں فرشتگان عذاب کا آنا اور گرنے کے بڑے ہی قبر کا آگ سے
 ملو ہو جانا یہ بھی بتاتا ہے کہ گرنے کی کیمیائی ترکیب اس دھات سے ہے جس کو
 انسانی کیمیا سے ایسی شے ہے جو مقابل میں آتی ہے آگ پیدا کر دینے ہوتی ہے۔

فصل آگ کے مرکبات

۴۴۔ نباتات کو آگ کی بڑی ضرورت ہے علم نباتات سے معلوم ہوتا ہے
 کہ درخت و صوبہ میں ہونے میں ان میں روئیدگی زیادہ ہوتی ہے بہشت اور

لیتا رہتا ہے اور کاربن ہینڈ چارج کرتا رہتا ہے اور یہ حرارت ہلکے حد تک
 مخصوص ہوتی ہے اور یہ گرمی ہمارے جسم میں اوس حرارت سے کہیں بڑھی ہو
 ہے جو ہمارے تنفس میں ہوتی ہے اور جن چیزوں پر بیٹھے ہیں یا لیٹے ہیں اور
 پتھر وغیرہ کی حرارت سے اور جب تک انسان حیوان زندہ ہے اس کے جسم
 حرارت تمام مادیات کی حرارت سے بڑھی ہوتی ہے اور حسب وہ مرجاتا ہے تو
 ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اسکی جسم کی حرارت ہوا اور کروی محیط کی حرارت با جس چیز
 لیتا ہے اسکی حرارت کے برابر ہوتی ہے۔ پس انسان کے تنفس سے ہوا
 جتا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ ہوا اسٹس لینے سے اور پھینکے سے
 اور ناک اور قصبہ ریا کے ذریعہ سے یہ تک پہنچتی ہے یہ دونوں بھی پھر
 دونوں ہلوٹینین سینہ کے بین جنین باریک باریک خون کی نالیان میں جو با
 سے باریک ہیں اور تمام بدن کا خون و نین آتا رہتا ہے۔ تمام جسم کا ربن
 ملے ہے اور یہ کا پردہ نہایت لطیف ہے اور ہوا کے گردی جسم
 ہے وہ بھی بھر ہوا ہے اور نالیوں میں جو قصبہ ریا سے اور رپ سے نکلا
 ربن اسچن اور نالیوں کی راہ سے ریب میں داخل ہوتا ہے اور خون
 مچاتا ہے اور تمام جسم میں پھیلتا ہے۔ پھر تنفس کے ذریعہ سے وہ شکل میں کا رہو
 ایسڈ کے پتھر نکلتا ہے اس شکل کیسائی سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔
 و لیل اس بات کی کہ جسم میں کاربن ہے۔ اگر جسم کو شست کو بھونیں اور آگ
 جلادین تو کوئلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن کاربن اور یہ بڑا جز ہے مادہ حیوانی کا
 کاربن بننا جب کہ کچھ سے مرکب ہوتا ہے تو اس سے کاربونک ایسڈ پیدا
 ہوتا ہے بنیاد چرغ کے۔ چھنے سے اور لکڑی اور کوئلہ جلنے سے آگ
 بنتا ہے نرک یہ ہے کہ چرغ و تکی کا کاربونک ایسڈ کو مقام پر اوسین مجتمع
 ہے اور جسم کا کاربونک ایسڈ متفرق ہوتا ہے ہر جز جسم میں ہر ذرہ جس
 کا ربن کا ذرہ ہے جس سے اسچن کے ہر ذرہ سے ترکیب ہوتی رہتی۔

اور اس کے بعد حرارت پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جتنے چیز کو جسم کے تغیر کیسا
ہوتا ہے اسی قدر حرارت میں حرارت ہوتی ہے۔ مثلاً جو ف قلب میں زائد حرارت
ہوتی ہے، انگلیوں میں زائد حرارت ہوتی ہے، پس یہ اس کا موجود تمام جسم میں متفرق
ہے اگر ایجا جمع ہو جاوے تو جسم اس طرح سے روشن ہو جاوے گا جیسے شمع روشن
ہوتی ہے اور تمام شمع کا ادک اس طرح فقلہ کے ایک نقطہ میں جمع ہو جاتا ہے
اس کی بیان سے جاری باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) نفس کے ذریعہ سے اس میں ہوا کا اوس خون میں ملتا ہے جو ریو میں
جاتا ہے اور وہ ان سے ہر ذرہ میں دم کے چھٹتا ہے۔
(۲) نفس کی احتیاج ہر ذرہ روح کو ہے اس کو وہ اس کے ذریعہ سے
سے جو ہو اس کے ذریعہ میں مخلوط ہے۔

(۳) فالہ اس میں کا یہ ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سے اس کے
سے اور اس میں سے کاربن مرکب ہو جاوے اور اس سے ترکیب کی جاتی ہے
ہوئے ترکیب سے ان وہ نوں کے وہ حرارت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے
ضروری ہے۔

(۴) مریہ کاربن کو حاصل کرتے ہیں اور کاربن ایک اس کا مایا کرنا شروع کرتے ہیں
اسلامی تعلیم میں بھی بقائے انسانی آگ سے بتائی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے
فرماتی ہیں۔ آگ انسان کے لئے ضروری ہے۔ یہ قاعدہ اس کا یہ ہے کہ اگر انسان
جیوان آگ کی وجہ سے کھانا اڑ پیتا ہے اگر آگ حدہ میں نہ ہو تو کھانا پینا کچھ نہیں
ہو سکتا۔

اور انسانی ادنیٰ نسبت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔
انسان میں جو نور کا جز ہے اوس سے وہ دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔ علی الشریع
بجای پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے انسانی خلقت کی نسبت تفصیل سے
فرمایا ہے۔ جسے پہلے قیاس کیا وہ ایس ہے اس کے ذریعہ کی نسبت کرا چھو

نزیابوچی کا ہے جو انشاء اللہ بہ شرط حیات اس فن میں مفصل بیان ہوگا۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے فضل سے اقسام میں آگ کے بیان فرمایا ہے
 ایک وہ آگ ہے جو کھاتی مٹی ہے یہ وہ آگ ہے جو ہر ذرہ روح میں ہے (فضل)
 بحار بیشک حیوانات کی حرارت غریزی کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے
 اور اس آگ کی تقویت کھانے پینے پر منحصر ہے اور یہی آگ سب بقا حیوان
 انسان ہے۔

۴۹۔ دھاتوں کو جس طرح غیر دھاتوں نے عقد کی کش ہے اوس طرح
 دھاتوں کو دھاتوں نے اور غیر دھاتوں کو غیر دھاتوں نے عقد کی کش ہے سیال
 جامد کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں اور جامد جامد کیساتھ سیال سیال کیساتھ سیال
 گیزر کیساتھ گیزر گیزر کیساتھ گیزر جامد کیساتھ دفعہ شرط یہ ہے کہ عقدی یا اہم کش
 ہو جو ان میں ہم دھات اور غیر دھات جامد سیال و گیزر باہمی ہیں لیکن زائد
 حصہ اجسام جامد کا ہے لہذا انسان کو ہم جسم جامد قرار دیتے ہیں لیکن کوئی وجہ
 نہیں ہے کہ ہم اسے خلق سے انکار کر بیٹھیں بلکہ ہر غالب سیال ہو یا گیزر سیال
 سے مرکب ہو یا محض گیزر ان سے اگر ان میں عقد کی کش نہ ہو تب البتہ ایسی مخلوق
 انکار ہو سکتا ہو۔

اسلامی تعلیم بتاتی ہے۔ ایسے ذرہ روح بھی ہیں جنکی خلقت اجسام جامد سے
 نہیں ہے بلکہ انکی خلقت گیزر سے ہے۔

(۱) قرآن مجید میں ہے ۛ دخلوا الحادیۃ منۛ ما رجع منۛ ناسر (سورہ حٰج)ۛ
 اور غفل کیا جنوں کی ہوئی آگ سے ۛ ما رجع ۛ کے معنی مفسرین سے ۛ واپس آئے ۛ
 نے خالص کنگے ہیں لیکن مرج کے معنی آمیزش کے ہیں کثرت سے استعمال
 مرج کا ملوثی میں ہوتا ہے دیکھو کلام عرب میں اظہار۔
 (الف) وجہ ت ایک شے دوسری میں لجا دے تو کہتے ہیں ۛ موجبۛ
 الشیء با الشیء ۛ ایک شے دوسری میں لگی۔

(ب) قرآن مجید میں ہے: ﴿فِي أَمْوَالِهِمْ خَيْرٌ لِّمَنْ يَتْلُوهُ﴾۔

(ج) مرع جب طبیعت میں دخل کر لے اور نجا دے تو کہتے ہیں: ﴿

(د) محبت عفوہم ہے عہد اود کے مخلوط ہو گئے۔

(د) حدیث میں ہے: ﴿كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا مَرَجَ الدِّينَ﴾ کیا تمہاری حالت یہ

جب دین مخلوط ہو جاوے۔

(د) وہ وسیع زمین چین گیا ہو اور جو پائے نہ جرتے ہوں اور سکوروب

کہتے ہیں: ﴿مَرَجَ الْأَرْضَ﴾

مذکورہ نظر سے ہم جنون کی خلقت میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ خلقت اولیٰ الگ کی

آئینہ سے ہے۔

(د) پھر قرآن مجید میں ہے: ﴿وَالْحَيَّانُ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلِ مَنَاسِ﴾

السموم (دوسرا پھر) جنون کو خلق کیا قبل میں آتش زیر بار سے: ﴿سَمُومِ﴾

عرب میں اس نجا کو کہتے ہیں جو آگ سے بلند جو گرم ہو اجلوہ کہتے ہیں اسکا

نام بھی باد سموم ہے۔

مکن ہے جنون کی خلقت کا ربونک ایلا سے ہوا۔ پہلے کہ سموم اخت عرب میں

وہ کہ کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ یہ ہوا بسبب لطافت بدن کے

سمات میں داخل ہو کر جلادیتی ہے اور جسم کے اندر سے بخارات و پسینہ

نکالتی ہے حدیث میں ہے: ﴿وَوَهَبْنَا قُلُوبَهُمْ لَئِيَّا يَفْقَهُوا قَوْلَ اللَّهِ﴾

جو سمجھا گیا۔

سوال۔ جن کھانے پیتے ہیں اور مرتے بھی ہیں اور ہلستری بھی کرتے ہیں

یا نہیں۔

جواب۔ جنون کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک خالص ہوا میں جو نہ کھانے ہیں نہ

پیتے ہیں نہ مرتے ہیں: ﴿بِخَرَارٍ أَوْ نَارٍ﴾

اس حدیث میں بت دیا گیا ہے کہ وہ گنہگار ہیں آیت قرآنی اور حدیث کو صحیح کرنے سے

معلوم ہوگا کہ اس صنف کی غانت آگ کے بخارات سے ہوئی ہے جس میں آگ کی شدید حرارت مخلوط ہو چکی ہو کہ ربوب تک الیہ ممکن ہے کہ یہ سب کچھ دوسری حدیث پر ایسی کی تائید میں ہے۔

۱۰ امام جعفر صادق علیہ السلام بخن بزرگ جریہ سے مخاطب ہو کر۔

اسے یاد دلاؤ کہ قرآن مجید میں شیطان کے قول کو اس طرح سے نقل فرمایا ہے
وَجَبَّ سَطَانُ كُوْهُ اٰدَمَ كَے سجدہ کا نواہ سے سختی کی راہ سے کہاں تو نے
بھٹک کر آگ سے خلق کیا اور آدم کو آگ سے نہ تھا اور اس بارے میں کیا خیال ہے
آتش۔ میرے مان باب آب پر خدا ہون پر ابھی خیال ہے کہ شیطان آگ
سے بنا کر آدم کو آگ سے غارت نے بھی اپنی حد میں کتاب میں بھی فرمایا ہے ۔

[illegible]

اس حدیث سے استدلال ہر ممکن ہے کہ اگر ایک ایسا سے طاقت من و شیطان کی ہوگی ہے عرف میں کوہِ مکرری کا کہنا مناسب یا ہل و ہولوں کے سمجھا جائے گے بے فرمایا گیا سبز و زلف کی رنگ سے کہیں جب اس کی کے مقابلہ میں چلے تو اس آگ سے طاقت شہ جہان کی ہوگی اور کہہ رہیں راجہ زمین کا ہے لہذا شیطان کی اصل بھی زمین ہوگی اور طاقت اور سکی کا ہر رنگ اور بڑے درجے کی جگہوں پر ہجوم کیا ہے ہذا جن و شیطان کی طاقت کیسی ہے جو اسلام نے بتایا ہے بالکل عقل و فطن و واقع ہے ہاں اگر ہم عقد کی کشش کے منکر ہوں تو انکار ہو سکتا ہے جسے لوئی فر

کی بنانی کی دلیل نہیں ہے۔

ایک حدیث بتاتی ہے ۷ جنوں کی کوئی مضیق نہیں ایک صنف ہوا ہے اور
ایک آگ سے اور ایک پانی سے (اختصاص، بحار)
نہیں ہے جو عناصر اور وہاتین انسانین ثقیل شکل میں لی ہیں وہی وہاتین جنوں
میں کی حالتیں ہوں اور کسی صنف میں یہاں صورت میں ہی ہوں جسکو ہوا اور پانی
سے تعبیر کیا ہے یا علاوہ ان مفردات کے اور مفردات ہوں جسکا نتیجہ ابھی
ہم کو معلوم نہیں ممکن ہے آئندہ معلوم ہوا اور جس صنف کی خلقت محض آگ سے
بنائی ہے تو ممکن ہے اور ان کی ترکیب کا جز اعظم فاسفرس ہو وہ حدیث جو
اسحق ابن عیسیٰ سے نقل کی ہے اور میں ارشاد ہے ۷ شیطان سبز درخت کی آگ
سے بنا ہے ممکن ہے کہ اوداوس سے فاسفرس ہو۔ کیسٹری میں ثابت ہوا ہے
فاسفرس میں مین ملا ہوا یا جانا ہے نئی سے اوسکو نباتات حاصل کرنے ہیں
اور نباتات سے جسم جو آتی مین داخل ہوتا ہے۔ جب ہڈیوں کو جلا کر راکھ کرنا
میں تو ایک سفید آگ کی راکھ پیچ رہ جاتی ہے یہ کیلیم فاسفیٹ اور کیلیم کاربائیڈ
میں دماغ داعصاب کی بناوٹ میں بھی یہ عنصر موجود ہے جو آلی بناوٹ میں ان کی
پرورش کے لئے فاسفرس نباتات سے حاصل ہوتا ہے ممکن ہے اسی فاسفرس
سے جن شیطان کی خلقت ہوئی ہو۔

اس آگ کی نسبت انام مہقر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا ہے۔
۷ اس مفضل جو مٹی قسم کی وہ آگ ہے جو نہ کھاتی ہے نہ بجتی ہے یہ آگ کرم
شتیاب (جگنو) کی ہے (فصل، بحار) یہ آگ وہی فاسفرس ہے جو شنگو جگنو
میں روشن نظر آتی ہے جو کھانے پینے کی محتاج نہیں ہے بلکہ اسکو ایجن سے
کشش ہے جس سے متعل ہو تی رہتی ہے اسطر سے شیطان کی خلقت میں بھی
یہ آگ ہو تو کیا بعید ہے۔

ہم اسی فاسفرس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ بدیہینا کو بھی ثابت کر سکتے

ہیں کہہ سکتے ہیں کہ قدرتنا حضرت موسیٰ علیہ السلام میں فاسفس زیادہ موجود تھا جو ظہر
 سحرہ کی وقت چمکتا تھا یہی سحرہ کی علامت ہے کہ جب اسی اختیار ہی تھی۔
 ۵۰۔ فاسفس (وال) درجہ میں چمکتا ہے اور ہر رنگ شفا سیال ہے
 اس سیال فاسفس کو اگر ہم اس کثرت سے فراہم کیسکین جس سے دریا بن جاوے
 تو آگ کا دریا کہہ سکتے ہیں۔

آسمانوں پر آگ کا دریا ہونا اخبار و احادیث میں موجود ہے ہم کہہ سکتے ہیں
 کہ وہاں فاسفس مثل شکل میں مثل دریا کے جاری ہے۔ ممکن ہے اس سیال
 فاسفس سے جن کی خلقت ہوئی ہو لہذا وہ صنف جنوں کی جو بانی سے تائی گئی
 ممکن ہے سیال فاسفس مراد ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ فاسفس اسی سیال
 صورت میں نکلا کہ ابھی خلقت میں شریک ہو چکی نسبت حدیث میں ہے کہ ۱۲
 ملائکہ کی خلقت نور سے ہے دریا سے سرین کے اور۔ بجز رحمت ہے الفیفر
 فرات و بحار

فاسفس ۵۰ درجہ میں کھو کر انجرات میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہر اس کے مقابلہ
 میں سفید رنگ کے انجرات نکلتے ہیں جو تاریکی میں روشن معلوم ہونے میں۔
 اور اسیرا سے اس سفید کا نام فاسفس ہے۔ یعنی روشنی پیدا کرنے والا
 سفید سبب اس روشنی کا یہ ہے کہ فاسفس اس کو بیکر فاسفس نرائی کو سا
 ہو جاتا ہے۔

حدیث میں جو صنف جنوں کی ہوا سے بنائی گئی ہے ان میں سے یہی فاسفس
 جو انجرات کی شکل میں ہو اس صنف کا چہرہ عظیم ہو۔

۵۱۔ حکماء نے تاجرین قابل ہیں کہ حرم خمس بالذات شیع نور دار ہے۔ اس
 نور دار کو سورج اپنی شفاعتوں کے ذریعہ سے ہر تار سے تک پہنچاتا ہے
 کہ وہ اس کا مرکب ہے طبقات نارید و بخاریہ سے۔ برہ آفتاب ایک دریا کے
 عظیم سے آگ کی پیمان ہے اور ہر وقت مثل سورج کے شعروں کے برف

رہتے ہیں ایک ایک شعاع چار ہزار فرسنگ کے طول میں ہے اور سورج ایک ایسا جیسم ہے جس میں مرآت العکس سے چودہ سے زائد دھاتیں ثابت کی گئی ہیں مثل تانبہ، لوہا، نکل، جستہ، وغیرہ کے جن دھاتوں کے گہرے جسم شمس سے اگر کسی نقصانے واقف نہ ہوں تو ہماری نظر میں اور تمام نظام شمسی میں وہ حرارت پہنچتی ہے یا نیک کہ وہ حرارت جو ہماری زمین کو پہنچتی ہے آفتاب کی حرارت سے ستر سے ننانوے لاکھ سے باقی ناریت آفتاب کی اور سیاروں اور اقمار وغیرہ پر منقسم ہو جاتی ہے۔

اسلامی تعلیم میں بھی آفتاب کو معدن نور و ناز فرمایا ہے۔

(۱) وجعل الشمس مسجداً (سورہ نور) اور سورج کا چراغ بنایا۔ یعنی جس طرح نور و نور سے چراغ فیضان پہنچتا ہے، وہی طرح سورج بھی۔

(۲) وجعلنا مسجداً و دھاباً (سورۃ البنا) تمام غریب کا اتفاق ہے کہ مراد اس سے سورج ہے (دھاب) کے معنی روشن آگ کے ہیں (قاسوس وغیرہ)۔

(۳) سلام ابن سنیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ اے مولانا سورج جاندار ہے کیونکہ زائد گرم ہے۔

امام علیہ السلام خدا نے آفتاب کو خلق کیا ہے آگ کے نور سے اور آب صاف سے ایکہ طبق اور سکاتور سے ہے، دوسرا طبق آب صاف سے

اسی طرح سے سات طبق ہیں۔ چہرہ خدا نے سورج کو آگ کا لباس بنجایا اسوجہ سے کہ وہ جاندار ہے زائد گرم ہے (حفظ الی، علل الشرائع، مجازاً و مفاداً)۔

تفسیر فی الجمع البحرین اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سالمت حقیقتاً شریعہ سے واقف تھا جبھی تو اس نے سورج کو معدن نار سمجھ کر سوال کیا لیکن

وہ جاندار کو بھی شہید انہن خیال کرتا ہے کہ اس کو بھی گرم سمجھتا ہے۔ صرف یہ دریافت کرتا ہے کہ ایک دوسرے سے کیونکہ گرم ہے۔

امام علیہ السلام نے ہدایات فرمائے ہیں وہ قابل غور ہیں۔

کتاب التوحید فی حق اللہ

(الف) سورج کو طبقات سے مرکب فرمایا ہے فلاسفہ قدیم کی رو سے وہ لوگ آفتاب و ماہتاب کو بسیط خیال کرتے تھے اور حال میں ثابت ہوا ہے کہ سورج پر بڑے بڑے کھٹ بین جو کہ آفتاب پر بہت شرفی میں نظر آتے ہیں پھر ٹھوڑے عرصہ کے بعد وسط آسمان میں معلوم ہوئے۔ نیز میں بہت نری میں دیکھائی دیتے ہیں اکثر کھٹ: قریب خط استوا کے آفتاب پر معلوم ہوتے ہیں (دیکھا بعد ۲۰) درجہ سے زیادہ نہیں ہے اس خط الطول میں نظر لگانا کیا جاتا ہے کہ کھٹ اعلا قرین کرہ تیرہ کے ہیں یعنی گرمی و حرارت انہی سے جو گیزر آتے ہیں ان کو کرہ تیرہ چاروں طرف منتقل ہوتا ہے اور اسے بہت بھاری گیزر ایک مقام پر مجتمع ہوتے ہیں جو آفتاب پر جاتے ہیں اور شمس کے اوپر اوٹا احمد سیما معلوم ہوتا ہے قرص آفتاب کا ظاہر ایک نہایت کھٹ ہے اور وہ سورج اعلیٰ خط ہے جو انحراف مغلیہ تیرہ بین اور چھ مونس ہیں کہ سورج کے لاکھ لاکھ میل تک لیکن جو قرص آفتاب کے نور کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتے مگر سے آفتاب کے نور کی وجہ سے دکھائی دیتے ہیں علوم ہوتے البتہ کسوف خسوف بوقت بکودہ انحرافات مختلف الوان کے معلوم ہر وقت میں جنہیں اکثر سرخ رنگ کے ہوتے ہیں اور جب قدر سورج سے قریب ہوتے ہیں اور تھیں روشن ہوتے ہیں تھے کہ ان انحرافات کا مستقل ایک کرہ کہ آفتاب کے ہو گیا ہے جسے کرہ وسنیر (یعنی کرہ طونس) کہتے ہیں

(ب) سورج کو نخل دیگر اجرام آئینہ عسریات و ادوات سے مرکب فرمایا ہے نخل آگ، پانی، بخار ہوا کے اس میں بھی مقدسین کی دوسہ کیونکہ وہ اجرام فلکیہ کو عسریات سے خیال نہیں کرتے تھے۔

(ج) وجہ حرارت کلیہ بتائی ہے کہ خدا نے آفتاب کو آگ کا لباس پہنا دیا ہے یعنی آگ اس کے طبقات کو پہچان دے گی۔

نخل بوس فانی یک کا قول ہے کہ قوت سورج کی روشنی پر منحصر ہے اس غلاف

میں جو نورانی ہے اور محیط ہے جرم آفتاب کو جبکہ نام فو تو سفیر ہے اور تمام
 طاقت جرم شمس کی باسیطرت تصرف ہے کہ یہ کرہ اپنی حالت و خاصیت لینے نور و حرارت
 کی صورتیں باقی رہے۔ پس کرہ آفتاب گویا وہ جرم ہے جو گھرا ہوا ہے اس
 کرہ نور یہ و نار یہ سے اور یہ اویس وقت تک شمس ہے جب تک اس کرہ نار یہ سے
 پہچان ہے اور یہ کرہ نیرہ اوس مادہ مشعلہ سے بنا ہے جو جرم شمس کے نوین
 موثر ہے اور یہ مسئلہ تاخرین نے آلہ سیکر سکوپ سے ثابت کیا ہے۔ اب یہ کہو
 جو مسئلہ بے آلہ مذکورہ حل نہ ہو سکتا تھا اوسکہ یہ حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام
 اپنے خواص تابعین کو کس طرح بیان فرما کر لیکن فرما دیتے تھے جو بتین دلیل
 اور حضرات کے ملہم ہونے کی ہے اسلئے کہ بدون اسباب و آلات کسی مسئلہ کی
 تحقیق کر دینا بیشک جتنی تعلیم کہی جا دیگی۔

(۴) اصح ابن نباتہ جناب امیر علیہ السلام کا قول نقل کرتے ہیں اے اگر سورج
 کا اہل زمین کی طرف رخ ہو جاوے تو تمام زمین جل جاوے اور جو کچھ اوس پر ہے
 حرارت کی شدت سے خاک سیاہ ہو جاوے (بحار، ردضہ کافی)
 طائر نظر میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آفتاب کر دی ہے اوسکا کوئی کسٹھ نہیں
 اور اگر فرض بھی کریں تو لازم آتا ہے کہ بعض صفحات شمس کو اس وقت نہ دیکھتے
 ہوں حالانکہ زمین کی گردش کے وقت ہم کو ہر سطح سورج کی دیکھائی دیتی ہے
 پھر منہ کو نہ سناخ ہے جو ہمارے طرف نہیں ہے۔

جواب یہ ہے کہ ہمیشہ جدیدہ میں ثابت ہے کہ سورج میں بعض مقامات
 بہ نسبت بعض دیگر شدید حرارت ہیں یعنی تمام حصہ آفتاب کا حرارت میں برابر
 نہیں ہے اور کلف و اوجہ سورج کا دیگر مقامات سے زیادہ حرارت رکھتا
 ہے۔ امام علیہ السلام نے اوس سمت کو فرمایا ہو جو سورج میں شدید حرارت
 ہے۔ ہر حال کا خیال ہے کہ نصف سمت کرہ شمس کے شدید حرارت
 ہے بہ نسبت نصف آخر کے۔ بعض کا خیال ہے کہ سمت شمالی آفتاب بہ نسبت

سمت جنوبی کے شدید طغرات ہے۔ لہذا کلام امام بن کوئی شبہ نہیں ہو سکتا اور یہ کتنا
 کرم تمام کرشمہ کو دیکھنے میں غما ہے۔ ایسا کہ قطب شمالی و قطب جنوبی کے حصہ
 سورج کے ہماری زمین سے بھی عاذازی نہیں ہونے کیونکہ زمین کی حرکت گرد و اوج چکر
 ہوتی ہے جو وسط شمس کے مابین ہوا ہوتی ہے کہ زمین سے قطب جنوبی و شمالی کو آفتاب
 کے گرد گھومتا ہے۔ وہ مجازی قطب شمس کے مابین ہوتا اور نہ شمالی و جنوبی آفتاب کے قطب
 کی زمین کے سمت ہوتی ہیں۔ جیسے سورج کے وسط کی شمالی و جنوبی اس زمین کی سمت آتی ہیں
 پس ممکن ہے معصوم کا مقصود وجہ شمس سے سمت شمالی و جنوبی آفتاب کی مراد ہو لینے اگر اسکا
 معنی زمین کی طرف ہو جاوے تو زمین و اہل زمین میں جاوے اور کوئی شک نہیں ہے
 کہ سمت شمالی سورج کی عاذازی کر و زمین سے نہیں ہے۔ اگر عاذازی ہو تو زمین میں
 جاوے کیونکہ سمت شمالی سورج کی سمت گرم ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ سورج کی کل گری زمین پر نہیں ہوتی ہے بلکہ بہت تھوڑا حصہ
 زمین پر ہوتا ہے باقی گری سورج کی تقسیم ہو جاتی ہے اور یہاں رون اور قمار
 وغیرہ پر ممکن ہے مراد معصوم کی یہ کہ کان و جمہا لاهل الارض سے
 یہ لوگ کان تو جمہا لاهل الارض سے ہو لینے اگر تمام گری سورج کی زمین پر ہو
 تو ہر ایک زمین و اہل زمین میں جاوے۔

حکیم فاضل صاحب کا قول ہے۔ آفتاب کی وہ گری جو سال بھر میں زمین پر ہوتی ہے
 ہے اگر ایک دفعہ میں آجاوے تو زمین بھل جاوے۔ اب اندازہ کرو کل حرارت کا اگر ایک
 مرتبہ وہ زمین تک پہنچی تو کیا حالت ہو تیک یہ کہ بخار بنکر آجاوے۔

(۱) امام رضا علیہ السلام سے آفتاب و مانتاب دونوں تانیاں ہیں۔ بعد اسکے فراتے ہیں
 جب ان دونوں میں عرش کے نور سے ہے اور حرارت دونوں میں آتش جنم سے
 آتی ہے جب تمامت ہوگی تو نور ان دونوں کا عرش میں چلا جاوے گا اور سورت سورج
 ہو گا نہ چاند (تفسیر تفسیر مجمع البحرین)

اس بیان سے صاف معلوم ہوا کہ گرمی میں حرارت ذاتی ہے اور چاند بھی غلط

نہیں ہے اور میں بھی حرارت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں ان دونوں کو
 کا جرم ٹھنڈا پر جاویگا اور یہ چاند سورج اس نظام سے ٹھیکہ دوسرے نظام شمسی
 کے تابع ہو گئے کسی دوسرے ثابت ستارے کے بتا رہے نہ کہ قابل سکونت ہو جاویں گے
 اور وقت نہ یہ چاند ہو گا نہ سورج یہ سارا نظام شمسی برہم ہو جاویگا۔ یہی قیامت ہے۔
 (۶) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ سورج کے لئے ایک ملک ہے جو ادھر پہنچتا ہے
 ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین جل جاتی (کافی، بخار) یہ بھی دلیل اس بات کی ہے کہ سورج
 بالذات حرارت و ناریہ رکھتا ہے۔

اب رہا بانی کے بچھنے دینا اگر یہ نفس استعارہ و مجاز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ عوام میں
 آگ کی تیزی بانی کے بچھیلنے سے کم کی جاتی ہے خداوند کریم اوس جو ہر قدرتی سے حرارت
 کم کر دیتا ہے جس سے زمین نہیں جلی اور حرارت سے زمین کی حفاظت بانی کے چھیلنے
 استعارہ ہے۔

اور اگر مجاز و استعارہ نہ ہو تو ہر سارہ تک جو گرمی آفتاب کی پہنچتی ہے اوس کے
 سرد کرنے کیواسطے خدا نے وہ اجزا و بائیںہ و رطوبات جو کہ ہوا میں ہیں مقرر کیے
 ہیں جس سے شعاع آفتاب کی سرد ہو کر ہر سارہ کی زمین تک پہنچتی ہے اور اسی کے
 بچھنے و بنام ادا اوس سے آفتاب کی گرمی میں جو حرارت شمسی کہ ارض تک پہنچاتی
 ہے اوس اجزا و بائیںہ سے کہ نہ ٹھکا سرد کرنا چھیلنے دینے سے استعارہ ہے۔

۲۔ بنا بر نظام ہر مثل حقیقت کو اکب کی سد ہون سے ہے پس ہر جرم فلکی نورانی
 ناری ہے اور ہر ایک زمانہ و را نگہ زدن پر رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا ہے چنانچہ ہادی
 زمین بھی آفتاب کا جدا شدہ شعلہ ہے جو عرصہ دراز کے بعد ٹھنڈا ہوا حال تک انہنگ زمین
 کا بگڑا گرم ہے چنانچہ زمین اکھنڈ و دی گزند کے دباؤ سے بھٹ جاتی ہے اور
 شعلہ شعلے معلوم ہوتے ہیں اور کوہ آتش فشان کے ذریعہ سے برتنے جیسے
 شعلہ نمودار ہوتے ہیں یہی حالت کہ قر کی مٹی چنانچہ ڈاکر ہو کہ صاحب بن علی
 مختصر میں جامع کے کوہ آتش فشان کا نظارہ بیان کیا ہے اور جیسے شعلہ

کوہ آتش فشان کے شفق قر سے زائد روشن اور کو نظر آئے ہیں ہی حال دیگر بشارت کا ہے۔

اسلامی تعلیم کا نظارہ کرو اور صلوة پڑھو۔

(۱) امام حسن عسکری علیہ السلام تفسیر آید کریمہ ۷۷ جلی الکمل الاثر من فاسٹا رسوہ
چہینہ خدا نے تمہارے بیٹے زمین کو فرض قرار دیا ہے (فرمانے ہیں کہ زمین کو تمہاری
طبیعت کے موافق بنایا ہے تمہارے جسموں کے مناسب اور سکونات گرم نہیں
بنایا ہے کہ ٹھنڈا دے (احتجاج طبرسی) مطلق حرارت کی نفی نہیں فرمائی ہے بلکہ
اور مقدار حرارت کی نفی کی ہے جو جلا ڈالنے والی ہوتی ہے یہ اس حرارت کا ذکر ہے
جو سکونت انسانی کے بعد زمین میں پائی جاتی ہے کہ زمین کے ٹھنڈے ہونے پر
ورنہ جھڑ زمین گہری کھود دے مقدار حرارت بڑھتی جاوے گی جسے کہ قریب مرکز زمین
ہر شے بال و گیر کی حالت میں اب بھی موجود ہے۔

(۲) چاند کی نسبت امام رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے ۷۷ حرارت چاند میں جنم کی ہے
(تفسیر فی الصحیح البحرین) چاند کو بھی گرم بنایا ہے چہ میں تقدیر کی تردید فرمائی ہے
(۳) امام جعفر صادق علیہ السلام نے تمام اجسام کی نسبت فرمایا ہے ۷۸ آگ تمام
اجسام میں پوشیدہ ہے اور کل اجسام قائم بقسہ میں (مثال) پتھر اور لوہا جب دونوں
باہم رگڑو تو دونوں میں سے آگ نکلتی ہے جس سے چراغ جلائے ہوا دلیں
سے روشنی ہوتی ہے پس آگ اور حرارت ہر جسم میں موجود رہتی ہے اور روشنی
اور جبک اور کی نکلتی ہے (احتجاج طبرسی) صاف بتایا ہے کہ کل اجسام میں ناریت اور
برقیت موجود ہے اور جو شے روشن و چمکدار معلوم ہوتی ہے وہی برقیت ہے
۷۹۔ کوٹ۔ ذوق و ذہن کو آگ کو تقدیر میں کو اکب و نجوم و خیال کرے گئے تھے
بلکہ حوادث سے جو اور رضا کے سمجھتے تھے اور کئے تھے کہ بجا راورد حوان
اس رضا کا ادنیٰ خلقت کا باعث ہے۔

متاخرین نے تقدیر میں کی رائے کی غلطی ثابت کی ہے اور کوٹ کہ وہ سری قسما

سیارہ قرار دیا ہے جسکا بولاجم اور کاسل پار اسے سحاب یا دھنی ہوئی
 دلی کے ہے فرق دیگر سیارات سے یہ ہے کہ سیارات ٹھونس اور ٹھنڈے
 ہوتے ہیں اور ذرات کے اجرام پوسلے اور حرارت کی شدت کی وجہ سے مشتعل
 ہوتے ہیں ایسا اوقات گیز اور بخارات اس سے اوڑنے نظر آتے ہیں جو باہر
 زائید قطر کوٹ سے بلند ہونے ہیں نیوٹن صاحب کا خیال ہے کہ مشتعل امین
 ایک دھار تارہ دیکھا لی دیا تھا جسکی گرمی اس کو ہی سے جو آگ سے سرخ ہو
 دو ہزار درجہ بڑھی ہوئی تھی جس سے بکھا جاتا ہے کہ کئی ہزار سال میں اسکا
 ٹھنڈا ہوجا۔

اسلامی تعلیم میں ذنبا کی نسبت ارشاد ہے۔

لوام حسن علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا ہے جاری فرما خدا نے آسمانوں میں
 جبرائیل کو منوا اور جبرائیل کی محض اس حد میں ہے جو ابتدا کی ہے اور آسمان کے
 شہابوں کو ان جبرائیل کا ستارہ قرار دیا ہے جو روشن اور درخشندہ ہیں (بخاری)
 صاف ذو ذنب کا بیان ہے اسلئے کہ ذو ذنب تل جرائع کے استیل ہوتا ہے
 اور ساری روشنی سر سے پہنچتی ہے جو ابتداء و سر کھٹنا چاہیے بھرا گوناری اور
 نوری بتایا ہے جسطرح جبرائیل لذات تارہ نور رکھتا ہے پھر یہ بھی بتایا ہے
 کہ شہاب ثاقب اخین کو مٹو لے بنے ہیں جبرائیل علیہ السلام کی نے بھی لکھا ہے
 کہ جب ذو ذنب پھٹتا ہے اور اسکی ترکیب جبرائی ٹی ہے تو اسکی طرف شہاب
 ثاقب کھلا تے ہیں سترار فیل نے بھی اسکی تائید کی ہے۔ صاف اس حدیث میں
 متقدمین کی رو ہے۔

۴۵۔ مارش گیزر یعنی لائٹ کا نیوٹن مہیڈر و جن حدت کہ ہم مقدار اتصال
 ۱۶ ذرات مادی ۸۔

یہ سہ رنگ و بلا بولا ذائقہ لطیف شے ہے جسکو ابھی تک کسی تدبیر سے سیال
 نہیں کر سکتے ہیں مادہ کو لکھ کی کا نوین پابا جاتا ہے جسکو عوام میں فرسٹریپ پنے

آتش مرطوب کئے ہیں ایسی جگہ میں جان پانی بند ہے بالخصوص ہے اور نہایت
 وغیرہ سرسبز ہے وہاں یہ مرکب ہمیشہ موجود رہتا ہے اس واسطے اسکو پانی گہر
 کئے ہیں جو کہ طے کیوت پانی بھی پیدا ہوتا ہے اس واسطے اسکو آتش مرطوب کئے
 ہیں یہ مرکب کاربن و ہیدروجن کا ہے۔ حیوانی کا دوسرا درہ زمین کا ایسا تھا
 جس میں یہ مرکب کثرت سے پیدا ہوتا تھا کیونکہ اسوقت زمین پر پانی اور کچھ ہوا
 بہت جلد جلد روئید گی ان زمین پر نمودار ہوتی تھیں اور سرنگ کر زمین میں ٹھانی تھیں
 اسوقت ماریں گہر زمین پر کثرت سے پیدا ہوتا تھا عجیب ترین اس آتش مرطوب کی نسبت
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل سے فرمایا ہو کہ یہ ایک وہ آگ ہے جو کھائی میں
 پتی ہے (مضال، بخاری، یو، گ) اب تیرہ سو سال کے بعد تحقیق ہوئی۔

۵۵۔ ریڈیم وہ دھات ہے جو مرکز کوری نے حال میں تحقیق کیا ہے اسکی عجیب
 غریب خواص تھیں ہوئے ہیں ہر چند کہ ابھی کمال تحقیق نہیں ہوئی ہے مگر جو کچھ بھی معلوم
 ہوا ہے وہ نہایت تعجب خیز ہے فاصل ریڈیم سے روشنی اور حرارت ہر ذرت نکلتی
 رہتی ہے مگر اس روشنی اور حرارت نکلنے سے کوئی کمی ریڈیم کے حجم میں نہیں ہوتی
 روشنی اور حرارت کے علاوہ ریڈیم سے دوسرے قسم کی شعاعیں بھی نکلتی ہیں جو
 روشنی کی شعاعوں سے مختلف ہوتی ہیں اور ایک تین تین ہوتی ہیں یہ شعاعیں مفید
 بھی ہیں اور مہلکی ضرر رسان بھی ریڈیم کا کوئی رنگ نہیں ہوتا یہ بالکل شفاف ہے
 اسکی نہایت چھوٹے چھوٹے ذرے ہوتے ہیں انکو پیکر سفوف بنا سکتے ہیں جس
 نشے میں ریڈیم ہو اور سب سے سرد دھات دینے سے ریڈیم کی شعاعیں نہیں چمکیں گی بلکہ ان
 کی میں نہ چڑھا ہو اور ریڈیم کی نشی جسم سے کچھ دیر کے لئے لگی رہے تو اس سے
 بڑی تکلیف ہوگی۔ ایک دندان کی حکایت ہے کہ ایک شخص ریڈیم کو ایک ٹی میں ڈال کر
 جب میں رکھ کر کہیں لیجر دینے لگے پھر دنوں کے بعد جسم کا وہ حصہ جو اوس
 جیب کے نیچے تھا سوجھنے لگا اور آہستہ آہستہ وہاں ایک تکلیف دہ زخم بن گیا
 یہی ریڈیم کی شعاعوں کی خاصیت۔ اگر ریڈیم اور کوئلہ دونوں ایک ہی برابر مقدار

مین لیکر کوئلہ جلا دیا جاوے تو یعنی حرارت کو ٹھون کی آگ سے ایک گھنٹہ مین
نکل جاوے گی اتنی حرارت ریڈیم مین سے کہیں اتنی گھنٹوں مین خارج ہوگی۔ اگر ایک
سال تک ریڈیم برابر حرارت در روشنی دیتی رہے تو اس عرصہ مین اس کے حجم کا صرف
ایک کروڑ وڑوان حصہ زائل ہو گا جو کہ نہ ہونے کے برابر ہے ایک کلو گرام ریڈیم
تس فیٹ مرلے کر بے کوروشن کر سکتی ہے اور اگر ریڈیم کے پاس سلفائیڈ آئن ہوں
رکھ دیا جاوے تو روشنی بہت تیز ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی دیر تک اس روشنی مین
بیٹھا رہے تو اس سے اندر سے ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اگر ریڈیم کی نلی کا قطر
ہیٹ کراکھ بند کر کے اس کے پردے پر رکھے تو اسکی روشنی آنکھ کے اندر دیکھائی
دے گی جس سے معلوم ہوا کہ وہ آنکھ کو بڑا ت خود روشنی کر دیتی ہے۔

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ دنیا مین اعلیٰ ریڈیم ڈیوڈ جٹا نک (فریڈریک اونس)
موجود ہے اونس کا ایک ٹنائی فرانس مین اتنا ہی جبر مین اور امریکہ مین تھائی سے
بھی کم۔ ایک اونس کے قریب دنیا کے باقی حصوں مین۔ ایک کلو گرام ریڈیم کی
قیمت فی الحال ساٹھ روپیہ مین سونے سے تین ہزار گنی قیمت۔

ریڈیم کی حرارت کا اندازہ اسطرح سے ہو سکتا ہے کہ دو گلاس لو ایک مین تھرمیٹر
رکھ دو دوسرے مین ریڈیم کی تھی رکھ دو دوسرا تھرمیٹر رکھ کچھ عرصہ کے بعد بارہ
اوس تھرمیٹر کا جو ریڈیم دھات کی نلی کے پاس ہے چڑھ جاوے گا اور خالی گلاس
تھرمیٹر اپنی اصلی حالت پر رہے گا۔

ریڈیم مین علاوہ حرارت در روشنی وغیرہ کے ایک اور چیز بھی ہے جسے ریڈیم کے
بخارات کہنا مناسب ہے جس طرح بانی سے بخارات نکلتے ہیں یہ بخارات جو ریڈیم
سے نکلتے ہیں اور گرد کی چیز و نہر جم جاتے ہیں جو اوس مین یہ بخارات ایک خاص
وقت تک ریڈیم کے خواص پیدا کر دیتے ہیں۔ ایک نہایت مفید خاصیت ہے
کیونکہ ہر ایک شخص کے لئے ریڈیم ممکن نہیں ہے وہ محروم اشخاص اوس چیز مین
ہی سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ریڈیم کے بخارات سے اخذ ہو گئے

ہوں۔ ریڈیم کا ایک بہت بڑا خالہ یہ ہے کہ اس سے کہہ کر کھوٹے جواہرات کی شناخت ہو سکتی ہے اگر ایک یا ایک کمرہ میں ہیرے یا جواہرات کے پاس ریڈیم لائی جاوے اور وہ جواہرات جگمگا رہیں اور بڑی تیزی سے چمکنے لگیں تو وہ سچے ہیں اور اگر اوپر کوئی اثر نہ ہو تو چھوٹے خیال کیے جاویں۔

بعض ایسی بیماریوں کے لیے جو لاعلاج سمجھیں جاتی ہیں ریڈیم بہت مفید ثابت ہوئی ہے مثلاً یوس اور سرطان وغیرہ کے اس کی بدولت ازراہ بھی دیکھ سکتے ہیں جانا پڑے ایک اندازے آدمی پر اس کا تجربہ کیا ریڈیم کی نئی (دوسری) آٹھ پر رکھی گئی اور کئی چیزیں نظر آئیں۔ آدھے گھنٹہ کے درمیان فوراً اکھوٹی ہے۔

ایک اور عجیب خاصیت یہ ہے کہ سینڈک کے بچوں پر شعاعیں ڈالی گئیں تو وہ آٹھ روز میں بڑے بڑے سینڈک ہو گئے اور جب بڑے سینڈک کو ہیرے سے ملایا گیا تو وہ حد سے زیادہ بڑھ گئے۔

انسان کی دماغ کی کو تمام کرنے کے لیے ریڈیم بہت ہی خطرناک اور زہر دہانہ چیز ہے کہا جاتا ہے کہ ایک کلوگرام ریڈیم ملک فرانس کے نام آبادی کی زندگی ختم کر دیتا کافی ہے انسان اس کے اثر سے جو ہوں کی طرح مرتے ہیں کیڑوں کے لیے بھی ایسی خوراک بنتی ہے۔

بعض مختلف پرند کے انڈے ریڈیم کے پاس رکھے گئے اور ان سے مختلف رنگ کے بچے پیدا ہوئے جو بالکل اون پرندوں سے مختلف تھے جیسے وہ انڈے تھے۔ بعض مگرموہیں ایسے ختم ہونے لگے جتنے ان کے باپ کی ریڈیم کے آثار پائے گئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں ریڈیم خاص مقدار میں موجود ہے۔ اس دھات کی تحقیق سے اسلامی تحقیقات پر روشنی پڑتی ہے جسکو کچھ اجمال سے ہم مفہوم ذکر کرتے ہیں۔

۱۲ ریڈیم سے حرارت و نور نکلتا رہتا ہے مگر اس کے حجم میں کمی کی نہیں ہوتی۔ یہ امر خرق عادت سے معلوم ہوتا ہے پہلے سمجھا جاتا تھا کہ کوئی جسم بدون

اسے حج مکہ کے کوئی فوت اور کوئی افزائش نہ ہوتا ہے۔ بھشت و درخ کے حالات کو جو کچھ اخبار و احادیث و آیات قرآنی میں لکھا ہے اور کفار و کافروں کے وہ ہمیشہ ہمیشہ ایک حال میں رہتے ہیں۔ حج کرنے سے کم نہیں ہوتے۔ اس صفت بھشت و درخ کے نہایت قہقہہ زنی ہوتی تھی اب ریڈیم کے وجود سے بھشت کی ہنسی کی قلمی کھول دی۔

(۲۶) ریڈیم کی کئی قسم کی شعاعیں ہوتی ہیں جو روشنی کی شعاعوں سے مختلف ہوتی ہیں۔

(الف) بہت تیز ہوتا ہے جب کبھی کہنا جاتا ہے کہ جناب سیدہ صلاۃ اللہ علیہا علیہا عراب عبادت میں جب نماز کیوڑے کھڑی ہوتی تھیں تو مختلف اوقات میں مختلف انوار سفید و سرخ و زرد و ساطع ہوتے تھے۔ اب ریڈیم کی شعاعیں ثابت کرتی ہیں کہ علاوہ نور کے ایسی نورانی شعاعیں ایک ہی جسم میں مختلف ہوتی ہیں۔

(ب) حضرت آدم کی خلقت میں بتایا جاتا ہے کہ بخلہ اجزائے کیمیائی کے اور بنی نور بھی تھا جو نور خدا تھا اور یہی نور موجب ایمان کا ہوتا ہے (تفسیر فرات، بحار الانوار)

(ج) حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ملائکہ کی خلقت آب شیرین کے نور سے ہوئی ہے اور مگر رحمت خدا (بحار، تفسیر فرات) بعض مشہورین ریڈیم کے آثار کا پایا جاتا اور اس سے استدلال اس امر پر کہ زمین میں ریڈیم دھات ملی ہوئی ہے ممکن ہے وہ بانی دریا کا حسین ریڈیم کھلا ہوا اجودہ سی سے خلقت ملائکہ ہوئی ہو محال عقلی ہے (۳۴) اے آگ روشن ہو جائیگی عقل میں نہ آتا تھا ایک کلورڈ لیم ریڈیم میں مریخ کے کوروشن کرتا ہے۔

(الف) امام حسین علیہ السلام نے شہید ہونے سے قبل فرمایا کہ میں روشنی کا نکلنا اور راہ کا روشن ہو جانا جیسا کہ احادیث میں ہے کیا بعید ہے۔

(ب) خدا فرماتا ہے ۱۱ اللہ نور السموات والارض من مثل نور ۱۲

کشتوۃ فیہا مصباح المصباح فی الزجاجة کما تھا کو کج دی
 یوقد من شجرة مبارکة من یثیونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ ۷۷
 من یتھا یصنوعہ ولولم تفسد سننہا فہر علی نوحہ (سورہ نور) خدا
 آسمان وزمین کا نور ہے مثال اوسکے نور کی چراغدان کی ہے جس پر چراغ ہو
 اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہونیشہ بھی جلد اس ستارے کے مانند ہو وہ چراغ
 و رخت بابرکت از یون سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی جلا یا گیا ہو قریب ہے کہ
 روغن ادسکا از خود جل اوسکے اگر وہ آگ اوسکے متصل نہ ہوئی ہو یہ نور بالاسے
 نور ہے۔ جاہل حیران تھے کہ بے آگ و شیشی کیسی۔ خدا بتاتا ہے کہ اوسنے
 زمین و آسمان کو روشن کر رکھا ہے جس میں کاربن کا نام نہیں ریڈیم وعات کو دیکھو
 اور اوسکے ایک کلوگرام سے بیس فٹ مربع کمرہ کو روشن ہونے دیکھو غلکا
 نور اس سے بڑھا ہوا ہے جو تمام عالم کو متور کیے ہوئے ہے۔ روشنی آگ ہی پر
 منحصر نہیں ہے یہ نور الہی جو نور مخلوق ہے اور عالم کے متور کونے کونے پہنچے
 خلق ہوا ہے اوس میں جو ہم ظلماتی کا رہن چھو بھی نہیں گیا۔

(۴۴) ریڈیم وعات جس فی مین ہوا اوسکا جسم انسانی سے در تک فصل ہوتا ہے
 ڈالتا ہے۔ اس خاصہ کو مشاہدہ کرنے کے بعد کیا تعجب ہو سکتا ہے اوس
 واقعہ پر جو حضرت ابونوبنی پر گزرا۔ اسلامی اخبار میں دیکھو شیطان کا حضرت
 ابوب کے منہ میں چھو کنا اور اس سے تمام جسم آبلہ ہو جانا اور کبرے پر نہا جلی
 تصریح خود بیت میں بھی ہے کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے۔

(۴۵) ریڈیم کے بجائے رات میں جہیز برہم جانے میں اوس میں بھی خاصیت ریڈیم کی پیدا
 ہو جاتی ہے اور ریڈیم کی ملی آنکھ پر ناپنا کے رکھنے سے بہت سے اشیا سو جھلی
 پرستہ میں ریڈیم کا نور آنکھ میں آجاتا تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے۔

اب دیکھو خیاب امیر علیہ السلام نے ایک لہجہ لایا کلا سطر سے علا ج کیا کند ولی ہانی
 سے نکر کے آنکھوں کے معلقہ پر رکھا اور ایک آنکھ لگ میں گرم کر کے مریض کو

سدرج ککنج کھرا کر کے اوس آئینہ میں نظر کرایا خود اپنی کی آگئی درمیتہ العاجیز
یہ علاج بھی بعد از عقل نہ رہا اولاً بینائی اوسکی ایک شخص کے تجویز آگھر بارہا رہنے سے
گئی تھی مکن ہے ضرب سے کسی پردہ میں خون بگلیا ہوا اور اس غل سے آئینہ کا فوس
ڈالکر وہ خون حشرات ہو بچھا کر ترقی کیا گیا ہو۔ یا اوس شیشہ میں ریڈیم و حیات کے
کچھ خواص آنا رہوں۔

۴۶ (مبندک کے بچوں پر ریڈیم و حیات کی شعاعیں ڈالکر ایک ہفتہ میں برعکس
تجربہ سے ثابت ہوا ہے جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کا منوجکی نسبت لکھا ہے
کہ ایک ہفتہ میں عادتا بچہ جس قدر کمزور کرتے ہیں اس قدر وہ معطر ایک روز میں منو
زمانی یقین خلاف فطرت انسانی ایسا منو ہوتا کچھ بھی متبعہ نہیں ہے کیا اودن معطر کے
اجزاء کی کیمیائی کے خواص و آثار سے انکار کر دینا اور ریڈیم کی اس خاصیت کا فو
کرنا انصاف کا خون نہیں ہے ۴۷ ریڈیم کی شعاعیں جوڑنے سے حیوانات میں نو طواف
فطرت ہوا اور جناب سیدہ میں نو طواف فطرت قابل قبول نہ ہو۔

پانچواں باب زمین کا بیان

۴۸۔ سابق کے لوگ زمین کو عنصر بسیط سمجھتے تھے حالانکہ تحقیق سے زمین
بہت سے عناصر پر قائم ہے جسے بن اور خود زمین عناصر سے مرکب ہے بہت سے
تغیرات و حیات اور غیر حیات کی شکل میں جزو زمین ہیں۔ میری نظر میں متقدمین کو
یہ شبہ کہ آب و خاک و باد و آتش عنصر ہیں اسوجہ سے ہوا ہے کہ اودن اجسام کی تین شکلیں
عسوس نہیں ماعدا اشبال، گیسز اور ان تین شکلوں کے چار مرکبات کثرت سے (وگھر دکھائی
پڑے جبکہ وہ عنصر کچھ اور مرکبات عالم کا جز قرار دیا اور جو اڈا د بخون نے
بساطت پر قائم کیے ہیں وہ سب وہی اور قیاس میں ہم اودن اڈا کا نہ دکر دیا جاسکتے
ہیں نہ حر وید کسی فلسفہ کی مقصود ہے اس کتاب کی تحریر کا صرف فٹا رہے ہے
کہ فلسفہ جدید کے قدر و ہارے فلسفہ سے مطابق ہے۔

اسلامی تعلیم میں زمین کو عنصر بسیط نہیں بتایا ہے جیسا کہ حال کی کیمسٹری میں ثابت ہو

محصور نے فرمایا ہے کہ خدا نے ہوا کو پیدا کیا اور اس سے ظلت و نور اور پانی اور
عرش و ہوا کے متعدد خلق ہوئی اور یہی ہوا سے (اکسین) آگ پیدا ہوئی تمام مخلوقات
انہیں چھ چیزوں سے بنے (تفسیر فی بحار) ہوا سے تمام مخلوقات کی پیدائش
بنائی گئی ہے ممکن ہے اس ہوا سے آکسین مراد ہو جو ارضی مرکبات میں اس قدر ہے
جو یا کل زمین کا نصف وزن یا اور کوئی کثیر مراد ہو زمین کو عنصر زمین بتایا ہے اور گلی
پانی و ظلت و نور کو عنصر بتایا ہے بلکہ حدیث میں مخلوقات کی بناوٹ کے غالب اجزاء
کا ذکر ہے اور زمین بھی زمین مذکور زمین جس سے معلوم ہو کہ یہ بسیط نہیں ہے بلکہ
بسیط ہے نہ پانی نہ ہوا نہ ظلت و نور نہ عرش اب مراد ظلت و عرش و نور ہو جسے
کیا ہے غالباً محاذ ہے اور استعارہ ہے خاص اجزاء سے جسکو ہم نہیں سمجھتے مگر
تفصیل دیکھی گئی لیکن اگر عرش سے مراد وہی عرش ہے جسکو کریمؐ کا اوپر بتایا
جاتا ہے اور جس سے عالم کو بیٹھ گیا ہے اور مراد ظلت سے عدم نور ہے تو یہ غلط
ہے عرش کے قریب اور اس سے خلقت عالم کی اسکا کوئی بھی متفقہ نہیں ہے
بسیط سے ظلت ہی شے ہے وہ جیسا کہ زمین ہو سکتی یقیناً اس مقام پر محاذ و ہوا
ہے خاص ایشیاء سے مختصر اسلامی تعلیم میں زمین کو مرکب بتایا ہے اور بسیط
جیسے متاخرین قائل ہیں۔ گیسٹری میں نصف وزن زمین کا آکسین کو بتایا ہے
اسلامی تعلیم میں اگر زمین کی خلقت ہوا سے کی جاتی تو کس قدر حیرت ہوئی جدید فلسفہ
کمزور زمین کی خلقت بتاتا ہے اور کچھ حیرت نہیں ہوئی اسلامی تعلیم میں عام موجودات
کو گیز سے بتایا ہے چھ زمین بھی داخل ہے ابو صدقؑ دل سے اس تعلیم کا کلمہ پڑھو
اور ماضی و مستقبل کا ترک کرو۔

۵۔ مسیح شیم۔ علامت س م مقدس الانصال ۲۸۔

یہ عام مفروضہ ہے جس سے زمین بنی ہے اسکو سلیکان بھی کہتے ہیں بہت شاکسین کے
اس سے زیادہ اور کوئی مفروضہ دنیا میں نہیں ہے جو خاصہ سلیکان زمین و ارضیات کا ہے
خاصہ نہیں مگر لیکن ہمیشہ آکسین کے ہمارا ملاحظہ ہے کہ اگر اس رنگ بوری سنگ چھ

اور سوہن سے رہتا بھی جاتا ہے جوٹ دیکر پٹے کا خذ کے مانند جن بنائے ہیں
 مرطوب ہوا کے مقابل میں جلد میل ہوتا ہے اور خشک میں بدیر بانی کے اجزاء اور
 جلد متفرق کر دیتا ہے بلاتیم کے ورق پر روح انفرس کے چراغ پر رکھنے سے خوبصورت
 سفید رنگ کی روشنی کے ساتھ جلتی ہے عظم القیاس انجن اور کھربین اور انجنرات
 آؤڈین اور بروین بھی جلتی کیساتھ جلتی ہے کیلک اولکائیڈ، یا لایم۔ گک، ہندی
 میں جو نائے ہیں۔ سنگ مرمر کو خوب حرارت پہونچانے سے خاص چونا حاصل ہوتا ہے
 کیلک کاربونیٹ کک لہ یہ نمک دنیا میں مینار ملتا ہے مثلاً کھرباٹی اور لایم اسٹون
 لینے لنگرا اور مال بل لینے سنگ مرمر۔ کیلک کاربونیٹ ہیں۔

علاوہ ازیں کوڑی گھونگی، سیسی کاربونیٹ آف لایم ہیں۔ انسان و حیوان کی ہڈیوں
 یہ نمک موجود ہے۔ کیلک کاربونیٹ پانی میں حل نہیں ہوتا لیکن اگر اس پانی میں
 کاربونک ایسڈ موجود ہو تو بہت جلد حل ہو جاتا ہے۔

اسلامی تعلیم میں بتایا گیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام مفضل سے فرماتے ہیں
 زمین سب کچھ اور چونا نکلتا ہے (بحار، خصال)

خاص طور پر مصوم نے ان دو جزو کا ذکر فرما کر کیمیائی حالت زمین کی بتائی ہے
 اور کیلیم کے وجود کی طرف اشارہ ہے جاہل عربوں سے کیلیم کا ذکر فرما کر کیا فائدہ
 تھا وہ لوگ کچھ اور چونے کو معدنی نہ سمجھتے تھے معدنیات میں ذکر فرما کر صاف بتا دیا
 کہ کیلک کاربونیٹ زمین کی ساخت میں موجود ہے شریعت میں کچھ اور چونے پر
 تیمم اور سجدہ کی مانفت ہے خاص اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ دونوں چیزیں معدنی
 ہیں اور معدنیات پر سجدہ اور تیمم کی مانفت ہے۔

۵۹۔ ایلیومینیم۔ علامت ال مقدار اتصال ۴ و ۲

یہ دھات بشکل سیلیکٹ بصورت مختلف کچنی میٹون کے اور ادا کائیڈ کی صورت میں
 بھی در ٹا ملتا ہے ایلیومینک، سوڈک کلورائیڈ جو دہرائنگ ہے اسکو سوڈیم
 دھات کے ہمراہ ملا کر حرارت دینے سے اس دھات کو علیحدہ کر دیتے ہیں

یہ دھات جانوری کے مانند ہنایت چکدار خوبصورت دھات ہے جس سے اب مختلف قسم کے زیور بناتے ہیں وزن متناسبہ اسکا ۲۶۶ ہے دھاتون کے ہر ایک بہت کا آمد و عمدہ مرکب بنتے ہیں مثلاً تانبہ کیسا تھرا ایک ایسا مرکب بنتا ہے جو کھانے کے مشابہ ہے ایلیوٹنگ اور کسانڈاسکو ایلیوٹیم سکولی اور کسانڈاسکو بھی کہتے ہیں۔
ال ۲ ظاہری صرف ایک اور کسانڈاسکو ایلیوٹیم کا قلعی صورتیں یہ مرکب ہے اسطور پر قدرتی ملتا ہے بیسے یا قوت، نیلم، اور کھربڑ چھڑا پتھر، پتھر کری، کے پائین ایونیا کا سو لیوشن داخل کرنے سے یہ مرکب حاصل ہوتا ہے یہ سفید لک کا ہڈا ریت ہے ایلیوٹنگ پٹاسک سلفیٹ وہ مشہور دھات و دھارنگ ہے جسکو ایلم (پتھر کری) کہتے ہیں جتنی جسکو پوروسینین کہتے ہیں کئی طرح کی ہوتی ہے اور کئی قسم کی مٹیاں ایسی ہیں جو عروق بناتے ہیں لیکن اون سبکی ماہیت یہ ہے کہ وہ ایلیوٹنگ سلیکیٹ ہیں انکو جانی مٹی کہتے ہیں۔

انسانی خلقت کے بیان میں کچنی مٹی کا ذکر اسلامی فلسفہ میں کیا گیا ہے جسے ظروف بننے میں مدد فرماتا ہے۔ خلق الانسان من صلصال کا لفظ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اوس مٹی سے بنا ہے جو صلصال تھی مانند قنار کے۔ قنار اوس مٹی کو کہتے ہیں جو آگ سے بکالی جاوے جسکی ٹھیکری ہوتی ہے (جمع البحرین) اور صلصال وہ سوکھی مٹی ہوتی ہے جو آگ میں نہ بکالی جاوے اور کے بجانے سے آواز بکے برتن کی سی آوے (جمع البحرین) یہ وہی چکنی مٹی ہے اور ایلیوٹیم ہے جسکو اسمقام بر صلصال کہا ہے وہی چکنی مٹیاں جو ظروف بنانے کے استعمال میں آئی ہیں بدون آگ میں بکائے ویسی آواز دیتی ہیں جو ادریون کے بکانے کے برابر آواز پیدا ہوتی ہے یہ صلصال وہی ایلیوٹیم ہے جو چکنی مٹیوں کی شکل میں پایا جاتا ہے۔

۶۰۔ سوڈیم علامت س و۔ مقدار اتصال ۲۳

جانوری کے مانند سفید رنگ کا ملائم اور چکدار دھات ہے، ۲۰۰ درجہ میں پگھلتا ہے

اور حرارِ حمر کی حرارت سے کم میں شکلِ ہجرات تبدیل ہو جاتا ہے ہجراتِ سیرنگ
ہوئے میں وزن متناسبہ اسکا ۱۹۷۲ ہے اس واسطے پانی میں ڈالنے سے حیرت
اور اس کے اجزاء جلد تفرق کر دیتا ہے مگر اس قدر حرارت پیدا نہیں ہوتی کہ شعلہ
پیدا ہو لیکن اگر پانی در گرم ہو یا ایک ٹکڑا جاذب کاغذ کا پانی پر بکھرا دے سو وہ
کھڑا رکھیں تاکہ ایک جگہ دھات قائم ہو جاوے تو اس قدر حرارت پیدا ہوگی کہ شعلہ
پیدا ہو جاتا ہے اور شعلہ کی رنگت خوب زرد ہوگی پانی سے آگ لگنا ویسی ہے ایک
ایسی بات تھی جو قیاس میں نہیں آسکتی تھی اب تجربہ اسکی دلیل ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسکو آگ کے اقسام میں مفضل سے فرمایا ہے
۱۔ ایک وہ آگ ہے جو جیتی ہے کھائی نہیں بے فساد، بھاری

سوڈک کھو مائید یہ عام کھانے کا نمک ہے جو تمام دنیا میں کثرت سے پایا جاتا ہے
سندر کے پانی میں فی صدی تین حصہ موجود ہے اس واسطے اسکو سی سالٹ کہتے
بحری نمک کہتے ہیں اکثر اقلیم میں اس کے بڑے بڑے جھٹھے میں عظیم الشان بہار
اور کانیں بھی اسکی زمین میں موجود ہیں سوڈک کاربونیٹ جسکو ہندی میں سچی کہتے
ہیں پہلے اس نمک کو استخار کھری کی خاک سے حاصل کرتے تھے اب اسکو کھانے
کے نمک سے بناتے ہیں سوڈک نٹریٹ یہ نمک بھی بعض ولایتوں میں قدرتی شاپ
سوڈک پوریٹ۔ یعنی سہاگہ یہ نمک فارس اور طبت کے چٹوین قدرتی نکلا ہوا
ان کو کھانے کا بیان اسلامی تعلیم میں پانیوں کے بیان میں ہے خدا فرماتا ہے ۱۔ خدا
عذابِ شامع و هذا لعل اجاج (سورہ فاطر) یہ آب شیرین ہے اور
(خوش ذائقہ ہے) اور یہ آب لکین و شور ہے۔ تمام نمکوں کے اقسام کو یہ استاد
شامل ہے جو مخلوط ہیں پانی میں اور پانی سے زمین میں جزا رضی ہو گئے ہیں۔

۱۔ آئرن۔ علامت اور مقدار اتصال ۵۶

ہندی میں لوہا فارسی میں آہن لائن میں فرم کہتے ہیں مقدار اس دھات کا مقدار
ہے اور مقدار کثرت سے یہ دھات زمین میں اور اجزائے ارضی میں موجود ہے اکثر

چیزیں بد و نیک کی شرکت کے نہیں ہیں لیکن خالص صورتیں بہت کم ملتا ہے سنگ آسمانی بعض اوقات جو آسمان سے برساتا ہے اس میں خالص لوہا ہوتا ہے۔

اب تک لوگ مانتے تھے کہ قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ لوہا آسمان سے خدا نے بھیجا جیسا کہ ارشاد ہے: "وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ (سورہ حدید) اب کیا منہ لیکر نہیں گئے آسمان سے لوہا برسا کیسا کایک روز قمریہ کا مشاہدہ ہے جسکو تیرہ سو سال پیشتر آج سے قرآن مجید میں بتا دیا ہے۔

تجارت میں تین قسم کا لوہا پایا جاتا ہے یہ تینوں کیما کی صفات میں ایک دوسرے سے بہت مختلف ہیں۔ اول بنایا ہوا۔ دوم ڈھلا ہوا۔ سوم فولاد۔ پہلی قسم کا قریب قریب خالص لوہا ہے۔ دوسری قسم میں کاربن اور سی کان مختلف مقدار میں شامل ہیں۔ تیسری قسم کے لوہے میں دوسری قسم کی نسبت کاربن کم ہے زمانہ سابق میں وہی قسم کا لوہا تھا بنا ہوا اور فولاد ڈالنا جاتا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے مفضل سے معادن کے بیان میں لوہے اور فولاد کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت کیما کی اختلاف کو ان دونوں کے جانتے تھے اور ساتھی تیسری قسم کو ہی کی جنگ آسمان کیساتھ برساتا ہے اسکا ذکر بھی قرآن میں موجود ہے جس سے سابق یونانی ملک بھی ناواقف تھے۔ وزن مناسبہ اسکا ۷۷۰۰ ہے خالص لوہے کی ظہین کعب شکل کی ہوتی ہیں۔

لوہے کے بعض مرکبیں مقناطیسی صفت پائی جاتی ہے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا مگر جب اسکو حرارت دیکر سرخ کریں تو مقناطیس اسکو نہیں کھینچ سکتا لیکن ٹھنڈا ہونے کے بعد یہ مقناطیس سیاہ لوہے کا اکساؤ ہے جو پھر دن کے پہلے طبقہ میں ملتا ہے اور اکثر اسکے پہلا نچا جاتے ہیں لوہا حیوانات ذی الفقرات کی بنا و طبع بہت موافق ہے اور جز خون ہے، اکساؤ اسکا نباتات و حیوانات کے لیے نافع ہے۔ لہذا لوہا بھی جز ارضی ہے۔

اسلام میں بھی مذہب کے اجزاء میں سے لوہے اور فولاد کو قرار دیا ہے اس لیے کہ

زمین سے حاصل ہو وہ جز زمین ہے سد فی لہ ہے کا ذکر امام جعفر صادق ع نے
مفضل سے فرمایا ہے۔

۲۲۔ کاربن علامت ک مقدار اتصال ۱۲

یہ پہلا ثقیل مفرد ہے بیشال یا لطیف شکل میں نہیں ملتا ہے لیکن اس عجیب مفرد کی
تین مختلف نقلی شکلیں ہیں بظاہر تینوں صورتیں ایک دوسرے سے نہایت جدا
ہیں مگر اہمیت میں سب یکساں ہیں سر مو تفاوت نہیں ہے مثلاً انسان باعتبار اہمیت
بنیاد سب ایک ہیں وہی دو آنکھ اور ایک ناک و دکان ایک سیدہ خدا کے لیے
عطا کیے ہیں ہضم اور گردش خون کے آلات جو خالق نے ہر دوستان کے رہنے
والوں کے جسم کے اندر بنائے ہیں وہی افریقہ و روس و فرنگ و دیگر اقوام کے
مگر دیکھو ایک آدمی دوسرے سے بظاہر شکل میں کس قدر مختلف ہے یہی صورت اس
مفرد کی بھی ہے جو جز اعظم زمین کا ہے۔

اول وہ صورت ہے جسکو ہم ہیرا یا الماس کہتے ہیں دوم گرافٹ یا ہیموگوسوم
جس کو کولمبے کوئلہ نقل رنگ و وزن متناسبہ کے اعتبار سے ان تینوں میں بہت بلکہ
بالکل اختلاف ہے لیکن انہیں سے کسیکو آہن یا ہوا کے مقابلہ میں جہن آہن
موجود ہے جلادین تو وہی چیز اور ایک ہی وزن کی حامل ہوتی ہے جسکو کاربنو
ایسڈ یا کاربن ڈائی آکسائیڈ کہتے ہیں اس مرکب کے ہم حصوں میں (۲۳) آہن
اور (۱۲) کاربن ہی جا سکتا جس سے ان تینوں شکلوں کے انشاء کو حاصل کریں کاربن
نہایت بڑا مفرد ہے جو انسان و حیوان و نباتات کی بنیاد میں جز اعظم ہے اگر وہی
زمین پر یہ عنصر نہ ہوتا تو مخلوق خواہ حیوانات سے ہو یا نباتات سے۔ بصورت
حال ہرگز موجود نہ ہوتی علاوہ ان تین صورتوں کے یہ مفرد آہن و ہڈی و جن کے
ساتھ نباتات و حیوانات و انسان کی بنیاد میں جز اعظم ہے اور آہن و کلسیم و مائت
کے ساتھ کنگر اور کھرباجی اور سنگ مرمر اور سیسی وغیرہ کی صورتیں ملا انتہا موجود
ہیں یہ کلسیم و کنگر و کھرباجی و سنگ مرمر اور سیسی وغیرہ کی صورتیں ملا انتہا موجود

جو اہرات کا بادشاہ خالص کاربن ہے اور ایک ناچیز شے یعنی کوئلہ کا سگاہائی ہے دنیا میں سب سے بڑا ہیرا اور عمدہ گوہر ہے جس کا پھلہ وزن پون باؤ کے قریب تھا اور تراشنے کے بعد اب ایک توڑوس اشہ تین رتی کے قریب ہے اماں گویا قلی کاربن ہے ہمیشہ ہشت گوشہ قلم کی صورت میں قدرتی مٹا ہے وزن مٹا سبہ ۳۲۳ سے لیکر ۳۲۵ تک ہے۔ اماں کے برابر کوئی شے سخت نہیں ہے کسی چیز کے مقابلہ میں حرارت دین تو اس کے ہمراہ ملکر کاربونک ڈائی آکسائیڈ میں شامل ہو جاتا ہے لیکن اگر آکسیجن یا ہوا سے بجا کر سخت حرارت دین تو کوئلہ کے مانند ہو جاوے گا۔ اگر آکسیجن یا ہوا سے بجا کر سخت حرارت دین تو کوئلہ کے مانند ہو جاوے گا۔ تشبیہ سے اس کو سیاہ سیسہ بھی کہتے ہیں اور کاغذ پر لکھنے سے سیاہ داغ پڑتا ہے۔ اس واسطے خالص کر کے پزل بناتے ہیں۔

کوئلہ قسری شکل کاربن کی ہے یہ گویا قلی کاربن ہے لکڑی یا حیوانات کی ہڈیوں کو جلانے سے حاصل ہوتا ہے یہ بالکل خالص کاربن نہیں ہے اس میں بعض معدنی نمک بھی ملتے رہتے ہیں۔ کوئلہ کی شکل کا نہایت خالص کاربن وہ ہے جس کو کاجل کہتے ہیں۔

وزن مٹا سبہ اس قسم کے کاربن کا ۷۱۰ لیکر ہر ایک ہے کوئلہ اگرچہ بظاہر پانی سے ہلکا معلوم ہوتا ہے لیکن فی الواقع وہ بھاری ہے اسلئے ہونے کی وجہ سے پانی پر تیرتا ہے لیکن اگر اس کو سفوف کر کے پانی میں ڈالیں تو وہ پانی کے نیچے بیٹھ جاوے گا اسلئے ہونے کے باعث اس میں جذب کرنے کی بھی صفت پائی جاتی ہے تو بے مرتبہ اپنی طاقت سے فراوان ہونا کو اور تو مرتبہ کہیں کو جذب کرتا ہے شکر کو صاف اور اس کی رنگت کو جذب کرنے کے لیے بھی متعل ہے داغ عفوئت ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عفوئت دار جو این جو یہ جذب کر لیتا ہے وہ کسی چیز کے ساتھ جو کوئلہ اپنے اندر جذب کر کے رکھتا ہے مگر اس میں مرکب ہو جاتا ہے کہ اس کی ماہیت بدل جانے کے سبب سے اس میں بے کیفیت عفوئت کی باقی جاتی رہتی ہے اگر کوئلہ پانی یا کسی شے سے اوپر چکر مٹی سے پوشیدہ کر دیں اور اندر ہی اندر جلادیں اس طرح سے اس میں ہوا نہ جاوے تو پانی اور کل ہوا

من سے وہ مرکب ہے اور ڈھانچا اور ایک سیاہ فٹے اور پختن لکڑیوں اور
 میٹھوں کی صورت کی رہ جاوے گی البتہ جہاں زمین پہلے سے کم ہوا ہوگی یہ وہی کوئلہ۔
 در اگر کم کوئلہ ہوگا یا کچھ کم زمین جلا دین تو اس سے کاربوئنک ایسڈ پیدا ہوگا۔
 اس عرصہ دراز گذرا ہے ہماری زمین پر پہلے حرارت بہت تھی اور روئیدگی لانا انتہا
 فی حدیث اگر انشاء اللہ چنانچہ زمین کی سطح اس عرصہ گزرنے پر زمین ٹھنڈی ہوئی
 لی اور سخت و روئیدگی طبقات زمین میں دبستی گئی اور انقطاع ہو اسے گردی کیچھ
 سے اندر ہی اندر زمین کے جل گئی اور ہوا کے تمام مائے اوٹے والے اور
 گئے اور بخارات ہو گئے اور جو مادہ اوٹے کے قابل نہ تھا وہ رہ گیا یعنی کوئلہ
 بفر کا اور دیگر مواد نباتیہ اور ارضیہ جو اوس میں مخلوط ہوئے تھے اگر ہم سختی سے
 مدنی کوئلہ کو نظر کریں تو اوس میں ہیکو بے کی شکلیں بھی ہوئی معلوم ہوگی اور اگر میکرو
 سے صاف و شفاف کردہ اسد فی تھک کا نظر کریں تو بیشک اذین نباتی کوئین معلوم ہوگی
 ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مدنی کوئلہ بھی نباتی کوئلہ کے مانند ہے۔ اگر کوئلہ جلا دین
 اس سے کاربوئنک ایسڈ بنتا ہے اور کوئلہ جل کر جو دھواں بنتا ہے اسکو جمع کر کے
 یخین تو دہ کا بن جاتا ہے۔

اس جز اعظم کو زمین کے بھی اسلامی تعلیم نے نظر انداز نہیں کیا ہے۔

مدائن عمران علی ام حیر صادق علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں۔

سے مولا کیا۔ شے خانہ کعبہ کی جگہ پر جی جوق عرش خدا بانی بر تھا حبیب کہ خدا فرما
 ہے وہ دکان محمد بن علی الملوک

مام علیہ السلام۔ مامہ درخندہ تھا (یعنی دور کا فی بجا)

مماۃ بیفتح یم لکھنؤ رہے (محل جو ہری)

سات بتایا گیا ہے کہ ابتدائی حالت زمین کی اور اسوقت کا زمین کا ہیرے
 تھا جسطرح ہیرے کو ہوا اور کچھن سے بجا کر سخت حرارت دینے سے ہیرہ کوئلہ
 شکل میں تبدیل ہوتا ہے اسی طرح سے قدرتی الماسی شکل زمین کی کوئلہ کی شکل میں تبدیل

بنا کر لکھا گیا ہے

ہوئی اور یہی اشیاء اوہیں مقنا قوت سے رہے۔

یہشت میں یا قوت والاس وغیرہ کے مکانات اور زمینیں بنائی گئی ہیں۔
اور مکا بھی جب بنیں یہی مطلب ہو کہ وہ ان زمین کا کاربن والاس کی شکل میں ہے اور
وہ لک کی شکل اختیار نہیں کی ہے۔

پھر زمین کی بھی کوئی حالت بتائی ہے کہ اس کی خلقت میں کاربن ہے۔
یہشت میں ہے کہ خدا نے عظیم (ہوئے تند) کو بانی پرسلط کیا اور بنی بانی کو
اتھا جس سے کثرت سے سوہیں بلند ہوئیں اور پھین اور پھنا اور پھین سے وہوان
اور پھکر ہو این ہو سچا جب وہ وقت آیا جبکہ خدا نے ارادہ کیا تھا اور سو ق پھین
کو حکم ہوا جم جانے کا وہ جامد ہو گیا پھر موج کو حکم ہوا جم جانے کا وہ بھی جم گئی پھین سے
زمین بنی اور موج سے بہاڑ (تفسیر فی الجارح)

ہو اکا بانی کو پھنا اور اس سے پھین اور پھنا اور وہوان اور پھنا صاف بتاتا ہے
کہ ہو اکا کہ پھین بانی کے مخلوط کاربن سے پھکر اور کسا پھنا ہے اور اسی کاربونک
ایٹ سے خلقت زمین کی ہوئی ہے۔

(مثال) بانی گلاس میں بہرہ دایک نلی کا سرابانی بن ڈو دو دوسرے سورخ کو
منہ سے پھو کو ہوا سینہ سے پھکر بانی کو متحرک کر گئی اور پھکر اور پھین کے یہاں تک کہ بانی میں
سفید و دودھ کے ہو جاوے گا۔ وجہ یہ ہے کہ تنفس کے ذریعہ سے ہوا میں کاربونک
شامل ہوتا ہے ہوا کے آکسیجن اور کاربن کے اتحاد سے پس تنفس سے اوکسا پھنا ہے
(اعتراض) بانی میں کاربن کہا لے آیا۔

(جواب) یہ سوال ایسا ہے جسے جواب میں ہم پوچھتے ہیں کہ بانی خود ہیڈروجن
کا اوکسا پھس ہے ہیڈروجن کہا لے آیا جس کا یہ اوکسا پھس ہے جس طرح خدا نے ہیڈروجن
کا اوکسا پھس بنایا اور پھر اسے کاربن بھی خلق کیا جو ہوا یا بانی میں مخلوط تھا ہوا میں بھی
کاربن آکسیجن کے ہمراہ شکل کاربونک ڈائی اوکسا پھس موجود ہے۔

۶۳۔ نیز وہ جن جسکا ذکر اوپر گذرا زمین میں مشربک ہے یہ بہت اوون کیساتھ

بانی زمین

مرکب ہوتا ہے میٹ پر شکر ایسے کے جیسے بارود کا ٹک اور نو سادر جو مرکب ہے
نیز دجن دھیز دجن سے اور یہ گوشت میں ہر جہان کے پایا جاتا ہے تمام مادوں
اسکو بہت کم ملنے کی گنجائش ہے البتہ اس میں سے مرکب ہرگز نیکرک ایسے بنتا ہے اور
دھیز دجن سے ملکر ایونیا گیز (نو سادر) بناتا ہے نیز دجن جو اکا جز اعظم ہے پانچ
حصہ ہوا میں چار حصہ نیز دجن ہے عایت مذکورہ آریٹکل عایت بتاتی ہے کہ زمین میں
نیز دجن بھی شریک ہے ایسے کہ ہوائی شریک بانی کیسا تھوہلی ہے اور بانی میں شریک
ہے جس سے زمین خلق ہوئی ہے۔

۴۴۔ میڈر دجن بھی جز زمین کا ہے اسکا مفصل بیان ہوا اور بانی کے باب میں
ہوا ہے بانی در حقیقت میڈرک اوکالٹ ہے اور اس سے خلقت زمین بتائی ہے
ہوت سے احادیث اس بار میں ہیں جو مرکبات آب میں مذکور ہوئے ہیں اور حدیث
مندرجہ آریٹکل عایت بھی بتاتی ہے۔

۴۵۔ سلفر علامت س مقدار اتصال ۳۲ وزن ۱۰۱ ی ۳۲

سلفر یعنی گندک دنیا میں دو نون طرح سے یعنی خالص اور بصورت مرکبات ملتی ہے لیکن
ملکوتین جہان آتش خیز بہاؤ میں دمان ہشت گوش قطعی صورت میں قدرتی بانی حاتی ہے اور
کثرت سے دعا تو ان کے ہمراہ ملی ہوئی ہے چنانچہ ان مرکبوں کو سلفائیڈ کہتے ہیں مثلاً
اور سلفائیڈ۔ زئک سلفائیڈ۔ آئرن سلفائیڈ کا بر سلفائیڈ اور انہیں مرکبوں سے سلفر
صلحہ کہتے ہیں علاوہ اسکے گندک بصورت یکنیشیم، کیلیم، سوڈیم سلفٹ کے قدرتی
موجود ہے میڈر دجن کے ہمراہ بشکل میڈرک سلفائیڈ یا سلفیور میڈرک میڈر دجن میں
جستون میں بانی میں پائے ہیں اور انڈاسٹری سے جو گیز اڈھتا ہے او میں موجود
ہے اور جانور سرمنے سے یہ گیز ملتا ہے جو ہوائے کرہی سے وزنی ہوتا ہے اسکا
سو گھنا زہر ہے اگر ۱۲۰۰ اجز ہوائے کرہی سے لجا دے تو چڑیا سو گھہ کو مر جا دے اور
۱۰۰ اجز ہوائے ملنے والی نیز کو کتا سو گھہ کو مر جاتا ہے کلورین اسکی ضد ہے گندک بہت
غیر بصورت زرد رنگ کا مفرد ہے اور ۲۳۲ درجہ کے قریب با حصہ کے نزدیک ۳۹

درجہ میں کچلنے لگتی ہے اور بانی کے مانند مشتری رنگ کے بٹال میں تبدیل ہو جاتی ہے اس سے ذرات حرارت و بجاء و گناہ سمی ہونے لگتی ہے اور رنگت میں گہرائی اور باہن ۲۰-۱ اور ۸۰ درجوں کے سفید گامی اور سردار ہو جاتی ہے کہ برتن کو آوندھا کرنے سے نہیں کرتی باہن ۸۰-۱ اور ۵۰ درجوں کے پھر وہ بتلی ہو جاتی ہے گردہ مثل سابق ۵۰ درجہ میں کھونے لگتی ہے اور سرخ رنگ کے انجرائین تبدیل ہونے لگتی ہے وزن متناسبہ انجرات کا ۲۲، ۲۲ اور ہیڈروجن کی نسبت سے ۲۲ ہے گندک بانی میں یا شرب میں حل نہیں ہوتی مگر ٹرین میں اور روغنہ میں حل ہوتی ہے۔ سب سے بہتر محلول اسکا کاربن ڈائی سلفائیڈ ہے۔ گندک جلتے والی شے ہے ہوا یا آکسیجن میں جلانے سے ہلکے نیلے رنگ کے شعلے سے جلتی ہے نیلے آکسیجن کو لیکر سلفور ڈائی آکسائیڈ میں تبدیل ہو جاتی ہے جبکہ سلفیورک ایسڈ کہتے ہیں۔ سلفیورک ایسڈ بانی کے ہمراہ ملنے کیوقت بڑی حرارت پیدا ہوتی ہے اس واسطے بڑی ہوشیاری سے اور احتیاط سے تدریج ملانا چاہئے شکر اور چاسک کلوریٹ کو ملا کر اسپر ایک قطرہ سلفیورک ایسڈ ڈالتے سے بڑی آگ پیدا ہوتی ہے ایک مضبوط شیشہ کے گلاس میں قدرے شکر اور چند قطرہ گرم بانی کے ملا کر سلفیورک ایسڈ ملا دین تو شکر چھو لکر کوئلہ میں تبدیل ہو جاوے گی۔ جنوبی امریکا اور آتش فشان پہاڑوں کے حریب سے جزائر سفالیہ سے کثرت سے نکالی جاتی ہے خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے "انما منزلون علیٰ ہذہ القرۃ رحمن السما" بما کافوا فی حقہ (سورہ عنکبوت) ہم اس فریہ پر آسمان سے عذاب نازل کرینگے اور لوگوں پر جو فاسق ہو گئے ہیں۔

حضرت نوح کی بیٹیوں سدوم و عمورہ کا ذکر ہے آسمان سے آگ برسی تمام بیتان جلا کر خاک ہو گئیں اس ہوائے گرمی میں ہر قسم کے مادے موجود ہیں گندک بھی غلوٹ ہے مکن ہے آکسیجن سے گندک جلا کر برسی ہو یا ہیڈروک سلفائیڈ یا سلفیورک ٹیڈ ہیڈروک یا اور کوئی ایسا ہی مرکب برسا ہو۔

اسلام اور دیگر دینوں کی نسبت سے مفردات زمین میں شامل ہیں لیکن بہت کم
 سے معلوم ہوگا زمین کو مریخ، مریخ کو زمین، زمین کو مریخ، مریخ کو زمین
 اور اس طرح اس طرح ہے۔

اکسجن

سیکا	
آکسیجن، نیکیٹین، ہیلیم،	سلفر، کلورین
کاربن، سوڈیم، پوٹاشیم، آئرن،	
نیزوجن، ہائیڈروجن، باقی مفردات	

فصل مرکبات ارضی کے بیان میں

۱۔ انسانی خلقت کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے۔

۲۔ خلق انسان من صلصال کا الفاظ سورہ رحمن میں ہے انسان کو خلق کیا
 اور مٹی سے جو خشک مٹی تھی اور اس طرح سے آواز دیتی تھی جیسے آگ کی پکی ہوئی مٹی آواز
 دیتی ہے۔

۳۔ ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حماء مسنون سورہ حجر ہم میں
 خلق کر کے والے انسان کو خشک مٹی سے جو گندھی مٹی گرم پانی سے۔

۴۔ انما خلقناہ من طین لادب سورہ صافات) پیچھے خلق کیا انسان کو
 اس مٹی سے جو مخلوط و مزدوج تھی۔

۵۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں خدا نے عز و جل نے اپنے ہاتھ میں چلوک

شیرین کا لیا اور اوسکو مٹی سے غلط کیا وہ جم گیا۔ پھر دوسرا چلرا ب
 لیا اور مین مٹی ملائی اور وہ بھی جم گیا۔ پھر اون دونوں کو ملایا اور مٹی
 پھر چاروں ملا کر کو حکم دیا۔ بنے نال و جنوب، و صبا و دبور کو تاکہ
 طین اور اوس مٹی کی ابتدا کریں اور اوسکو بنا دین اور اوس مٹی سے
 کریں اور اوس مین چاروں طبعیتیں ہو اور خون و صفراء بلغم کی صلا
 بس ملا کر اوس مٹی برائے اور چاروں طبعیتیں اوس مٹی میں پیدا کریں
 لی گئی بلغم صبا کی طرف سے داخل ہوا صفراء و دبور کی سمت سے اور خون جنوب
 پھر اوس پر نسیم جو مٹی اوس بدن کی تکمیل کی عورتوں سے محبت اور طول
 (دیر) کی سمت سے ہوا اور اکل و شرب اور علم و معرفت بلغم کی وجہ سے
 غضب اور بیوقوفی و شیطنیت اور تحقیر و سرکشی اور ہر کام میں غفلت و غفرا سے
 اور عداوت و لذت و محارم الہی و باجندی شہوات کی خواہش خون کی وجہ سے
 ہو لی (لخص حدیث الجمع البحرین)

(۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جب خدا نے زمین
 خلق فرماتا جا با تو جمعہ کے روز اول ساعت میں جبرائیل کو حکم دیا بحکم خدا جبرائیل
 آسمان سے دنیا کے آسمان تک سے اپنی ہاتھ میں مٹی لی پھر ساتویں زمین سے
 سب ساتویں زمین تک جو سب سے نیچی ہے ہر زمین سے مٹی لی۔ پھر چاروں
 کو کچھ سکھایا پہلی مٹی واسپنے مٹی میں لی اور دوسری بائیں میں اوس مٹی کے
 اور زمین و آسمان کی میان ذرہ ذرہ اور ریزہ ریزہ ہو گئیں مادن و دوزخ و
 ملا دیا اسنے لخص حدیث (کافی)

(۶) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا خدا نے وہ مٹی جس سے حضرت آدم
 کو خلق کیا حامل کی اور خالص آب شیرین بن اوسکو گوندہ کر جالیس روز بڑا
 پھر آب شور و تلخ بن گوندہ کر چھوڑ دیا جالیس روز جب اوس مٹی میں حیرت پیدا
 لیا اور مطیع و متقا داتا بنا یا اب وہ مٹی واسپنے اور بائیں (مٹی) سے

میں نے اسے اور بھی بہتر زمین سے لی ادھر کو آب شیریں و آب نمکین
 تھا۔ اس روز عید گئے تھے اور کوثر کب کیا غنیمت ملتا ہے سے پس آدم کو
 میں نے اسے اس کا نام آدم ہوا۔ پس آدم بنے زمین پانی اور مٹی
 سے بنا دیا۔ تو وہ اس سے بہا اور نور سے ایمان آتا ہے
 زمین کی۔ ہے مٹی سے خافت و صنف و کب کبی ہوتی ہے جب اس پر
 ہوا اور اسے فرات

ہوا اور اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے خلقت الہیاتی ہوئی جو بصورت چکی مٹی کے تھا۔
 خلقت میں گرم پانی کی بھی شرکت ہے جس سے کہ کتے میں کہ سفر
 اور اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔

اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔

اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔

اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔

اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔
 اسے فرات کا واسطہ طور پر پتہ لگتا ہے۔

جسکو عرب دہور کہتے ہیں۔ اور خون کے، براد کیبیانی دوس ہوا ہے۔
ہوئے جو عرب میں ہوا ہے جنوب کھلاتی ہے۔ چنانچہ اپنے لیے یہ علاقہ
بصورت گیز ہے جسکے اجزاء کیبیانی شمال سے ملے۔

(۴) ان چار ہواؤں کے علاوہ ایک باخون ہوا ہے جسکو انھیں کہتے ہیں
انسانی جسم کی تکمیل کی بجائے اس اجزاء کیبیانی نے تکمیل حاصل کی۔

(۵) آسمان و زمین کی شےوں سے بنایا جاتا اسطوٹ ہے۔ جو کہ اجزاء کیبیانی
جو مختلف اجزاء میں وہ بھی انسانی خلقت میں ہے۔

(۶) آسمان اور زمین کی شےوں کو زمین پر لے کر آتا ہے۔ جسے کہتے ہیں
انھیں اس سے ہے تمام عناصر ارضی و مادی کو بنانے والا ہے۔

اوصال عناصر سے جو کشت کی گشت سے جلا کر لے کر آتا ہے۔
(۷) زمین کو آب خاص و شور میں چاہے۔

کی بھی شریک کا پتہ ہے جو انیہار کے سر کرنے سے۔

یہ نچرہ و آریہ شے ہیں کہ آدم علیہ السلام سرسری ہوئی
کی ہے اور رنگ یکسر ہے۔ تاہا اخصت اکوہ۔

وہی فرما دین بلا شخص جس سے قبل انسانی قائم ہو
کے قدم ہونے کا کوئی خالی نہیں زمین کے جو۔

ہے۔ پانی کے انیلانی سے جیسے آگ کے آگ
سے ارضی انیہار زمین و مٹی سے بننے کے تو کس۔

دوسرے اور تیسرے دور میں زمین پر کثرت
کی خلقت ہوئی جو غے دور میں زمین سے آگ ہوا۔

خلق ہوا یکسر مٹی کی کیفیت تھیں (پچھنے زمین میں) کو
سر کرنے کے اجزاء متفرق ہونے کی حالت میں ہوئے۔

سیدی بھنڈا و گندھا ہوا آما وغیرہ کیفیت کیبیانی جس کی

سبب بھی جسم حیوانی ہے اور کی نشوونما بھی غذا سے ہوئی اور وہ غذا بھی گھاس
 پات ہے جب انسان کی نشوونما گھاس سے ہوئی اور گھاس کی بیج سے تو انسان کو
 نشوونما کا بڑا حصہ یہی بیج ہوئی اور اصل نطفہ کی بھی بیج سے ہوئی تو یہ کہنا بھی صحیح ہے
 اور بیج بیج سے پیدا ہوتا ہے حضرت آدم پر کیا منحصر ہے کوئی آریہ اور نیچر یا اس
 نہیں ہے جو بیج سے نہ بنا ہو کسی کس بات پر ہے یہی تو خدا فرماتا ہے **وَقَدْ خَلَقْنَا**
الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فَمَرَّ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ خَلَقْنَا الْعَظْمَانِ الْعِظَامَةَ
فَخَلَقْنَا الْعَظْمَةَ نُطْفَةً فَخَلَقْنَا النُّفُتَ عِظَامًا فَكُنُوزًا الْعِظَامُ ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ
خَلْقًا آخَرَ فَبَارَكُ اللَّهُ حِينَ الْخَالِقِينَ ثُمَّ انْكَرَ بَعْدَ ذَلِكَ لِمَ يَسْتَوُونَ ثُمَّ انْكَرَ بَعْدَ
الْقِيَمَةِ فَيَعْبُدُونَ (سورہ یونس ۱۰)۔ سبب انسان کو خدا سے بیج سے خلق کرنا اجزاوی
 بیج کو نطفہ بنایا جو رحم میں ساکن ہوا پھر اس نطفہ سے جلد بن گیا اور عورت سے نطفہ بنایا
 اور جلد سے پڑیاں بنائیں اور ہڈیوں کو گوشت بنھایا بعد اسکے اور کی دوسری مثال
 (انسان کی) بنا دی مبارک ہے خدا جو سب سے بہتر بنا ہوا ہے۔ پھر یہ کہ
 تم مرد کے پھر قیامت کے دن کھرمے لگے جاؤ گے۔

ہر انسان کی یہی حالت ہے حضرت آدم کا کیا ذکر اگر فلسفہ کی دوسری حالت ہے
 تا واقعہ ہوتے تو کیا یہ شبہ نہ ہوتا کہ لطف سے عادت اور عادت سے مشغول اور مشغول سے
 بڑی بڑی سے انسان بناو شو اس سے یہی حالت رہا ہے۔ ہمیشہ کی ہے ہمیشہ
 کہا جاتا ہے کہ بڑی سے انسان بنا۔ گوشت سے انسان بنا۔ نطفہ سے انسان بنا
 اور سطر سے انسان بنی ہے بنا ہے اور ہر کر مٹی ہو جائیگا اور قیامت کے روز اس کی
 مٹی سے پھر وہ بارہ بنا یا جاوے گا۔

بہت صاف الفاظ میں حقیقت اس بیج کی عادت میں بنائی گئی ہے۔
 (۱) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بنی مٹی ہو جائیگا۔ بنا جائیگا۔
 بنا تھا اور وہ جزائی جو جلا جاتا ہے بیج میں درندہ دن اور آگ
 لکھتے ہیں انسانی اعضا سے یا جو امیر انسان بن جاتے ہیں وہ

— ہے اور اس سے رو برو ایک ایک ذرہ بھی غلامتِ ارض میں پوشیدہ
نہیں ہے۔ وہ جو اس کے اندر اشیاء کے اور ہر شے کے وزن کو دور و دھار میں
میں اپنے سونے کی طرح مٹی میں مخلوط رہتی ہے جب قیامت
آئے گی تو زمین سے وہ پانی کی طرح جہنمِ حیات کے
میان میں سے وہ مٹیاں جمع ہو جاوے گی اور پانی اس طرح
میں پانی بہرے سنگھڑاؤ سوقتِ انسانی مٹی اس طرح سے نھر
اُھر رہا ہے اور وہ دودھ کر کھن نکل آتا ہے اور سوقتِ تمام
جگہ (احتجاجِ طبری)

انسانی طبیعت باقی رہ جاتی ہے جس سے وہ خلق ہوا تھا، اصل میں ہوتی قبر میں باقی رہتی ہے یہاں تک کہ اس سے انسان بنایا جاتا ہے (جمع البحرین) مرنے کے بعد کل اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں نہ ہوا رہتے ہیں نہ نور نہ تاریکی نہ ہوتی تھیں چند دھاتی وغیرہ دھاتی وغیرہ جاتی رہ جاتے ہیں وہی انسان کی اہل ہیں۔

(تشیہ) مردے کی ہڈی میں بہت سے دھاتی وغیرہ دھاتی اجزاء ہوتے ہیں (امام اسحاق) جس طرح طبیعت کو فرمایا ہے۔

(جواب) امام علیہ السلام نے طبیعت کو بسیط و مفرد نہیں فرمایا ہے بلکہ وہ مرکب و مرکبات کا مجموعہ ہے۔ کہتے ہیں یہ اعتراض ان کے قول کی بنا پر ہوتا ہے امام علیہ السلام طبیعت کے تھکاوٹ و خرابی سے زمین، لہذا حیثیت، اور اس کے مفردات اہل انسانی ہیں اس کا وجود ہو گا اور اس کے مفردات ہو گے۔

۱۔ مسئلہ بن سہروردی عجیب و غریب ہے اس کے روئے مانا جاتا ہے کہ کہنے سے زمین، آسمان، آواز، حرکت، چرنے میں جہان موقع ملتا ہے اور تمام حالات اور کئے کے ہونا اس کے موافق ہوتے ہیں وہ مخلوق کے عرصہ کے بعد وجود پر مبنی ہے۔ اس مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ زمین، نباتات و حیوانات کا امکان سمجھتے ہیں قرآن کے آیت ۱۱۱ میں ہے کہ زمین پر ہر شے پیدا کی گئی ہے اس قسم کا خیال ظاہر کیا تھا کہ چاند سے زندگی بخش زمین پر آ کر گرنے سے پیدا ہوتا ہے حیوانی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔ جسمانی کے ڈاکٹر۔ ایچ۔ ایس۔ ایس۔ نے یہ بیان کر دیا کہ زمین کی کتاب سے زمین، آبا و سواروٹھا کر تھا یہ خیال اخذ کیا اور اس سے دارون کے مسئلہ کیساتھ شامل کر دیا کہ کسی آبا و دنیا سے چاند اور زمین اس دو چیزوں سے ہیں جس سے پودوں اور جانوروں کی ابتدا ہوئی۔ ایسے ہی تھے۔

(پیشہ کوڑے) بالے گئے ہیں جگہ انکشاف میں خوردبین قاصر ہے۔ جیسے زرد بخار و پیشی کی منہ اور باؤن کی بیماری کے جرم ہوتے ہیں بعض کا قندہ۔ خون سے ملتا ہے ہوتا ہے ہوا میں اوڑھنے رہتے ہیں سورج کی شعاعوں کے ذریعہ سے و مخلوق اور دیکھ سکتے ہیں اور چاند اسی طرح کے مریخ کے ذریعہ سے زمین پر آ کر زمین سے

آسمان سے انسانی مادہ نازل ہوا بھر فرماتا ہے۔

فانسلنا الیہاد وحنافتمثل لہا بشرا سویتا (سورہ مریم) یہ ہے بھیجا مریم کو
طرف اپنی روح کو وہ روح مریم کے لیے انسان ستوی خلقت بن گئی۔ یہ آیت بھی
انسانی مادہ کو خدا کی طرف سے آجاتی ہے۔

شب سراج رسول خدا کا آسمان پر رطب کھانا اور اس سے نطفہ کا جناب سے
اللہ جیسا کا قائم ہونا اخبار میں موجود ہے۔

یہ سب شہادتیں ہیں اس بات کی کہ انسان کا شکل ذرات آسمان پر ہونا درج
آتا ہے۔

اسی طرح ارواح کا افلاک پر جانا یہ بھی احادیث و اخبار میں کثرت سے
ثبوت اس مسئلے سے سائنس کے یہی ہو گیا ہے۔

قرآن مجید میں ہے: "وقالوا اذکنا عظاما ورفانا انما المبعوثون خلقا جدید" (سورہ زمر)

کافر کہیں گے جب ہم (مڑ گئی) ہڈی اور خاک کے ذرہ ہو جائیں گے ہر ایک نئی خلقت کیونکر
نجات دے سکے گا (میں نے) تم تجھ کو بولایا اور کوئی بڑی خلقت ہو جائے گی جو تمہارے

دلیں ہو (تب بھی تم دوبارہ پیدا ہو گے) بہت صراحت ہے اس میں کہ مرکز الوجود
وہ صورتیں اختیار کرتا ہے جسکو وہ اپنے زعم میں مقلوب الہا بیت سمجھتا ہے اور

انسانی نئی نئی نئی ہو جائے یا انسانی آئین خالص کو ہے کیونکہ زمین خود اور
یا انسانی تصور اس سے کوئی بڑی خلقت تجزیر کے مثلاً سوچنا ہو جائے

کہ مادہ ایک ہے اجتماع ذرات سے ایک نیا مادہ بنے تب دوبارہ اسی سے
مادہ انسانی رفتہ رفتہ ملحد ہو کر پھر پہلا انسان بنا دیا جائے گا بطورے ہی

سے زمین و آسمان بنے اور وہی اجزاء کو جو ہمارے ہیں وہی زمین و آسمان
کے ہیں اور جو زمین و آسمان کے ذرہ ہیں وہ ہمارے ہیں۔

اس مقام سے حدیث نور کا ثبوت بھی یہی ہو گیا۔ "انما اے فرمایا ہے ہمارے نور سے

پھوٹ خشک ہو کر منتشر ہو کر خاک میں گئے یہی حالت بعینہ ہونی چاہیے کہ ان کی ہے
مواد انسانی ایک مقام چھ ہو کر آج انسان بنا کر اس کے اجزا اٹھل پھولے
دیگر عناصر میں بھر وہ عناصر جمع ہو کر نیا انسان بنے گا جنم کے طریقہ سے نہیں بلکہ
رفقہ رفقہ وہ اجزا اٹھلین بہتے بہتے بقدرت خدا انسانی شکل اختیار کر سکتے ہیں یہی
انسانی خلقت اور اس کے معاد جسمانی کی کیفیت ہے کہ شری صدق دل سے تیرہ سو سال
بعد ایمان لائی ہے۔ اس اسلامی تعلیم کو مختصر طور پر اور گینک کی شری میں پروردگار اور صدق
دل سے ایمان لاؤ۔

۶۸۔ ایلیوسن کی کیا گری شعلہ نجات میں ایلیوسن کا اول درجہ بہت خون چوکن
باخود روح ہے اسکی بناوٹ اور عضلات دماغ و اعصاب و خورد و کلاہی غلہ و کی سنا
میں ایلیوسن جز اعظم ہے حیوانات کے انڈو مین جو نشے ہے رہ ایلیوسن ہے
اب بنو دیکھا جاوے تو یہی ایک بڑی چیز ہے اس سے بھر کر ایک عضلہ کی طرح
ہو جاتی ہے خون انسان کا ہو یا حیوان کا جب باہر نکالا جاتا ہے تو جلد دھو بیٹھ جاتا ہے
ہو جاتا ہے ایک ثقیل شے جسکو نو ٹھڑا کہتے ہیں دوسرے آبی چیر جسکو آب خون کہتے ہیں
سیرم کہتے ہیں۔ سیرم میں علاوہ پانی اور نمکیات کے ایلیوسن حل ہے۔

ایلیوسن نباتات میں بکثرت موجود ہے مثلاً لکھن، ارڈی، گوبھی وغیرہ مقدار اتصال
کے رو سے اسکی ماہیت کا حقہ معلوم نہیں ہے مگر باعتبار دوزن فیصدی اس میں چیز
قریب قریب اسی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ ۲۵۰ حصہ — ۲۵۰ حصہ — ۲۵۰ حصہ — ۲۵۰ حصہ —
۲۵۰ حصہ ایلیوسن کی کوئی خاص شکل نہیں ہے پانی میں کم و بیش حل ہو جاتا ہے اور لکھی
میں زیادہ شراب اور ایتھر میں حل نہیں ہوتا۔

ایلیوسن حرارت کے باعث سے بھی ثقیل ہو جاتا ہے اور جب اکر تہ ثقیل ہو جاوے
تو پھر پٹال میں ہو سکتا اسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی طریقہ چار س پاس نہیں ہے جس سے
ہم ثقیل ایلیوسن کو پھر سبب کر سکیں جن ملک کی خلقت بھی ممکن ہے ایلیوسن سے ہو
بیطرحے جاری خلقت میں ایلیوسن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ علاوہ ایلیوسن کے کوئی

ہے۔ جنس حیوانات کی جھلیاں اور پوست و رباط و غیرہ
 باعث سے پانی میں تمام و کمال حل ہو جاتے ہیں البتہ کم و بیش
 جو ٹھنڈا کیا جاوے تو وہ منجمد ہو جاتا ہے مگر بہت ملائم ہو
 مگر غرض اتنا ہے اسکو جلشن کہتے ہیں یہ فٹے حیوانات کی بناوٹ
 اگر حسب اعضاء مذکورہ پانی اور حرارت کے مقابلہ میں انہیں
 بناوٹ کا حیوانی حصہ گویا جلشن ہے نہ ہڈی ڈاڑھیوں ٹانگوں
 رگیں تو اسکا ارضی حصہ یعنی ہڈیوں کا جو جیسے اور شے
 اور چھوٹی اسکو بائین جوش دین تو حل ہو کر جلشن ہے گا
 سینک اور کمر وغیرہ کو پانی میں بکاتے سے حل ہو جاتا ہے
 جھکانا ایک ایسی شے ہے کہ اسکو پانی میں حرارت دینے سے
 میں مثل ایسی میں کے ہے۔

خداوند اکرم قرآن مجید میں فرماتا ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي
 عَلَّمَ (سورہ اقرآن) پڑھو اپنے خدا کے نام سے۔
 سے خلق تو ہی تاملین اور غائب رہا ہے جو ہڈی اور
 اے۔ واضح ہو کر پانچ کیمیا کی ساخت میں درج ہے۔
 سبب جنس (جنس حیوانی) اور دوسرے کو جو پہلے
 جنس مدنی کہتے ہیں خابہ نقیضہ مفصل ذیل سے
 کہنے مرکبات کس کس مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

جلشن ۱۔ ۲۔ ۳۔
 بدو سلسلہ ۱۳۔

جنس سبب جنس

کیا نشہ فاسفیٹ ۱۔ ۲۔ ۳۔
 کیا نشہ کاربونیٹ ۱۔ ۲۔ ۳۔
 کیا نشہ فلورائیڈ ۱۔ ۲۔ ۳۔
 کیا نشہ فاسفیٹ ۱۔ ۲۔ ۳۔
 سوڈا ۱۔ ۲۔ ۳۔

ارضی سبب جنس

حلقہ مختلف معینوں سے اور مختلف مقامات کی ٹیوں سے ہے۔
 (۱۸) وہب بن منبہ سے روایت ہے ملا خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو خوش کیا اور
 ساتویں زمینوں سے سرسہلی زمین سے اور گردن و دوسری ٹیوں سے۔
 سے دونوں ہاتھ جو تھی زمین سے پشت اور پیٹ پانچویں زمین سے۔
 چھٹی زمین سے دونوں ہڈیاں اور دونوں قدم ساتویں زمین سے۔
 الحاقی فخر الدین رازی)

مکن ہے مراد ساتویں زمینوں سے ساتھ اراضی اقلیم یون بامرا راضی بارہ
 ہون جبکہ ہم مفصل کتاب البیۃ فلسفۃ الاسلام میں لکھتے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی کیمیائی اجزاء اجرام فلکی سے بھی بنے
 گئے ہیں اور یہ مطلب اس حدیث کا نہیں ہے کہ ہر عضو مخصوص ہے مقامات مذکورہ
 حدیث سے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر زمین سے ہر زمین کے خصوصیت کے ساتھ ایک جزو حضرت آدم
 کے ہر عضو میں شریک تھا علاوہ اس جزو مخصوص کے اور اجزاء کیمیائی بھی تھے۔

(۱۹) ابن عباس سے مروی ہے کہ ۱۰ خدا نے حضرت آدم کو خلق کیا اسراقدس بیت المقدس
 کی مٹی سے، منہ جنت کی مٹی سے، آنکھیں حوض کی مٹی سے، دانت ہند کی مٹی سے، دایاں ہاتھ
 کعبہ کی مٹی سے، بائیں ہاتھ فارس کی مٹی سے، ہڈیاں ہار کی مٹی سے، شرمگاہ بابل
 کی مٹی سے، پشت و شکم عراق کی مٹی سے، قلب اقدس فردوس کی مٹی سے، زبان طاق
 کی مٹی سے۔ سر بیت المقدس کی مٹی سے بنا ہی وجہ ہے کہ ہر مقام عقائد و فطانت لفظ
 ہے ہر مقام جنت سے بنا ہی اسلئے مقام زینت ہے۔ آنکھیں حوض کی مٹی سے، دانت ہند کی مٹی سے، دایاں ہاتھ
 کعبہ کی مٹی سے، بائیں ہاتھ فارس کی مٹی سے، ہڈیاں ہار کی مٹی سے، شرمگاہ بابل
 کی مٹی سے، پشت و شکم عراق کی مٹی سے، قلب اقدس فردوس کی مٹی سے، زبان طاق
 کی مٹی سے بنا ہی اسلئے موضع شہادت قرار پائی الحدیث درالمنطق الحاقی

اس خبر سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے حسب ذیل ہے۔

(الف) مٹیوں کی تقسیم و بتائی ہے کہ سب جگہ کی مٹی ایک ہی طرح کی نہیں ہوتی بلکہ اجزاء کی کمیابی علیحدہ علیحدہ ہیں جبکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ کل اجزاء کی کمیابی ہوتی ہے ہر شہر یا ہر اقلیم کے بدلے بدلے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعض مفردات بعض اقلیم سے مخصوص ہیں یا بعض اقلیم میں زیادہ پائے جاتے ہیں اور بعض اقلیم میں وہ مفردات بالکل نہیں پائے جاتے یا پائے جاتے ہیں تو بہت کم لہذا اس مفرد کے لحاظ سے اس اقلیم کا پتہ دیا ہے جہاں وہ مفرد ہے اور بہت کثرت سے ملتا ہے مثلاً انگلستان کے جنتہ میں کی تھیک کلورائیڈ کثرت کھلا ہوا ہے۔ پلائیم ٹھکانہ دس جزیرہ ریڈیو وغیرہ میں ملتا ہے۔ کارپمالک متحدہ امریکہ کے بڑے بحیرہ میں بڑے ٹکڑے کی صورت میں موجود ہے۔ سیکینیم کلورائیڈ اور سلفیٹ کی شکل میں دریائے غور اور اکثر جنتوں کے پانی میں موجود ہے اسبطر سے اور بھی مفردات ہیں۔

کی تھیک کلورائیڈ کے مرکبات کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ جزائر انگلستان کے جنتہ سے لیا گیا ہے یا نہیں کے مرکبات کو کہہ سکتے ہیں کہ ملک روس یا جزیرہ کاسراندیب سے یہ جزیرہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ مفردات اور مقامات پر بھی ہیں لیکن ایک کیسٹ یا دوسا ز کوئی مرکبات بنانا چاہتا ہے تو اس کے مفردات جن ممالک یا جن وکانوں سے لئے گئے ہیں ضرورتاً ممالک سے اس مرکب کی نسبت دی جائے گی ہر چند کہ وہ مفردات اور ممالک نہیں بھی ہو سکتے ہوں۔ یہی حال انسانی کیسٹری کا ہے خالق نے جو مفرد جس ملک و اقلیم سے لیا ہوا انسان میں اس کو اخبار میں بتایا گیا ہے اعتراض کیا ہو سکتا ہے۔

(ب) پھر اختلاف آثا و خواص و صفات مخصوصہ کو ہر عضو کے بیان کیا ہے کہ وہ صفت و خواص عضو کی اسوجہ سے ہے کہ فلان اقلیم و فلان مقام کی مٹی اور زمین کی مٹی ہے مٹی ہونے کی حیثیت سے تمام زمین ایک خاصیت رکھتی ہے لیکن اس کے خاص مفردات کے آثا و خواص سب جدا ہیں لہذا جو مفرد جس اقلیم سے جس عضو میں صرف ہوا ہے اس کا خاصہ اور فعل ذکر ہوا ہے۔

(ج) یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر عضو کے مفردات ملحدہ ملحدہ ہیں بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر مفردات اللہ کی مٹی سے بنا اس لیے مقام عقل و فطانت و لطف ہے بیت المقدس کی مٹی سے جو مفردات لیا گیا ہے اور مثال لسانی و لغ کو عقل و فطانت دی دیگر اعضا میں جو کچھ بھی اور سکا کیمیا کی اثر ہو اور سکا ذکر نہیں ہے یہی حال سب مفردات کا سمجھو۔

اسلامی تعلیم پر بہت نقد لگاتے تھے اب کیمسٹری نے تمام حیالت کی قلعی کھول دی اور اسلامی تعلیم کی صداقت کو آئینہ کر دکھایا۔

۱۔ رسول خدا کے براق کی نسبت حدیث میں ہے کہ کان اور سنے سبز زبرجد کے تھے پیشانی یا قوت سمجھ کی مٹی۔ یا مرکب حضرت آدم جب کا نام میمون تھا۔ جس پر ملائکہ نے حضرت آدم کو سوار کیا اور ملکوت کی سیر کرائی اور اس کی خلقت مشک کی بتائی گئی ہے ورنہ نواز و موتی اور موتی کے۔

تاریخ

یا حوران جنت کی نسبت خدا فرماتا ہے کہ کالغن الیاقوت والمرجان (سورہ جن) اور مثل یاقوت اور موتی کے مسخ ہو گئی۔

بہشت کے طبقات کی نسبت اخبار میں ہے۔ دار السلام یا قوت مسخ کا ہے۔ دار الجنان سفید موتی کا۔ جنت الماویٰ زبرجد سبز کا۔ جنت الفردوس زرد سونے کا۔ جنت النعیم جامدی کا۔ جنت الفردوس طلائے احمر کا۔ جنات عدن سفید بلور کا ہے۔ جنات جنت جامدی سونے کی اینٹوں سے بنی ہیں گاراشک کا ہے۔ مٹی غیر زعفران کی۔ قصر موتی کے۔ حجر یا قوت کے۔ دروازے جو اہرات کے۔ نہرین کا نور کی بعض شعلہ کی، بعض دودھ کی۔ درخت بلور یا قوت و غیرہ کے۔

یہ سب اخبار بتاتے ہیں کہ ان مخلوقات کی کیمیا کی ترکیب میں اشیاء مذکورہ ہیں۔ حکیم حکمت الہی اور مکی ترکیب سے باخبر ہیں جنہوں نے اس مخلوق کی بنا و تہ کا ذکر کیا ہے تعجب کس بات میں ہے۔

۲۔ عرب کی جاہل قوم ہر شے کے مفردات کو نہ جانتی تھی اگر یہ کیا جاتا کہ انسان کی ہڈی کی ساخت میں کیلک کاربونیٹ ہے تو عرب کیا سمجھتے اس لیے بتایا کہ انسان کی

ہڑی ہاڈی مٹی سے بنی۔ ہینک کھرا مٹی اور کنگو سنگ مرمر جو ناکیلک کاربونٹ
ہیں۔ اگر سنگ مرمر۔ ہر انسانی ہڈی جتنی جاتی یا کنگریا پونا یا کنگریا مٹی سے تو اسکا
یہی مطلب ہوتا کہ کیلک کاربونٹ سے خلقت ہوئی کسی مخلوق کو اسی مثال پر قیاس
کر دیکھانے کی راہ سے فرد شائع اور مرکب مشہور کا ذکر فرما کر اصلی مفروضات ان مخلوقات
کے بنائے گئے ہیں تاکہ جاہل عربوں کی سمجھ میں آجائے اور الہامی تعلیم کے سمجھنے
میں دشواری نہ ہو۔

آج تیرہ سو سال بعد سائنس جسکی حقیقتیں کھل چکی ہیں۔ سب کچھ اور بھی مذاق کو جہالت و
نا فہمی بتاتی ہے۔ جب قدر علمی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ اسے قدر دانشاں
اسلامی صداقت نقش کردہ جاتی تاہم کمال تحقیق کے چاند نام کردہ زمین پر ایک ہی
نہ سب ہوگا۔ ہر اسلامی تعلیم کو فلسفہ کی نظردہ زمین و کیمیا کی اور صدق دل سے اسلامی
کلمہ شہادت پر اور غلطی کی تحقیقات ناقص ہے روزنی حقیقات ہو رہی ہیں۔ اس سبب
سے بہت سی اسلامی تعلیم بھی طر سے ذہن نشین ہو رہی ہیں۔

ہر اسے صداقت کا زمانہ اور بہت جلد آتا ہے۔ فانظر اصع النظر

اللہم صل علی محمد و آل محمد



فہرست مضامین کتاب فلسفہ اسلام کیمشری

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	وجہ تالیف کتاب	۱	وجہ تالیف کتاب
۲	باب پہلا آریٹیکل نمبر ۱ کیمشری کی تعریف	۲	باب پہلا آریٹیکل نمبر ۱ کیمشری کی تعریف
۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۶	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۷	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۸	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۱۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۱۹	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۰	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۱	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۲	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۳	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۴	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان
۲۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان	۲۵	آریٹیکل نمبر ۱ کا بیان

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۴۱	نہجی بحالی کا ذمہ ہونا قصہ خضر علیہ السلام	۲۶	آرٹیکل نمبر ۱۱ یونیا کا بیان
۴۲	آرٹیکل نمبر ۳۲ افلاک کی ماہیت	۲۶	آرٹیکل نمبر ۱۲ انکشاف افلاک پر اثر ثواب
۴۵	آرٹیکل نمبر ۳۲ روں کی ماہیت	۲۷	آرٹیکل نمبر ۱۳ ہوا گرہ زمین کو گھیرے ہوئے ہے
۴۷	آرٹیکل نمبر ۳۲ زمین کی ماہیت	۲۸	ہوا کا دونوں طرف قبضہ ہوا ہر دو طرف سے ہے
۴۸	اب جو خاک کا بیان آرٹیکل نمبر ۳۲	۳۰	آرٹیکل نمبر ۱۴ کبھی حیوانات کی زندگی گرا کر
۴۸	برکیہ کی نفس حرارت پیدا کرتا ہے	۳۰	کافی ہے
۴۹	آرٹیکل نمبر ۳۲ کبھی حرارت کیسا غلط ہو رہا ہے	۳۱	حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ
۴۹	چدا ہوتا ہے	۳۱	آرٹیکل نمبر ۱۵ یونیا کا بیان
۵۰	آرٹیکل نمبر ۳۲ آگ چھوٹے اور دھوکے سے	۳۱	نہجی بانی ہے ذائقہ ہے
۵۰	کیونکہ تیز ہوتی ہے	۳۱	آرٹیکل نمبر ۱۶ بانی کی تین قسمیں ہیں
۵۰	آرٹیکل نمبر ۳۲ عناصر کے کل تفریق و فنا	۳۲	آرٹیکل نمبر ۱۶ بانی کو مرکز بنا ہے
۵۳	آرٹیکل نمبر ۳۲ شعلہ کا چیز ہے	۳۳	آرٹیکل نمبر ۱۶ بانی خاص نہیں ملتا
۵۴	آرٹیکل نمبر ۳۲ شمع و چراغ کا شعلہ بن جیو پھر	۳۵	آرٹیکل نمبر ۱۶ جس بانی میں ہوا و آسمان کی حیوانی
۵۵	جنم کی آگ	۳۵	حلول ہو وہ قابل آسمان نہیں ہے
۵۵	آرٹیکل نمبر ۳۲ وہ اجسام خواہ آسمانی یا زمینی	۳۶	آب و حیات و زرم
۵۵	اونکے جلنے کے لیے خاص درجہ کی حرارت ضرور ہے	۳۶	فصل بانی کے جوش و حرکات آرٹیکل
۵۷	جنم کی آگ اور شعلہ کا جواب	۳۶	نہجی بانی بت سے مراد بت بنانا ہے
۵۸	آرٹیکل نمبر ۳۲ کل رحمتیں ہیں کہ رحمتیں ہیں	۳۷	یاسمین دریا کا کھولنا
۵۸	آرٹیکل نمبر ۳۲ کاروبار و کمالی ادکا	۳۷	آرٹیکل نمبر ۱۷ بانی
۵۹	فلق کا بیان	۳۸	آرٹیکل نمبر ۱۷ حیوانات و نباتات کا جملہ
۶۰	آتش فرو و حضرت ابراہیم علیہ السلام	۳۸	ہے
۶۰	آرٹیکل نمبر ۳۲ ہوا کی جل و کھانا	۴۰	آرٹیکل نمبر ۱۷ بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام

مضامین

باجوان بابائیں کیان آرٹیکل نمبر ۱

- ۸۲ زمین بسیط نہیں ہے
- ۸۳ آرٹیکل نمبر ۱۱ شیم کا بیان
- ۸۴ آرٹیکل نمبر ۱۲ کیلیم کا بیان
- ۸۵ آرٹیکل نمبر ۱۳ ایسوسینیم کا بیان
- ۸۶ آرٹیکل نمبر ۱۴ سوڈیم کا بیان
- ۸۷ آرٹیکل نمبر ۱۵ آئرن کا بیان
- ۸۸ آسمان سے لوہا آتا تو ہے کے اقسام
- ۸۹ آرٹیکل نمبر ۱۶ کاربن کا بیان
- ۹۱ زمین کی ابتدائی حالت
- ۹۲ ہنسی زمین
- ۹۳ آرٹیکل نمبر ۱۷ رجن بھی جز زمین ہے
- ۹۴ آرٹیکل نمبر ۱۸ منفر کا بیان
- ۹۵ ضلکات ارضی آرٹیکل نمبر ۱۹ انسانی خلقت
- ۹۸ حضرت آدم کی خلقت پر اعتراض اور دیکھا
- ۱۰۱ انسانی مٹی کیا ہے
- ۱۰۲ آرٹیکل نمبر ۲۰ سید علی ہاشمی کا بیان
- ۱۰۵ معاویہ
- ۱۰۶ آرٹیکل نمبر ۲۱ ایسوسین کا بیان
- ۱۰۷ شہید اور اس کا جواب
- ۱۰۸ آرٹیکل نمبر ۲۲ ایزوی این
- ۱۰۸ آرٹیکل نمبر ۲۳ ہینسن کی ساخت
- ۱۰۸ آرٹیکل نمبر ۲۴ ہینسن کی ساخت
- ۱۰۹ انسانی خلقت
- ۱۱۲ آرٹیکل نمبر ۲۵ برائی دہشتی انسان
- ۱۱۲ آرٹیکل نمبر ۲۶ عرب کی جاہل قوم کے
- ۱۱۲ معذرت سے واقف نہ ہو

فصل ۱۱ کے مرکبات آرٹیکل نمبر ۲۷

- ۴۰ کوئلہ کی بڑی ضرورت ہے
- ۴۱ آرٹیکل نمبر ۲۸ حیوانی بناوٹیں بھی آگ کی ضرورت
- ۴۴ آرٹیکل نمبر ۲۹ حیوانی کاربن کیونین ختم ہوتا
- ۴۵ آرٹیکل نمبر ۳۰ جن و شیطان کا وجود
- ۴۸ فاسفرس کا بیان
- ۴۸ معجزہ یہی مضامین
- ۴۹ آرٹیکل نمبر ۳۱ آگ کا دریا
- ۴۹ آرٹیکل نمبر ۳۲ جرم شمس بالذات نوری ذرات
- ۵۰ سورج کے متعلق اسلامی تحقیق
- ۵۲ ایک شبہ کا جواب
- ۵۴ قیامت کا ثبوت
- ۵۴ آرٹیکل نمبر ۳۳ خلقت کو اک سیر کرنے ہے
- ۵۵ آرٹیکل نمبر ۳۴ کوئلہ کا بیان
- ۵۶ آرٹیکل نمبر ۳۵ ماریش گیز
- ۵۷ آرٹیکل نمبر ۳۶ ریڈیم دھات
- ۸۰ ہشت کی دائمی حالت
- ۸۰ جناب شہید کے نور کی شاعری
- ۸۰ حضرت آدم و ملائکہ کی نور سے خلقت
- ۸۰ ادمین کے نور سے راد روشن ہوتا
- ۸۱ قصہ حضرت ایوب علیہ السلام
- ۸۱ مابینا کا علاج

